Jān Ṣāḥib, Yār ʿAlī Khān
Dīvān-i Jān Ṣāḥib

ملنے کا پتہ: جنٹلمین بکڈپو امین آباد لکھنؤ

درین آوان فرخی توامان بہین سخن آرای نازک خیالان

دیوان جان صاحب

المعروف

دیوان میریار علی

مشہور بجان صاحب بہ تصحیح فراوان وسعی بے پایان

جنٹلمین بکڈپو امین آباد لکھنؤ

ہندوستانی پریس لکھنؤ مین چھپا

نوٹ: اس سے قبل کے اڈیشن لکھنؤ و دہلی وغیرہ سے مقابلہ کر کے چھپا گیا ہے

دیباچہ

حضرات! عرصہ سے میری آرزو تھی کہ دیوان جان صاحب چھپواکر آپ کی خدمت میں پیش کروں آج یہ مراد پوری ہوئی۔

مجھ سے قبل یہ دیوان جان صاحب دہلی و لکھنؤ بدایون میں چھپتا رہا لیکن اوس میں کچھ ایسی غلطیاں رہ گئی تھیں جس سے اشاعت نہ ہو سکی کسی نے تو کاغذ خراب لگایا کسی نے پروف کی غلطیاں درست نہ کرائیں کسی نے چھپوائی خراب رکھی غرض تمام باتوں کا خیال کرکے یہ نیا اڈیسن چھاپا گیا ہے۔ اگر پھر بھی کوئی غلطی رہ جائے تو پبلک سے اُمید ہے کہ مجھکو مطلع کریں تاکہ آیندہ درست کر دیا جائے۔

مجھکو یہ دیوان چھاپکر شعرائے ہند کی خدمت میں پیش کرنے کا مقصود صرف یہ ہے کہ قدیم زمانہ کی شاعری اور زبان کا نمونہ دیکھ لیں۔

آج ادبی دنیا میں ایسے دیوان کی سخت ضرورت ہے۔ اس کے پہلے زہر عشق چھاپکر خدمت کر چکا ہوں۔

آپ کا قدیم دعاگو

جنٹلمین بکڈپو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

غزل ردیف (الف)

شان مین اللہ کی مطلع وہ ہو دیوان کا
ذکر ہر مصرع میں آیا ہے خدا کی شان کا
حسن مطلع اس کا اے نورن نبی کا وصف ہے
بولا کاغذ سے قلم یہ قطعہ جب لکھنے لگی
حیدری خانم خدا کے شیر کی تعریف مین
وصف میں بی بی کے بچوں کے جو دو مصرع کہے
مدح میں بارہ اماموں کی کہوں بارہ جو شعر
بیت اہل بیت کی تعریف میں جس دم پڑھی
جو نبی کی آل اور اولاد کا دشمن ہے بی
آرزو دل کی یہ ہی اُس دم پڑھوں یٰسین خود
مرتے دم ایذا نہ ہوا سے جان صاحب جان پر

جیسے بسم اللہ بہا ٹک ہی لوا قرآن کا
ہو گو بیت اللہ مطلع ہی مرے دیوان کا
قول بیشک سچ ہی یہ میرے محمد جان کا
رعب سے حرفون کے دل در جائے ہر انسان کا
شعر جو ہی شیر ہے وہ کلک کے میدان کا
ہو گیا پر نور وہ مطلع مرے دیوان کا
عرش پر ہو ذکر اُس بارہ دری کی شان کا
آئنہ ہی آئنہ دل ہو گیا انسان کا
دین و دنیا میں اُسے رتبہ ملا شیطان کا
رونگٹا میلا نہ ہو صاحب کے اوسان کا
پنجتن کا نام نکلے منہ سے اور رحمان کا

شکر خالق کر کے بندی نے ادا سجدہ کیا
کیا حقیقت ہے مری جیسا مرا رتبہ کیا

اُس کی قدرت ہے نرالی جو کہو وہ ہے بجا
خاک کے پتلے کو اپنی شان سے گویا کیا

پانچ باری جب میں روئی پانچ دریا بہہ گئے
میری آنکھوں نے دوا پنجاب سے دعوا کیا

بیسوین کے چاند کا پیدا کیا اس نے چلن
چھپکے آدھی رات کو گھر میں مرے آیا کیا

آملا بچھڑا سجن مانا تھا میں نے بیگما
سو نہ جانا جاگتی نوبت کا ہے کونڈا کیا

اس پہ میں مرتی تھی مانگا اس نے جو میں نے دیا
جان صاحب سے کبھی پیارا نہیں بیساکھ

کیا منہ ہی منہ چڑاے کوئی اس زبان کا
کس مردوے کو علم ہے میرے بیان کا

مردوں میں آئے بہار کترتی رہی ہیں پھول
دیکھا نہ منہ زبان کی قینچی نے سان کا

جمشید کا پیالا مری فکر ہے بوا
مضمون آئنہ کیا سارا جہان کا

معنی کے بدلے رہ گئی اب شعر میں جگت
اے جان بہنو انگرکھا ہاتھی کے تھان کا

چوری ہوئی پتا نہیں ملتا ہی مال کا
گھر گھر گلا کروں گی اجی کو توال کا

زیب النسا کی طرح میں کہتی ہوں وہ غزل
مردوں سے ہو جواب نہ میرے سوال کا

سوتی ہیں اب وہ چین سے مخمل کے فرش پر
گتھا ہوا نصیب نہ جن کو پیال کا

ہمسائی میری سر کی قسم آئیو ضرور
کونڈا کروں گی جمعہ کو سید جلال کا

بدنے لگی ہیں کس لیے پنجایت آپ سے
مالک ہے اب وکیل مرے انفصال کا

چھپ چھپکے پاس آئے بوا شہزادی جان کے
ہے لاکھ بار آیا ہزار می کا بال کا

دردوں کے مارے مرتی ہوں لیتے نہیں خبر
کیا کھولنا تمھیں نہیں آتا ہے فال کا

سر پھوڑ کے لہو کی بہاؤں گی ندیاں
گر بال بانکا ہوگا اجی میرے لال کا

ایسا نکھٹو پلے سے میرے بندھا را
الٹا پڑا ہے جھگڑا گلے روٹی ڈال کا

اے باجی اس طرح نہیں چھپتا کسی کا عیب
جس طرح چاند رہتا ہے بدلی میں ہال کا

وہ جان صاحب آپکی ہی ریختی کی دھوم

مندر کے جیسے شہرہ ہے ہر جا خیال کا

کہتی ہوں دل میں جب سے مجھے تو نظر پڑا
خالق بچائے جان بلا کو نظر پڑا

موسیٰ کلنک فرنگی کو معراج ہو گئی
مریم نسا جو اُس کو سپاٹو نظر پڑا

ہوتی تھی عید ہم کو سمندر میں اس گھڑی
ٹھہرا جہاز جب کوئی ٹاپو نظر پڑا

سب جھوٹھے ہیں ان کے سیلے ہو چکی خراب
سچا عمل کسی کا نہ جادو نظر پڑا

یہ سات پیڑھیوں کے ہوا بعد اتفاق
کنبے میں بیگما کے دولہا جو نظر پڑا

مسی خراب ہوتی ہے کوکا تو ڈھونڈھ لا
سوسن کو طاق میں نہیں ماجو نظر پڑا

پھل دینی بھائی سے بھی نہ مجکو ملا بہار
دنیا میں کوئی اپنا نہ لاگو نظر پڑا

ہاتھوں سے دل کو تھام کے چوکھٹ پہ گر پڑی
بیٹے بچھڑنے میں اُس کا جو بازو نظر پڑا

جس مردوے کے پیچھے مرا گھر ہوا اُجاڑ
برسوں کے بعد پھر وہی اُلّو نظر پڑا

وہ دل در گور جنیاں نے کبھی جو نام الفت کا
کسی دشمن کے دشمن کو نہ ہو آزار چاہت کا

نہ کہہ تو اپنے منہ سے اُس نے سر ڈھانکا ہی عصمت کا
اری عزت النسا تجھ کو نہیں کچھ پاس حرمت کا

ابھی سے دل پڑا اس کا نگوڑا عشق کے پالے
خدا حافظ ہی اے حرمت تری بیٹی کی حرمت کا

مرا کیا نام بد ہو گا وہ خود بدکار ہے روشن
دیا ہی رنج مجکو جب گلا کرتی ہوں راحت کا

خصم دو جوروؤں کا اے بوا چوسر کا پانسا ہی
بدی جس سے کریگا سامنا ہووے گا ذلت کا

لگا بیٹھا بہ رس جب سے یہ صورت زہر لگتی ہے
کہیں مشاطہ کر پیغام اب مصری کی نسبت کا

کٹا ہی صبح سے رو رو کے یہ دن شام تک شیلن
اُٹھی جو سو کے منہ دیکھا عجب کمبخت راحت کا

صنوبر آ گیا غش میں ہوئی سوجان سے عاشق
عجب بوٹا سا قد اس کا نمونہ ہی قیامت کا

بدل کے آنکھ طوطے کی طرح بین بیٹی لگا کرنے
اُڑے دنیا سے جلدی نام ایسے بے مروت کا

اگر دوزخ نہ ہوتی فکر کرتا کون جنت کی
ہی رتبہ سوم کے خست سے حاتم کی سخاوت کا

نہ مانو مہری تم بجی کے حق میں کانٹے بوتی ہو
نہیں یہ وقت ہی اے بیگما صاحب مروت کا

پڑھائی کیوں زلیخا مولوی صاحب نے یوسف کو
کیا خانہ خراب اس کو دکھایا کوچہ الفت کا

اگر ہے فتح خاں رستم تو ہوں میں سو رنڈی | چلا تلوار کے آگے ہے کس دن زور طاقت کا

وہ تھے استاد تجکو جان صاحب ان سے کیا نسبت
کیا پر نام روشن ریختی نے تیری نسبت کا

کلوارنی پہ مرتا ہی تف اس کی ریش پر | قاضی کے گھر میں کیوں نہ ہو چرچا شراب کا

رو رو کے آہیں کھینچی ہیں اک مست کے لیے | تھی دیگ آنکھیں بن گئیں بھبکا شراب کا

یا خدا کے گھر میں جو ہوتا ہمارا دفن | پانی کے بدلے مینہ ہے برستا شراب کا

رنڈی کسی شرابی سے تیری لگے گی آنکھ | تعبیر سن جو خواب ہے دیکھا شراب کا

مرنے کے بعد قبر میں ڈھیلے کی جا بوا | رکھ دینا میرے پہلو میں شیشہ شراب کا

مستانی سوت پر پڑے خالق مرا وبال | پڑ جائے اس کے حلق میں پھندا شراب کا

بجی ابھی کنواری ہے تو سر ڈھکا نہیں | لکھوانا حیرے والے سے نسخہ شراب کا

آنکھیں کسی کی دیکھ کے بے ہوش ہو گئی | نرگس کے منہ پہ دوا جی چھینٹا شراب کا

مشکیں رگیں ہیں شیشہ ہی دل کیوں نہ مست ہوں | باجی یہ میرا کوٹھا ہے کوٹھا شراب کا

اے جان نے پیئے نہیں آتا ہی دل کو چین
بے ڈول پڑ گیا ہے مجھے چسکا شراب کا

چال رسوائی کی لوگو یہ ہے اکثر چلتا | دل سے لاچار ہوں کچھ بس نہیں اس پر چلتا

لاکھ ٹیڑھا اجی گو سانپ ہے باہر چلتا | ہی بل سیدھا ہی وہ باہنی کے اندر چلتا

یہ وہ بچہ ہے نہیں زور ہے اس پر چلتا | دیکھئے گھٹیوں کب تک ہے اندر چلتا

تو ہے دیوانی وہاں جاتی ہے سنگیں خانم | لونڈیوں میں بری خانم کے ہی تیر چلتا

اس کو اس باغ میں جیتا ہی میں گڑوا دیتی | میرا شمشاد پہ قابو جو صنوبر چلتا

ساتھ رہتا بری خانم کے وہ سائے کی طرح | عشق ہوتا تو وہ ڈولی کے برابر چلتا

سوت کی مانگ میں دل ان کا ہی اٹکا جا کے | رات کو راہ مسافر اجی کیونکر چلتا

آئی گردش ہی عجب مردووں کی روزی پر | ہر محل میں بوا چرخا ہے یہ گھر گھر چلتا

سوئے کافر جو بڑی روٹی میں پہنے ہوتی | دال کیا گلتی تری جادو نہ مجھ پر چلتا

رشتہ بہناپے کا توڑینگی وہ جوڑیں طوفان
خوب ثابت ہوا اب جو رہے مجھ پر چلتا

سوم بنیوں سے چلا ہوں سے جو چوسر کھیلے
چال وہ مجھ سے ٹلے گز کی نہ کیونکہ چلتا

دنیا خوراکی ہے رزاق ہی مودی میرا
خرچ اس بندی کا کیا او ہی ہر آن پر چلتا

پنجتن پاک کی ہے اُس سب مجھے اے باجی
جن کے صدقے میں مرا سارا ہے ہر ٹبر چلتا

جانی تو چندی میں مہتاب کو اپنے لیکر
جان صاحب جو مرے ساتھ وہ دلبر چلتا

مجھ کو دے لاکر جو کچھ، کیا منہ ہے اس کنگال کا
آج تک پنیا نہیں۔ مارا ہوا ہے کال کا

ہو وہی عالم الٰہی لالہ ہرگوپال کا
جس طرح جیوڑا گیا ہے لالہ امرت لال کا

سوم کے گھر میں میاں کی دال بھی گلتی نہیں
برمر رانکس جان لیگا۔ آنکھ لیگی کا ٹکا

نام پر دینے کے دروازے کی کنڈی کبھی نہ دی
پہ جو رگھر جو پٹے کریں وہ منہ ہی تک بال کا

جان صاحب جس سے کھل جاتی ہر سب نیکی بدی
رنجتی سچ سچ تری۔ پانسا ہے یہ رمال کا

کیا ہم کو پڑی کوئی نناخی کے گھر آیا
اچھا نہیں کرنا ہے اجی ذکر پرایا

رجڑا ہوا آبادی کا جب گھر نظر آیا
رونے لگی ہیں دیکھ کے جی میرا بھر آیا

نرگس سے مجھے بیمار کیا عشق نے جس کے
اک دن نہ خبر لینے کو وہ بے خبر آیا

خورشید نے قطبیں کو دیا جوڑا کتاں کا
کرنے مرے مہتاب کا ٹکڑے جگر آیا

گو آنکھ لگا مردوا تھا چھوٹی کا دیور
کہتے ہیں مرے جا کے بڑا نام کر آیا

مرزا کی کبھی یاد میں ہیں روتی جو نرگس
بے ہوش ہوئی ہوش نہ ڈو ڈو بھر آیا

لو کہتی ہے یہ صبح کنور شام بدن سے
کو کا مرا کلو سے ہے منہ کالا کر آیا

دل شیر ہوا میرا کہ میکے میں اب آئی
ڈولی میں سنا میں نے جو رسم نگر آیا

پریوں کا طبق چھوڑوں گی دیوانی نہ ہو جاؤ
کچھ کھوٹ ہے جو خواب میں دریا نظر آیا

پکا نہ تھا کچا تھا وہ جن اے پری خانم
کل سر پہ چڑھا آج نگوڑا اتر آیا

اے جان کبھی تھا وہ مرے حسن کا عالم

آنکھیں تو ہرن دیکھنے چیتا کمر آیا

جان تک مجھ سے نہیں کرتے ہو پیاری مرزا
کس طرح بھولے مجھے یاد تمہاری مرزا

مجھ زلیخا کو خدا نے دیا تم سا یوسف
شکر ہے تجھ پہ میں سو جان سے واری مرزا

لاکھ پریوں پہ شرف رکھتی ہو سچ کہتی ہوں
آپ کی بوجی کی ہر ایک کہاری مرزا

کیا ہی خوش ہو کے بلائیں لیں پری خانم نے
آپ کی ڈیوڑھی پہ جب آئی سواری مرزا

ساس نندوں کی محبت کے میں قربان گئی
جاؤں میکے مجھے منگوا دو سواری مرزا

تم سلامت رہو صدقے میں تمہارے صاحب
کتنا پہنونگی ابھی گوٹا کناری مرزا

کروٹیں بدلیاں پر نیند نہ تم بن آئی
کس مصیبت سے کٹی رات ہی ساری مرزا

باتیں رک رک کے یہ بندی سے نہ کرتے ہرگز
چاہ کچھ بھی جو تمہیں ہوتی ہماری مرزا

چلا باندھا ہے کہ ناڑا کھلے منت یہ ہے
رکھا روزہ جو دوگانا نے ہزاری مرزا

تین پانچ آٹھ بتاؤ یہ کسی احمق سے
چال چوسر کی میں کب تم سے ہوں ہاری مرزا

انبہ پرشاد سے اے جان جو شیریں لائی
وہ مربے کی تو منگوا دو اچاری مرزا

نیا چلن تو اجی عمر بھر نہیں آتا
جسے میں جانتی سو وہ ہنر نہیں آیا

بخار سائے کا ہے تم کو لے پری خانم
کبھی ہے آتا کبھی بیشتر نہیں آیا

جلاؤں ایسا کہ صندل کی طرح ناک گھسے
نہ آئے لس کٹا جو میرے گھر نہیں آیا

بلاتا کون ہے مشکی کو اس کا منہ کالا
ترے بلانے سے عنبر اگر نہیں آیا

نہ پھینکا ڈھیلا نہ کھنکارے چپ چلے آئے
کسی کے گھر میں کوئی بے خطر نہیں آیا

ہماری اس کی تو منہ دیکھے کی محبت ہے
مہینوں گھر پہ مرے بے خبر نہیں آیا

لڑائی جھگڑا بکھیڑا کرے بلا میری
رہیں وہ کیسی کے گھر مجھ کو شر نہیں آیا

نہ کیوں یہ خاک میں مل جائے رنگ کندن سا
کسی کے ہاتھ اجی مفت زر نہیں آیا

خصم کا مال تو ہی یار کو کھلا رنڈی
ہمیں تو لاکھ کا گھر خاک کر نہیں آتا

گھر گٹ کی طرح کالا کبھی لال ہو گیا
نوروزی جان پورے وہ دن اب کہاں رہے
ایسی گھڑی سے سبز قدم آئی نوبہار
ایسا طمانچہ مارا ہے کو کانے آپ کے
رہنے کا سا ہو کار دے پیدا کیا چلن
کیچڑ میں کوڑی دیکھیں تو دانتوں سے لیں اٹھا

غصہ سے مردوے کا عجب حال ہو گیا
بچہ تو جنتے جنتے تجھے سال ہو گیا
پھولا پھلا چمن مرا پامال ہو گیا
سوسن کا میری نیلا اجی گال ہو گیا
ہمسائی۔ گھراری ترا ٹکسال ہو گیا
اے اشرفی زمانا بھی کنگال ہو گیا

جو قدر داں اپنے تھے اے جان چل بسے
جب تو ہمارا اندلون یہ حال ہو گیا

آرزو بندی کی خالق سے ہے اک دن میری سوت
برفی خانم بھونک کر خالی نہ کر اپنا دماغ
میر بحری پاس بیگم کا ہو نہ سب نہیں جیسے
درد بچی کو لگے ایسے۔ اجی ہولی کٹر

کھائے پھل تلوار کا اور پھول سونگھے ڈھال کا
بے ادب لڑکا تھا کتا بن گیا سسرال کا
پیسا پرمٹ کا ابھی باقی ہے اگلی سال کا
فال کھلواتی نہیں ہو پاس کر کے مال کا

جان صاحب رات کو بھوڑنے سے اوڑھ کر
کیا برا لیکھا کیا تم نے ہماری شال کا

خالی کے مہینے سے۔ وہ خالا۔ نہیں رہتا
بیجا مری گودی سے نہ ہنس رو تا ہے بڑا
کیا شام سے اندھیر ہے بی چاندی خانم
اس گھر کو اجی بھاڑ سے بدتر ہوں۔ نہیں
کھلتی ہے جبھی ٹھوکریں کھانے کی حقیقت
اک پیٹ رہے ہم کو تو سو خطری ہوں پیدا

در گور مرے پاس رزالا نہیں رہتا
اب نام خدا ہوش سنبھالا نہیں رہتا
نچہ بتی کے بہے وقت اوجالا نہیں رہتا
جس میں کہ گھرستی کا اٹالا نہیں رہتا
سر پر جو کوئی چاہنے والا نہیں رہتا
مردوں پہ تو کوئی بھی کسالا نہیں رہتا

اے جان مرا خرچ ہے تنخواہ پہ رکھا
رنڈی سے تمھیں حیلہ حوالہ نہیں رہتا

اترا ہوا ہے چہرہ کل سے کمال تیرا
جی ہے نڈھال تیرا کیا ہے یہ حال تیرا

دیکھے یہ چڑھ کے رنڈی کرتی ہی تو جو گنگھی
میں ہیچ خوب سمجھی یہ بھی ہے جال تیرا
کوئی تو آ پھنسے گا ابو موا نگوڑا
ہے جتھل سازی بکھری ہر بال بال تیرا
محبوب سن جو پایا عاشق تھی دلکو بھایا
ٹپٹا کسی سے گا یا آیا خیال تیرا

تھی میں تو یتری جانی کیا بات تھی چھپانی
جو غیر ہو سجانے اے جان حال تیرا

گئی تھی دیکھنے باجی میں سورج کنڈ کا میلا
بچی ہوں پستے پستے مردوؤں کا یہ سوا ریلا
اجی پتھر پڑیں ایسی ہنسی پر سنگی خانم کی
لگا ہی او ہی کیسا آکے میری آنکھ میں ڈھیلا
فتح خاں نام ہی اسکا وہی دکھنی سوار و میں
اسی پر میں ہوں مرتی ای بوا باندھے جو ہی سیلا
مجھے کسبی سمجھ کر گھورتا ہی دیکھو میلے میں
مہینوں بائی جی لڑکا مری گودی میں جو کھیلا
سخاوت کا پتا کوسوں تک آپا جی نہیں ملتا
ہوا حاتم بھی کیا جا کے نگوڑے سوم کا چیلا
کسی نے آج کل مجکو دیا گر ایک بھی پیسا
میں سمجھی مارا حاتم نے یہ سر میں سوم کے ڈھیلا

ترے صدقے میں میں نے جان صاحب آج دیکھا ہی
سنا کرتی تھی مدت سے میں سورج کنڈ کا میلا

یہ دل سوس کے چپ بھی نہیں رہا جاتا
گلا جو کرتی ہوں چاہت کا ہے مزا جاتا
لگی ہی آگ محبت کی دل میں آکے بجھا
دوگانا جان خدا کا ہے گھر جلا جاتا
جو سنتا مرتا ہے فرہاد لو گو شیریں پر
وہ بس کی گانٹھ تھا خسرو بھی زہر کھا جاتا
میں بات کرتی جو انیو نہیں تم سوا اے صاحب
ذلیل ہوتی وہ بندی تمھارا کیا جاتا
دہ غمزدی ہوئی دنیا میں اے حسینی جان
کہ میرے حال کا ہے مرثیہ پڑھا جاتا

جو فکر ہوتی ہے روٹی کی شعر کہنے میں
برا بھلا یونہی اے جان ہے بکا جاتا

اُن کو نوروزی! پورا سال ہوا
تھی یہی عید جو وصال ہوا
کس کے تم غم میں بن گئیں مردہ
اوہی در گور کیا یہ حال ہوا
مجکو اُلفت جیا سے تھی باجی ؛
اُس کے مرنے کا غم کمال ہوا

جس نے دولت قدم روپے گاڑے
مال وہ موذیوں کا مال ہوا

تو صنوبر سے دوستی کر کے
موے شمشاد اکیا نہال ہوا

ہے منافع جو مسئلے سے روا
سود کھانا بھی اب حلال ہوا

چھپکے رہنے میں تھا حرام وہ کام
ایک دو بولوں سے حلال ہوا

مال تل بھر نہ جاے گا قنبر
کوئی دانا جو کوتوال ہوا

مجھ کو بھی دھن ہے خوب لاؤں رنگ
ڈومنی کا انھیں خیال ہوا

جان صاحب رہا وہ تنگ سدا
جس کو حاصل کوئی کمال ہوا

میں گری تو بھی گرار باپوں نہ تیرا ٹوٹا
تیرے دل کو توکل آئی مرا پہنچا ٹوٹا

قندوالوں کے محلے میں گئی تھی مصری
کھا کے ٹھوکر جو گری پالو کا گٹا ٹوٹا

اے گل اندام یہ خوشبو جو چلی آتی ہے
شاید عطار کے کیوڑے کا قرابا ٹوٹا

کیا لیں تاوان ائینہ سے پری خانم ہم
چار پیسے کا موا شیشہ تھا ٹوٹا ٹوٹا

کھا گئی لوٹ چرا کے تو بیاں تک مارا
سر پہ باندی کے مرے پالو کا جوتا ٹوٹا

باجی سمدھن ہے مری کرسی کے احمق سی سوا
بیٹے کو دیا داماد کو مونڈھا ٹوٹا

باغ کا میوہ اسے توڑ کے سب بھیج دیا
جان صاحب ہے بڑی ڈال کا آیا لوٹا

نہ عصمت سے یہ کام بی جان ہوگا
کسی نے کیا اس پہ بہتان ہوگا

کہوں باجی اماں سے بر میرا ڈھونڈو
یہ مجھ سے نہ ہرگز دوا جان ہوگا

نہ کر رات کو کنگھی سر میں تو اپنے
زناخی ابہت دل پریشان ہوگا

تم آئی ہو گھر میں وہ آئے گا جس دم
مجھے چھوڑ کر تو پشیمان ہوگا

نہ ہونا اری جان صاحب پہ عاشق
ترا نام رسوا اری جان ہوگا

مرے آگے نہ رو دکھڑا از ناخی بار بار اپنا
تری باتوں سے ہوتا ہے اری دل بے قرار اپنا

دیا پھولوں کا گہنا سوت کو یہ خار ہی مجکو / نہ کیوں دل پھول سا کھلائے اب آئے نو بہار اپنا

پھنساتا ہی یہی دل جان چاہت کے پھندے میں / اسی کمبخت پر چلتا نہیں کچھ اختیار اپنا

رہا گلشن سے خوش کانٹے سے بدتر ہم کو وہ سمجھا / گیا گلزار خان پر دل فدا جنگلو ہزار اپنا

نہ بات اس سے کرو مصری وہ لبس کی گانٹھ ہی ٹھہرا / نگوڑی جان کے بیری کو جانا تو نے یار اپنا

خدا نے پدمنی کو قوم میں اُن کی کیا پیدا / بڑا اہر ایک سے رتبہ نہ کیوں سمجھیں چمار اپنا

اری تو جان صاحب بک گیا کیا لور یلی پر
تری جوتی کرے پاؤں پہ انکے سر نثار اپنا

دیکھتے ہی دیکھتے کیا ہو گیا / میں تری تو جان میرا ہو گیا

پھر گئی ایک بارگی مرزا کی آنکھ / دیکھنا بی او ہی یہ کیا ہو گیا

دوستی کس مرد سے کی آج کل / حال یہ کیا دشمنوں کا ہو گیا

مر گئی میں جیتے جی اے بیگما / عشق میں گھر کھوج میرا ہو گیا

کیا ہوا چل دور ہو تجھ سے موے / بیاہ میرا اور ہی جا ہو گیا

بیگما سچ بول تو کیوں ہے خفا / کچھ تو ہے نقصان تیرا ہو گیا

کیوں نہ ہو اس روح کو اے جان چین
آئی وہ دل شاد میرا ہو گیا

جب سے سایہ ان کو جن کا ہو گیا / بی پری خانم کو سودا ہو گیا

ایک نامحرم سے کنڈیا گھاٹ پر / آج محرم دل کا سودا ہو گیا

خوب بھڑکایا تھا اُس کو سوت نے / میں ہوئی جب گرم ٹھنڈا ہو گیا

نیک ہوں روشن تو کہتا ہوں برا / منہ انھیں باتوں سے کالا ہو گیا

دیکھنا اس آنکھ مندی کی چال ڈھال / کس قدر چربانک دیدا ہو گیا

مجھ سے موتی کھو گیا گوہر کا جو / کل تھا جھوٹا آج سچا ہو گیا

اب نظر میں انکی میں چڑھتی نہیں / دل سے اُتری جب سے چکلا ہو گیا

میں نہ بولی اُس سے دو دن ایک رات / گلبدن جس دم وہ ترچھا ہو گیا

بل بہت کرتا تھا نکلی کی طرح
ایک ہی جھٹکے میں سیدھا ہو گیا

نوح کا طوفان ہیں آنکھیں مری
جس جگہ میں روئی دریا ہو گیا

کیا کہوں سن سن کے باتیں ہول کی
جان صاحب مجھ کو دھڑکا ہو گیا

مرزا مزاج آپ کا جب سے بدل گیا
کس کس کا وہی جوڑ نہیں مجھ پہ چل گیا

تف اس بہادری پہ بنا مرد وا ہے کیوں
چھوڑا پڑا اقہ میں نے ترا دل دہل گیا

گیں جس کے آگے باتوں میں مہرن بے گرمیاں
پتھر کا دل بھی موم کی صورت پگھل گیا

مالن ہی نو بہار بنی موتیا کا پیڑ
دالوں سے ٹھنڈیوں کے بدن سارا پھل گیا

خورشید کیا رکھوں انھیں آنکھوں کے سامنے
گرگٹ کی طرح رنگ زمانا بدل گیا

تصویر اُن کی دیکھ کے آنسو نکل پڑے
بچہ ہی تھا کھلونے پہ آخر مچل گیا

دے دیکے چھینٹے کر گیا مفلس بٹن کو ہائے
سقہ نگوڑا بھی بری خانم کو چھل گیا

آنکھیں لڑائیں اُن سے کہاری نے بانس کھائے
اس کا بھی میری چونڈے پر ڈولا اُچھل گیا

چھٹی تڑی دوگانا اوڑا منہ کا رنگ روپ
سورج کی تیزی کم ہوئی دن لو کو ڈھل گیا

دیوانی بن گئی تھی میں پر یونکی کھوٹ سے
چھوڑا طبق ہی جب سے مرا دل سنبھل گیا

کرتی ہر کنگھی چوٹی بڑھاپے میں بیگما
رسی زنا خی جل گئی لیکن نہ بل گیا

اے جان ایسا چھاتی سے لپٹایا بھینچ کر
انگیا کا مری سارا مسالا مسل گیا

سیروں میرے بدن سے لہو ہاں نکل گیا
ہر کیا ڈھکا کہ زور ہی جنیاں نکل گیا

ہمدم بلا سے میری اگر جان پر بنی
ارمان تیرے دل کا تو دربان نکل گیا

گھوڑی حمایتی کی عراقی کو مارے لات
سچ ہے مری زباں سے یہ ہاں نکل گیا

منہ زور سب ہیں جتنی ہیں نخاس والیاں
ان کا بدی میں نام ہی جنیاں نکل گیا

بے تے کی مولوی نے فضیلت کی لاگ سے
دق ہو کے مدرسے سے الفت خاں نکل گیا

جوتی سے کوڑا نیک قدم پر کریں گے وہ
اپنا تو پاؤں بیچ سے گوئیاں نکل گیا

کل کا بنو رناک کر یما کی کاٹ کے | لڑکا بغل میں لیکے گلستاں نکل گیا

کوڑی نہ خرچی کہتی ہیں چکلے کی کسبیاں
کیا مفت جاؔن گھور کے پریاں نکل گیا

لیکے دل ہو گیا بیگانہ نہ اپنا نکلا | جس سے کی دوستی دشمن ہی نگورا نکلا
باجی دن رات کا پھر وہ ہی بکھیڑا نکلا | کوئی گل پھوے گا پھر سوت کا چرچا نکلا
رات کو جاکے سیلماں سے کھلوائی فال | جن کا لو گو پری خانم پہ ہے سایہ نکلا
بھوں میں تل ہو مری مہتاب کے پھبتی ہیں کہوں | چاند کے پیٹ میں خورشید یہ تارا نکلا
روئی بچپن میں ہوں جب سنتی ہوں طوفان آیا | ایڑیاں ہٹا سے جہاں رگڑیں میں چشما نکلا

مر گئی سوت مگر غم نہیں بھولا مجھ کو
جاؔن صاحب نہ کبھی دل سے یہ کانٹا نکلا

سرکار میں تجھے تو ارے کام ہو گیا | بابا پوش سے تری جو مرا کام ہو گیا
بیگم یہ ٹھنڈی سانسیں بھرے کس کے واسطے | خسخانے سے سوا جو یہ حمام ہو گیا
کیوں لونڈی آپکی ہوں نہ زلیخا کی طرح سے | یوسف مرا غلام ہی نے دام ہو گیا
دولہ نے جب دولھن کو زنانخی کیا سوار | ہمجولیوں کے رونے سے کہرام ہو گیا
رنڈی نہ کربلا میں کوئی جائے اے لوا | حاکم کا لکھنؤ کے یہ احکام ہو گیا
گڑیا سنواروں گی اری میں بھیک مانگ کے | مشاطہ کہہ اودھر تو مرا انجام ہو گیا
جمشید کا میں توڑ کے سر لوں گی دیکھنا | غالب جہاں نما یہ ہمیرا جام ہو گیا
مالن بہن کے آئی ہے تو دیکھ نو بہار | سستا گزری کے مول سے پھولام ہو گیا

تیری جدائی جان کے جانی نے جاؔن دی
شادی کا نام موت پیغام ہو گیا

جانصاحب آکے دل مجھ پر ترا کیا بھر گیا | اد ہی کیا تقدیر بگڑی بن کے سودا بھر گیا
بن کے بگڑی بات کیا قسمت ہی تارا جان کی | چاند سا بر آکے دروازے پہ کیسا پھر گیا
بے بلائے مردوے کے گھر میں پھر دوڑی گئی | بے حیا ہے بے کے دل مجکو نگوڑا بھر گیا

گو بناتی جان میٹھی گالیاں بچے کی ہیں
کھاتے کھاتے یہ مٹھائی جی ہمارا پھر گیا

کل جو عیدی آئی لاڈو جان کی سسرال سے
رکھ لیا باجی نے کیا مشاطہ اور کیا پھر گیا

دیکھے دل میں ننھا صاحب کو نہیں رسوا ہوئی
گھر محبت کا بکا لو کو ڈھنڈورا پھر گیا

ہوئے جڑواں جو دوگانا کے نواسے پیدا
گو ٹے کیا جیتے ہوئے تھے وہ ذرا سے پیدا

اُسکے قرباں جو دو آنکھوں سے چار آنکھیں دیں
کرتی مضموں ہوں آتو کی دعا سے پیدا

پیسے والی ہیں بنی گوڑیا خانم اب تو
کیا ہی چرخانے کیا مال دغا سے پیدا

چیرے والے پہ نہ یہ بادھنو باندھا ای نرگس
اور دو روگ ہوئے اس کی دوا سے پیدا

صدقے خالق کے بوا کیا نہیں خالق نے کیا
خاک سے آگ سے پانی سے ہوا سے پیدا

ڈر نہ خیرن سے ہے دیوانی بری خانم تو
ایسے شر ہوتے رہیں تیری بلا سے پیدا

نہ ڈرو نانے کے مردے سے بوا دیکھو ہوئے
بیٹے اور پوتے نواسو نکے کو اسے پیدا

دل تجھے کیا دیا اے جان میرے دشمنو نکے
روز ہوتے ہیں نئے خون کے پیاسے پیدا

ہلکا نہیں ہے بھاری ہے ٹیم نام کا
جوڑا بری میں آیا بڑی دھوم دھام کا

نکلی ہے کھوٹ سنج کی گرفال میں بوا
چھلا اٹھاؤ دھو کے بی آسا کے نام کا

لگتی نہیں زباں ہی تالو سے ایک دم
بکی موا رونا نہیں میرے کام کا

اے جان صاحب آپ کو کہتی نہیں ہوں کچھ
رسوائیوں کا پاس ہے اور اپنے نام کا

اندھا پہن پہن کے میرا ہار کر دیا
گوہر نے یار موتیوں کا ہار کر دیا

ہرنی کے اندھے ہونے پہ ایسی دکھائی آنکھ
نرگس کو میری آپ نے بیمار کر دیا

پر ہیرا اپنا اوہی بنفشہ نے توڑ کے
دو پیسے بھر کا سیر بھر آزار کر دیا

گھورا اب مجھے جن آنکھوں سے دیکھے وہ ہوں تم
کل جنبھوں نے ہو لٹس کے بیمار کر دیا

میں اُس کی رنگریہ اس کا بوا سب کے سامنے
لکھ پڑھ دیا زبانی بھی اقرار کر دیا

ردپانے اپنے مال کا بھر دے سنار کو
سنتی ہوں رتی رتی کا مختار کر دیا

چھلا جڑاؤ سونے کا دولھہ کے سامنے
میں نے دولھن پہ ڈومنی کو وار کر دیا

بنو کی بات غیر سے ٹھیرا رہی ہو کیا
سو بار میں نے آپ سے انکار کر دیا

مرزا مقیم سیکڑوں آتے ہیں جوہری
گوہر نے گھر کو جوہری بازار کر دیا

باتیں تمھاری جورو کی چھریوں سے کم نہیں
اے بیٹا ایسا جورو کو خونخوار کر دیا

دولھو بنائے رکھتی ہیں لے جاں آپکو
بندی کو مفلسی نے ہے ناچار کر دیا

مینہ کا برسنا اور وہ پینا شراب کا
تھا کیا ہی عیش باغ میں جلسہ شراب کا

دیوانی ہو گئی پری خانم ہے آج کل
سر پر چڑھا ہے رنڈی کے سودا شراب کا

وہ پینے والی ہوں نہ کبھی میرا دل بھرے
پانی کی جا اگر ہے دریا شراب کا

گھٹی میں میری دائی نے کیا ڈالدی شراب
آتے ہی ہوش پینا خوش آیا شراب کا

مشہور سب میں ہو چکی ہیں دایم الخمر
چھوٹیگا منھ سے اب نہ پیالا شراب کا

گوندھی گئی تھی خاک میری کیا شراب میں
متوالی کیسی بن گئی پتلا شراب کا

ہوتا ہے دل کباب بس اے جان چپ رہو
میں کب سے سن رہی ہوں یہ جھگڑا شراب کا

پڑی ہیں سر میں جوئیں اب ایسی کہ زچ ہے جینے سے دل ہمارا
ممانی اماں میں سر میں ڈالوں منگا دو تھوڑا سا مجکو پارا

کبھی نہ بھولوں کبھی آکے پوچھا کہ تیری جیوڑیکا حال کیا ہی
یہی تھے اقرار! تو نے جس دم کنوار چھل تھا میرا اتارا

طمانچے کھائے ہیں میں نے ناحق بلاکے خانم کو اپنے گھر میں
مجھے تو اماں نے پھول کی بھی چھڑی سے اب تک نہیں تھا مارا

کہے میں دیتی ہوں لاؤ خانم قسم خدا کی یہ دیکھ لینا
نکال لونگی میں دونوں ویدے کیا کسی سے جواب اشارا

کیے ہیں فاقوں پہ فاقے اتنے کہ جان مجھ میں نہیں ہے باقی
بنا ہوں تجھ سے بھلا میں کیونکر نہ ہو جو روٹی کا کچھ سہارا

یہ جتنیاں ہیں تماش بینیں نہیں زیارت سے کام اُنکو
یہی ہے مطلب کہ جائیں درگاہ مردوں کا کریں نظارا

زمیں پہ کس طرح پاؤں رکھے دماغ اس کا ہے آسمان پر
گئی ہے بیاہی وہ چاندخاں سے نہ چمکے مہرن کا کیوں ستارا

میں پاس بیٹھی تھی دولہ بھیا کے گر وہ سنتے تو ہوتی آفت
کیا غضب کیا یہ تم نے مرزا جو نام لیکر مرا پکارا

رہونگی میکے میں اپنے جاکر سواری منگوا دو ہم کو صاحب
یہ ساس نندوں کی بولی ٹھولی کروں میں کب تک بھلا گوارا

لگی ہوئی ہو بناؤ میں تم دوگانا جنیاں یہ کیا غضب ہی
سواری دولہ کی آکے اتری دولھن کو اب تک نہیں سنوارا

تری جو جورو ہے سہرے جلوے کی اس پہ جا کر یہ قرق کر تو
ملینگے جا کر اسی سے ہم تو جسے کہ چاہے گا دل ہمارا

بڑی خوشی سے وہ چھوٹی پوتی کا اپنی تم سے نکاح کرتیں
قسم ہے اس سر کی جان صاحب نہ آیا بیگم کو استخارا

کھانا چرا کے خوب نہیں ، ماسے پان کا | منہ کی کہیں کھلائے نہ چسکا زبان کا
چوری لگا نہ جوہری چینی کے یار کو | دُردانہ موتی لے گئی گوہر کے کان کا
بیڑا تو ہے اُٹھایا خدا سر خرو کرے | سر سبز ہوں پتا جو لگے خاندان کا
صرفہ نہ کر لواڑ کا غارت نہ کر جہیز | باپ بھی دے پلنگ نہ بیٹی کو بان کا

مستانیوں کے کیوں نہ کریں تجھ پہ میل دل
اے جان تو ہے مردوں میں ہاتھی نشان کا

چھوٹے دیور سے مرے پردا کیا | باجی صاحب او ہی تم نے کیا کیا

کس سے میں نے آپ کا شکوہ کیا
مرزا وے کہتا ہے میں نے کیا کیا
پیٹ سے اچھے نکالے تم نے پاؤں
کل گئے دن کے دکھائی شکل آج
میں تو تڑپی تم نہ آئے رات بھر
آنا جانا میرے گھر کا چھوڑ دو
ایک تم نے کی۔ تو میں نے دو کیے

جو کیا صاحب نے وہ اچھا کیا
تو نے بس بو یا یہ شر پیدا کیا
ایک گھر سے دوسرا پیدا کیا
اپنا کہنا تم نے اے مرزا کیا
یہ کہاں کا آپ نے نخرا کیا
تم نے رنڈی کی بہت اچھا کیا
یہ تو بو بوا وہی۔ میرا کیا کیا

پھر اجی تم سوت کے جاتے ہو گھر
جانصاحب ربط پھر پیدا کیا

عشق جس دن سے کیا کہوں کیا کیا بھولا
گھر کی یاد میں سارا اب مجھے کنبا بھولا
بیاہ ہوتے ہی وہ دلھن جان کو میکا بھولا
چین سسرال میں پائے اجی بھولا بھولا
تم کو ماں باپ کا حق جان کے بیٹا بھولا
ایسے جور دکے ہوئے خوف خدا کا بھولا
دیکھ کے ایسی ہوئی آپ پہ عاشق مرزا
اپنا سب بھان متی کو بھی تماشا بھولا
سچ ہے بی نوج مرے کوئی کسی کے اوپر
یاد رونا رہا گھر بار کا دھندا بھولا
پھر الگ گڑی کیا بچوں کو مری بھابھی نے
ان گا وہ کو سنا اب تک نہیں بھیا بھولا
صدقے میں یاد رہی غیروں کو بانٹی عیدی
جان صاحب ہی کا حق آپ کو مرزا بھولا

چھوڑ کر او ہی خصم تم پہ تو نگرا اپنا
کنگلی بن بیٹھی ہوں گھر بار لٹا کر اپنا
کھوجڑی ٹیپا کسی طور نکلتا ہی نہیں
غم موا سمجھا ہے کیا دل کو مرے گھر اپنا
کس کو سمجھاؤں خرابی ہے مری دونوں طرح
بھائی پر زور ہے چلتا نہ خصم پر اپنا
تیرے کہنے سے تو آزاد کیا اے شمشاد
منہ دکھائے نہ مجھے پھر یہ صنوبر اپنا

جانصاحب کی جدائی سے پریشان ہے یہ
دل نگوڑا کہیں لگتا ہے نہ دم بھر اپنا

اے بوا پتھر کا دل ہے اس موئے بے پیر کا
تھا لکھو گھر میں خالق کے میری تقدیر کا
کیا کیا ہے دھوپ میں باندی نے سر اپنا سفید
آج تک آیا نہ شیریں کو پکانا کھیر کا
اشرفی خانم کی چوری اے پری خانم کھلی
ہے بنایا توڑ کے توڑا مری زنجیر کا
بیچ کھوٹے اشہر میں بٹا نہیں لگنے کا کچھ
ہے اگر کندن کھرا سونا تیری زنجیر کا
سچ کہا مہرن نے یہ روشن ہے تاروں سے سوا
ہر ستارا چاندنی خانم مری زنجیر کا
اے نگوڑی کیا پھرے گی ہو کے تو ننگے گلے
بن نہ سودائی اری سودا نہ کر زنجیر کا

جان صاحب سامنے مانی کے کیوں ہونے لگی
کھینچے نقشہ خیالی وہ مری تصویر کا

پیسا تھا پاس رہتے تھے ہر آن آشنا
یا دور دور کرتے ہیں اے جان آشنا
ایسا لہو زمانے کا اب ہو گیا سپید
دشمن ہوئے ہیں جو تھے مری جان آشنا
دیکھوں گی بے قرار ہوں مرتی ہوں سچ یہ ہے
آنکھیں ہیں دل ہے جان ہے ایمان آشنا

اے جان عاشقانہ کہو طور کی طرح
ہیں جن محاوروں سے مرے کان آشنا

کرتا رہا وعدہ تو یوں ہی دھو کے دھڑی کا
مانوں گی میں اقرار نہ اب ایک گھڑی کا
منہ کالا کرے کوان لگا اس کو ہے بڈھے کو بھس
سر ہلتا ہے پر شوق ہے مسی کی دھڑی کا
بیگم سے سوا ہو نہ ٹھہر ہیں اوڑھے تری سوکن
کیا رنگ دھواں دھار ہے مسی کی دھڑی کا
ہو خیر دولھن دولہ کی ماتھا مرا ٹھنکا
اچھا نہیں یہ ٹوٹنا سہرے کی لڑی کا

میں بیٹوں بری سے جو کوئی ہاتھ اٹھاوے
کب نیل پڑا جو تھی میں پھولوں کی چھڑی کا

آ بیٹھنا ہے تم کو تو آ بیٹھو نہ نا حق
حجت نہ کرو کام ہے دو چار گھڑی کا

چھوٹی مری کھائے گی ہر ے پان کا بیڑا
پھپلی کا نہ منجھلی کا نہ ہے بیاہ بڑی کا

گوہر جو بندھا آنسوؤں کا تار نہ ٹوٹا
عالم مرے رونے میں ہے ساون کی جھڑی کا

کوٹھے میں رہو آکے یہ دالان کرو ترک
بی بولنا منحوس ہے اس چھت کی کڑی کا

یہ قول ہے مردوں کا خدا پر رہے اے جان
تعویذ کا قائل ہو نہ بوٹی نہ جڑی کا

میں اوہی گلا کیا کروں ہر بار تمھارا
بیدرد ہو بس دیکھ لیا پیار تمھارا

ہاں اور نہیں چور ہے زنہار تمھارا
گوہر نے لیا موتیوں کا ہار تمھارا

دیا ہیں محبت کے سدا کھائے ہیں غوطے
خفر و کبھی بیڑا نہ ہوا پار تمھارا

لو بہن کے نو چندی میں مہتاب کو گھورو
مہران نے کیا جوڑا ہے تیار تمھارا

کیوں پاؤں پہ سر رکھتے ہو تم ہاتھ نہ جوڑو
کولا اجی کیا کاٹے گی سرکار تمھارا

دل لیکے ہوئے جان مری جان کے دشمن
لو کھاؤ قسم تھا یہی اقرار تمھارا

دکھ دیئے میں نے بھرے بھابی کو سکھیا کیا ہوا
میرے سر ڈھکنے سے بھیا کو بھی رومال ہوا

مجھ پہ تم کڑوی نہ ہو ڈالو نہ تم نیم کے پھول
جال کرنی کا مری جان کو جنجال ہوا

آگ کٹوا کے میں منڈواؤں گی بی سوت کا سر
دشمنوں کا مرے ٹیڑھا اگر اک بال ہوا

خاک میں مل گئی جل جل کے سنا مہرالنسا
رت نوروزی کو پورا نہ اجی سال ہوا

ہو گئی گور کے مردے سے بھی بدتر بنو
جان صاحب کی جدائی سے عجب حال ہوا

گھسواؤں آس ہوئے کو بھی عنبر کر ہاتھ سے
صندل بھی سیدھی باتوں سے ٹیڑھا اگر ہوا

ہمسایے روز بجتی ہے ٹھیکری میں کیا کہوں
بھٹیار خانے سے بھی سوا میرا گھر ہوا

ہو جاتا خون مرد و نکار نڈی خدا سے ڈر
کچھ خیر تھی کہ اس میں زیادہ نہ شر ہوا

سولہ روپے کیواسطے ٹکسال جو چڑھی | کیسا عزیز اشرفی خانم کو زر ہوا
پردیسی جانتی تو ہیں کرتی نہ چاند خاں | موقوف کس مہینے میں تیرا سفر ہوا

اے جان تو جہاں رہا ایسا ہی سو رہا
مشہور وہ محلہ بھی رستم نگر ہوا

کس کا ہوا اور کس کا ہوگا | کس کس کا گھر گھالا ہوگا
کوکا کو گر رکھا ہوگا | لڑکا گھر گھر رسوا ہوگا
حال ہوا معلوم محل کا | عمدہ اس کا لکا ہوگا
دوڑ کر آ۔ او ماما کلو | کوسا ہوگا۔ کوسا ہوگا
سوکھا ساکھا گورا گورا | کملو کا گھر والا ہوگا

جان..... کا گر گمراہ ہوا دل
روح کو ہمدم صدمہ ہوگا

بچی جو مری سوئی۔ داماد بہت رویا | مرنے پہ کھلی الفت ناشاد بہت رویا
لو سوت کے کہنے سے چھریاں تو مرے بھونکیں | کسواسطے پھر بھڑوا جلاد بہت رویا
میں نے جو کیا لو گو آزاد صنوبر کو | کچھ پانی تو مرتا تھا شمشاد بہت رویا
سب ہی بجھی سیفو کی حبس وقت کھلے جوہر | اک اس کی حماقت پر فولاد بہت رویا

دل میں مرے بچے کے اے جان یہ کیا آئی
روتے جو مجھے دیکھا امداد بہت رویا

کھلا جنگل میں آکے حال ان چڑیوں کے بچوں کا
ہر اک عاشق کو دیتی ہیں یہ پرسا اپنے مجنوں کا
اجی کس پیار سے خانے میں مادہ کو بلاتا ہے
تماشا دیکھو بھورے خاں کبوتر کی تو غوں غوں کا
نہ کیوں دھک سے کلیجہ ہو کہ کنگھی روز کرتی ہوں
مری تو مانگ میں تل ہے بھئیں دھوکا ہوا جوں کا

دھرا رہتا ہے گھر میں اور کسی کو تو نہیں دیتا
ترا دیوان ہے اے جانصاحب گنج قارون کا

جو دل میں ہو وہ رجہ رو سے تدبیر نہ کہنا
پاے گا خطا او موئے بے پیر نہ کہنا
صندل جو گھسا میں نے تو بو اسکی نہ بھوٹی
عنبر سے مرا حال ملا گیسو نہ کہنا
بی جان کوئی سوت کو ہوشیار ہے کرتا
ٹھہرائی جو ہو اس سے وہ تدبیر نہ کہنا
مصری اجی لائی ہے مزا چکھ کے تو سمجھو
بھیجوں گی رسا دل ہے اسے کھیر نہ کہنا
سید کی جہاں گائے ہو یا شیخ کا بکرا
ٹھاکر اسمجھنا اسے تم پیر نہ کہنا

ہے چاند سے وہ چند کہیں جان کی صورت
واری لا اُسے اس کی کہیں تصویر نہ کہنا

مزا اب خیر ہے کہتے ہو کیا کیا
گھر خاک میں ملایا مثل ہے ہوا کیا
اول خصم ہی کرنا نہ تھا ۔ گر کیا کیا
کر کے جو رنڈی چھوڑ دیا ۔ یہ برا کیا
اس سر کی ہی قسم بوا چھوٹا جو میرا پیر
مجھ پر نگوری سوت نے کچھ ٹوٹکا کیا
راحت تو دل کی ہو گئی کیا رنج روز کا
چھوڑا موئے برے کو زناخی بھلا کیا
بیٹی پتنگ باز کی ہوں کاٹ دوں ابھی
گو پیچ ڈور والے نے مجھ سے نیا کیا
دی ہوش شمع والی یہ پروانہ تم رہے
جب تک رہی جوان مرا دل جلا کیا

لعنت تمھارے دل کو نہ تم آئے ہم
اے جان خوف اپنی نہیں تجان کا کیا

ہمزہ سے بھی ذہیں ہے بیٹا کریم کا
سیپارہ پڑھ چکا یہ الف لام میم کا
حافظ کی بیٹی ناظرہ کیا ہی غلط پڑھی
سورہ دو گانا کل جو سنا حام میم کا
ہے ڈیل کا نہ بالوں کا انکی نہ منہ کا وصف
لکھتی ہوں ترجمہ یہ الف لام میم کا
دیدا ہے تیرا کھیل میں پڑھتی ہو کس لیے
پہچانتی نہیں اری شوشہ بھی میم کا
ہیں پھول نو بہار کے گر باغ میں نسیم
سیپارہ تم بھی پڑھو دو الف لام میم کا
بکری کی طرح میمے لگی کرنے سب ہنسے
صاحب کی میم نام جو کل بھولی میم کا

اے جانؔ تیرا منہ ہے مجھے تو جو یہ کہے
سو بار قافیہ میں کہوں ایک میم کا

پروانہ لاکھ لائے وہ مرزا نسیم کا
لونگی کبھی نہ مول جو اہر مقیم کا

اک ایک نقطہ پر اجی لڑتے ہیں مردوے
محفل مشاعرے کی اکھاڑا ہے بھیم کا

پایا مرض نہ کھوئی مری بیگما کی جان
غارت ہو دائی نکلے جنازہ حکیم کا

گلشن کی تو روش نہ مرے دل کو خار سے
پھولے گا گل بہار نہ دم بھر نسیم کا

بی بی بنی نہ جائے گی باندی بنے کی بو
کیا ہو منڈھے جو باد لے سے ٹپر نیم کا

اے جانؔ ذکر آیا ہے تیسوں کلام میں
سنتی ہوں میں مسیح کا حضرت کلیم کا

پچھمی یہ چار پیسے جو کوئی لگائے گا
کیونکر نہ فرق کو اڑیا خانم بٹھائے گا

دل لے کے رنج دیگا سراسر کسی کو جو
بی اپنے دیدے گھونٹے کے آگے وہ پائیگا

اک دم نہ یاد بھولوں گی مرزا تراب کی
گوئیاں یہ عشق خاک میں مجکو ملائے گا

مٹی خراب ہوگی نہ آؤں گی ہاتھ میں
مردہ اسی فراق میں تکیے کو جائے گا

بے علم ہو کے چاہیگا جو سرخرو ہوں میں
اے جانؔ فاضلوں میں وہی منہ کی کھائیگا

یہ بدگمان ہے دل اس نگوڑے نٹ کھٹے کا
لگایا میں نے جو سرمہ موے کا دل کھٹکا

بڑھا جو باجی نہ پھر دانیال آ کے کھٹکا
کہ جس کی ماں نے سدا غلہ میرے گھر پھٹکا

یہ رنگ ہو مرے شمشاد کی اجی ہٹ کا
قدم نہ باغ میں رکھا ہزار سر ٹپکا

نہ آئے پاؤں پڑے لاکھ سب نے سر ٹپکا
نکاح بندھنے کو بھیجا گلّار اور ٹیکا

چلن رہا نہیں دنیا میں اے زنانی جان
کھچڑی بھری فتح پیچ کی گوندھاوٹ کا

وہاں جان تجھے ہوگی ابنی اد باندی
جو بال کنگھی سے لوٹا کوئی مری لٹ کا

ہوئے پہننا جو بالوں کو بازو بند نصیب
یہ نو بہار تصدق ہے میری چوکھٹ کا

دھوئیں ہوا ابھی سوسن کے پھول اڑ جائیں
وہ رنگ ہے مری مسی کی بھی اودا ہٹ کا

یہ آئنہ ہے وہ فانوس باجی کب دیتی | چراغ دان ہوسنے دیا نہ گھونگھٹ کا

یہ لونڈا جان قلابازیاں جو کھاتا ہے
کبوتری کا جنا ہے دیا کسی نٹ کا

عجب زمانے میں اندھیر اب ہر بدر جہاں | کسی کمال کا کوئی نہ قدرداں دیکھا
میں پیرزال زمانے کو چھانے بیٹھی ہوں | وہ کل سے آئے ہیں دنیا میں اک جہاں دیکھا
بڑا سمجھتی تھی سسرال کو میں میکے سے | وہاں سے آئی تو کچھ اور ہی یہاں دیکھا
دھڑی پہ جو مری مسی کی مر گیا سوسن | موئے کی قبر سے اٹھتے ہوئے دھواں دیکھا
نہائی میں وہ ہوا پانی پانی اے خضر و | حیات خاں سا بھی کم او ہی بدگماں دیکھا

یہ وہ زمیں ہے مضمون کو نہ بیت ملی
ہزار فکر نے اے جان لا مکاں دیکھا

بانگھوے میں جو کلی جمع میلا ہو گیا | حسن میرا کیا سپیرے کا تماشا ہو گیا
تیرے گھر والے کو اے شمس النسا کیا ہو گیا | کرتے ہی رنڈی موا نے مہر کیسا ہو گیا
قید ہی میں مر گیا چھوٹا نہ جیتے جی کبھی | اس نگوڑے عشق کا جو کوئی بندھوا ہو گیا
دل کا آنا گورے چٹے پر نہیں موقوف ہے | اس کی میں عاشق ہوئی عاشق وہ میرا ہو گیا
کلموہی لیلی کی خاطر قیس دیوانہ بنا | کونسی ابلہ پری تھی جس پہ سودا ہو گیا
ایک میں پاتی نہیں میں نوجوانی کی امنگ | کیا زمانہ ہے کہ دل لڑکوں کا بڈھا ہو گیا
اے مصور شکل سے مردونکی نفرت ہو گئی | دیکھ کر تصویر عاشق کی یہ نقشہ ہو گیا
بیاہی او بکے گھر گئی بیچی پڑی لوگونکی بات | منھ سے نکلا تھا جو میرا بول بالا ہو گیا
سچ تری تعریف کی لوگون نے اے مریم نسا | ایسا ہی بیچارہ بجا آیا اچھا ہو گیا

جا نصاحب دسے کے دل امانت کو بتاتی ہوں میں
ایک جنندی پر ستم بندی کے کیا کیا ہو گیا

بجور و پہ جو چلتا ترا قابو نہیں رہتا | کچھ وہ تھے بری مرد و سے یا تو نہیں اچھا
عالم ہے خدا ذہن فضیلت کا ہے اعلیٰ | اس پر بھی بڑھاتی اسے اُتو نہیں اچھا

کیا دیکھ کے شیریں پہ تو عاشق ہوا فرہاد
اس بات پہ ہوتا تو ترشرو نہیں اچھا
فتنی ہوں قیامت ہوں قیامت میں کرونگی
کرتی اری حق میں یہ مرے تو نہیں اچھا
اُن ہونٹھوں پہ عاشق ہوں میں آنکھوں پہ مردی ہیں
مریم ہوا اعجاز سے جادو نہیں اچھا
مرجان مجھے دیکھ کے لہرائے نہ سونگا
بازو سے مرے موج کا بازو نہیں اچھا
بے آبرو ہوگی جو خصم اس کا سُنے گا
گوہر کو بنا نا ہوا لولو نہیں اچھا
لگ جائے نہ کوسا کسی کلجبی کا ظالم
ہونا ارے مشہور ہلاکو نہیں اچھا

بے چین ہوئی فکر بہت کروٹیں بدلیں
اے جان ملا شعر کا پہلو نہیں اچھا

گھر چھوڑ کر وہ نکلا کیا کامیاب ہوگا
در در پھرے گا اجڑا خانہ خراب ہوگا
وہ سو رہا ہوں رنڈی ڈرتی نہیں کسی سے
ہاریگا مرد لڑکے کیا فتحیاب ہوگا
بچو زال نے جنے ہیں رستم سے لاکھ بچے
بھاگے گا نوک دم گوا فراسیاب ہوگا
جو شوہر ہے لٹورا کہتی ہوں اس کے حق میں
چڑیا حلال کر دے تجھ کو ثواب ہوگا

کھلوا نہ منہ لگیں گی اے جان لون مرچیں
جل بھن کے یہ ابھی دل تیرا کباب ہوگا

ہوئی ضعیف میں رنڈیا نہ وہ شباب رہا
عجب ہے رسم دولہن جان ہی خطاب رہا
جب آیا گھر میں فلک سیر چاند خاں کھا کر
تمام رات مری جان پر عذاب رہا
یہ کیا سبب ہے اجی آج مہرباں ہیں آپ
ہمارے جونڈے پہ کل تک تو تھا عتاب رہا

میں سُن کے غش ہوئی اے جان دیئے اب چھینٹا
سدا بہار سے گل باغ میں گلاب رہا

سوت کیسی خود بوا دلبر وہ سوکن ہو گیا
جان جب تنا جان کا بندی کے دشمن ہو گیا
جان کے لالے پڑے ہیں دوستی در گور ہو
جس سے ہو کو دل دیا چندری کا دشمن ہو گیا
جوت کیا باقی رہے آنکھوں میں اب آنسو نہیں
ان چراغوں کا تو نرگس خشک روغن ہو گیا
کیا ملون اندھیر ہے آئی نہ مستی شام تک
اپنا اس دھوکے دھڑی میں کام سوسن ہو گیا

میں ہوں روتی جانؔ صاحب تو اُڑاتا خاک ہر
تجھ کو ہولی ہو گئی بندی کو ساون ہو گیا

اب کی سسرال سے میکے تو ہو جانا میرا
یاد رکھیو اسے پھر ہو گا نہ آنا میرا

آج کیا پوستی کی جاے گی ادپہ اوپہ
مرنے جو گے یہ نہیں خوب ستانا میرا

دل جلی کو کھ جلی مانگ جلی دُکھیا ہوں
ٹھنڈا رکھے گا تجھے او ہی جلانا میرا

تم اگر دوگے نہ تن پیٹ کو روٹی کپڑا
کیا خدا کے بھی نہیں گھر میں ٹھکانا میرا

پیس ہوں سوت کے جب چاہو اڑادوں جوتے
بال باندھا ہے یہ چوٹی کا نشانا میرا

مرثیہ خوان جسے سُن سُن کے بوا روتے ہیں
سوز دُکھیا کا ہے دیوان فسانا میرا

بن کے جوگن رہوں جنگل میں رماؤں دھونی
اب ہو مجنوں کی طرح گھر وا بانا میرا

قطعہ
شم کی ماں اجی کہتی ہے بہو سے اپنی
یاد رکھ بچی یہ کہنا نہ بھُلانا میرا

پیسا اُٹھے گا مجھے تو نہ کفن تک دینا
قبر میں جاے جو گو ڈر ہے پرانا میرا

پوتوں والی ہیں ہوئی اور نواسوں والی
آج تک بیاہ کا ہے جوڑا اٹھانا میرا

جاؤں دوزخ میں بلا سے تری جنت نہ ملے
بعد مرنے کے بھرا گھر نہ لٹانا میرا

بوریا سونا رہے رونے کو تو کافی ہے
کوئی پرسے کو بھی آئے نہ بلانا میرا

گنج سے لاتی تھی دو دال اڑھائی چاول
غیر کی ہانڈی میں پک جاتا تھا کھانا میرا

میں اجی نام خدا روز یونہی پلتی تھی
تھا اسی طرح سے آٹے کا بھی لانا میرا

کوئی مجلس مرے مرنے کی نہ کرنا بیٹی
کھانا پکوا کے کہیں دل نہ پکانا میرا

پیسا اُٹھنے سے مری روح کو صدمہ ہوگا
یہ نصیحت ہے مری دل نہ کڑھانا میرا

یہ کسی وقت کی اے جانؔ سنی تھیں باتیں
صدقے خالق کے وہ ہے آج زمانہ میرا

پلسوں کا بال بال یہ اب تھانہ ہو گیا
کنگھی جو کی تو سوچ کے یہ شانہ ہو گیا

جورو کو مار جا کے ہوئے ہیجڑے نہ آج
نامرد میرے تر کے سے مردانہ ہو گیا

بچے ہوا نہ مانے کی تجھ کو بھی لگ گئی
مستانیوں میں بیٹھ کے مستانہ ہو گیا

لیلیٰ سی تونے پائی ہے کیا کوئی گل موہی
بچی کے واسطے جو کھلونے منگائے ہیں
باجی برا نہ مانو اس اولاد کے لیے
صلح بنا ہے۔ اوہی یہ دیکھو خدا کی شان
روشن ہے جب سے شمع کا گل لینے آئی وہ

مجنوں کی طرح مردوئے دیوانہ ہو گیا
گھر والا گھر کو کہتا ہے بت خانہ ہو گیا
پوچھی ہے سیتلا جو کبھی دانہ ہو گیا
بڑھ بھس لگا ہے بکنے وہ دیوانہ ہو گیا
دل چت لگن پہ آپ کا پروانہ ہو گیا

اے جان جانی دوست سمجھتی تھی دل کو میں
الفت میں یہ یگانا بھی بیگانہ ہو گیا

کیا عجب منہ پہ دگانا کے اگر تل آیا
ملے کیا عشق کا جھگڑا نہ کسی قاضی نے
موت جھپا مری انگاروں پہ ہی لوٹ رہی
میں نے حاتم کیطرح دی ہے اُسے بے مانگے
آبرو آئینہ کی ہوگئی پانی پانی ؛ ؛ ؛

ایک نقطہ نہیں قرآن میں باطل آیا
اس عدالت میں ہوا کوئی نہ عادل آیا
کیا مرے ہاتھ سوا لاکھ کا ہے بل آیا
جو مرے حسن کی دولت کا ہو سایل آیا
لوگو اس چاند سے منہ کے جو مقابل آیا

کیوں چھپاتا ہے ارے کہہ گئی دلبر مجھ سے
جانصاحب ترا ہی جان پہ ہے دل آیا

سخت جیتا ہے اوہی بابل کا
جس کو روشن چراغ کہتے ہیں
قدر سب کی فقط بنا ڈسے ہے
آئے کی پھیر میں وہ ریوڑی کے
گڑیا لیلی ہے گڈا مجنوں ہے
اُن کے دق کرنے میں پڑیں پتھر
اے سلیماں خاں وہ ہوں بلقیس
تم سے جن کو اتاروں شیشہ میں

کیا برا وقت ہے یہ مشکل کا
داغ چند وہ ہے مرے دل کا
خوش ہے لگتا مکان کہگل کا
ہونگی جس دم حساب تل تل کا
تم کرو کام بھائی نوفل کا
سن کے خانم مرض ہوا سل کا
میٹ دوں صاف نقش کاہل کا
ہوں پری یا دفن ہے عامل کا

ایک ہی ہے یہ کھوجڑے پیسٹا

جا نفصا حب بڑا ہوا اس دل کا

غزل ردیف (ب)

کہہ مجھ سے صاف او موئے بے پیر آفتاب
قرن کو میری چاہتے ہیں میر آفتاب

چکرا کے آسمان سے آتا زمین پر
میری سی تیری ہوتی جو تقدیر آفتاب

چاندی کا طوق تارا کا مہتاب نے لیا
سونے کی میری لے گیا زنجیر آفتاب

واری میں اس کے معجزے کے نام کے نثار
کرتا تھا جسکے حکم سے تقریر آفتاب

ناحق جو تیری طرح جلاتے ہیں وہ مجھے
میری خطا نہ ہے تری تقصیر آفتاب

نعمت نہ نکلے دھوپ تو پکے نہ اک اناج
ہے حق میں دانیال کے اکسیر آفتاب

مہتاب کا ہے سامنے جس کے سفید رنگ
وہ میرے گنجفہ میں ہے تصویر آفتاب

یہ ریختی نہیں ہے طرح کی ہے پیروی
اے جان اد ہی کیا کہوں خوگیر آفتاب

میاں سے باہر ہیں اندر کچھ نہیں اسباب اب
اک مرے قبضے میں ہے شمشیر خاں کی ڈاب اب

کانپتی ہیں ڈر سے گاسے کی طرح سب رنڈیاں
صدر کا حاکم ہوا وہ مردوا قصاب اب

کیوں سدا جاگوں نہ شب کو نیند غم سے اڑ گئی
میری ضد سے سوت کو بھاتے ہیں کمخواب اب

ایسی بھیا آئی اے مہتاب خضر دے سنا
مل گیا دریا میں سورج کنڈ کا تالاب اب

جامہ نرگس کا کنول جانے بنفشہ کا بنجانہ
ایک کو نبو عمی دو ایک کو جلاب اب

اُن کا مطلب رات کو مجھ سے جدا رہنے کا ہے
سمجھی اے خورشید وہ لائے جو ہیں سرخاب اب
زہر شیریں نے ہے کھانے میں ملایا دیکھ لو
چینی خانے سے منگا کے باجی سبھی قاب اب
اڑ گئے ہیں ہوش مرزا کی جدائی سے مرے
جانِ صاحب دل ہے پارے کی طرح بیتاب اب

یہ نہیں خورشید کے چشمے میں آب و تاب اب
چاند خاں جو ہے حسین آباد کا تالاب اب
نو کھنڈا بارہ دری ہے عرش سے کرسی ہوا
برج ایسے ہوں گے گردوں پر نہ اے مہتاب اب
حور ہیں بھٹیاریاں غلمان مسافر ہیں بوا
دیکھی دنیا کی سرا ایسی ہے سرا نایاب اب
باغ تو جنت ہے اور رضواں مرے چھوٹے میاں
خضر و کو فخر ہے حسین آباد کا تالاب اب
جانِ صاحب حشر تک آباد یہ رستہ رہے
اور ملکوں میں تو ہے ایسی سڑک نایاب اب
غنیمت کی۔ اوہی۔ یہ کیا شیطان کیا غضب
ٹوٹے گا تیری چنڈری پہ اللہ کا غضب
کیونکر تراب خاں کے ہیں گھر جاؤں اے نسیم
اُڑتی ہے خاک چلتی ہے کیسی ہوا غضب
اُڑتے ہیں میرے ہوش چھلاوا تو یہ نہیں
بینا تمھاری کرتی ہے باتیں بوا غضب

غزل ردیف (ت)

خدا نے دی ہے بی نام خدا کس شان کی صورت
خدا شاہد ہے تنو میں ایک بندی جان کی صورت

مری بینا تو اک جنگلو تھی اک انسان کی صورت
نگاکے دل بنی انسان سے حیوان کی صورت

وہ دل ہی اور تھا پروانہ تھی جب شمع والے پر
پڑھوں لاحول اے دیکھوں جو اُس شیطان کی صورت

وہ سونا بھٹ پڑے جس سے کہ ٹوٹے کان اے گوہر
سہن کے بالیاں کندن نے کی کیا کان کی صورت

ہنسی اچھی نہیں سیلین منہ پر تھوک دینے کی
ادب لازم ہے جہرِ یکا میاں قرآن کی صورت

نہ کیوں کر آنسوؤں سے بی رہیں پلکیں مری بھیگی
سدا پانی میں رہتا کھیت ہے یہ دھان کی صورت

وحشی بنایا آکے اُس جنگل میں گھر تو نے
جہاں کوسوں نظر آتی نہیں انسان کی صورت

مرے نواب سے لالن کا اپنی سر وہ ڈھکوائیں
یہ ہے اک سرخرو ہو نیکی ہو نگا جان کی صورت

مجھے نفرت سب ہے صورت سے نگوڑے جان صاحب کی
وہ اُس کی شکل کیا ہے اے بوا قربان کی صورت

ہے دوالی سے سوا آج کا دن آج کی رات
گھر سے نکلو۔ نہ ذرا آج کا دن آج کی رات

اے میاں ناچ نہ موقوف ہو سارے سماں
دیکھ لیں اور مزا آج کا دن آج کی رات

قد نظر آتا ہے بوٹا سا مجھے چاند سی شکل
ہے قیامت سے سوا آج کا دن آج کی رات

صبح کو دیکھا ہے منہ شام برن کا میں نے
خیر سے کاٹے خدا آج کا دن آج کی رات

بیاہ کے لائی ہو نیگ جو دوں تھوڑا ہے
کس خوشی کا ہے دوا آج کا دن آج کی رات

تیسرے دن نہیں جاتے ہیں کسی کے گھر سے
اور رہ جاؤ بوا آج کا دن آج کی رات

جان کی خیر ہو صدقہ اجی کچھ دے ڈالو
جان تم پر ہے کڑا آج کا دن آج کی رات

کہہ دی مہتاب نے مہرن سے ملاقات کی بات
پیٹ کی ہلکی ہے اک دن نہ پچی رات کی بات

آپکے دم میں جو آجاتی ہوں میں بھولی ہوں
گھاتئے تم ہو تمھیں سوجھتی ہے گھات کی بات

سمجھو مطلب تو ذرا کیا کہا سمدھن نے مری — طعن کی طعن ہے یہ اور اچی بات کی بات
بجلیاں مانگ کے رواؤ گے پھر بادل خاں — یاد ہے بھولی نہیں اگلی ہیں برسات کی بات
بی دہ گانا سنا ایمان ہے جاتا اس میں — بول اُٹھا نہ کرو وہ ہی خرافات کی بات
ایک دن کا جو ہو مہمان تو کیجئے خاطر — روز کی کس کو خوش آتی ہے مدارات کی بات

بات بھی اپنی گئی اور نہ چڑھا داؤں پہ وہ
جانصاحب نے بری چال سے یہ بانکی بات

غزل ردیف ث)

ہیں گلا کرتی نہیں کرتی ہو تم شکوا عبث — آج دفتر پچھلی باتوں کا ہوا کھولا عبث
گر بہ گشتن روز اول مردوؤں کی ہے مثل — قرق تم جوڑ دیہ ایسا کرتے ہو لے بیٹا عبث
دور دیے بھی گر نہیں تھے پاس دینے کیلئے — اشرفی خانم بہو کا تو نے منہ دیکھا عبث
ہو تو کچھ سکتا نہیں منہ سے سناتی ہو ہوس — کرتے ہیں نامرد بنو عشق کا چرچا عبث
پھر چلے گی چوٹ مہر آج ہے ستارا جان اب — چاندخاں گھر میں مرے مہتاب کو لایا عبث
ٹیڑھے ہوتے ہو جو سیدھی بات پر تو خوش رہو — میں نے منگوایا تھا آڑا لائے ہو ترچھا عبث
پائجامے پر کرن کے کیا کھلے اس کی بہار — میرگل باندھا ہے بلبل چشم کا ٹیکا عبث

بھڑوے بے فیضوں کے آگے جانصاحب اب نہ پڑھ
قدر کچھ کرتے نہیں ہے ریختی کہنا عبث

خون اپنا یہ کیا یاقوت نے پینا عبث — کوٹ کر کھایا میاں الماس پہ ہیرا عبث
عالموں چاہت کی دیوانی ہے مجنوں کی طرح — جن کا سمجھے ہو پری خانم پہ تم سایا عبث
اس چلن سے دھن نہ چڑھ جائیگا کھوٹی بات ہے — لیکے گھن آئے اشرفی خانم دیا بنگلا عبث
گوڑیا خانم بوا چھاتی پہ کیا سے جائے گی — شوم کے بچوں نے رکھا جوڑ کر پیسا عبث
میں ہوں تم پر جان دیتی تم ہوئے مر سوت پر — جی جلانا ہی تمھارے واسطے میرا عبث

چور ظاہر ہے نہ سر پر خون ہے لیسین خان
ہر چھری پڑھو کے جی قرآن میں رکھنا عبث

آج ہی کھاؤ کھلاؤ دو کل کی کل کے ہاتھ ہے
جانصاحب خرچ میں کرتے ہو تم صرفہ عبث

داغ وہ منہ زور دیگانے دیا گھوڑا عبث
یار یہ دولت قدم کرتی ہو اب کوڑا عبث

داغی جائے گی بچھو ندر ناک بھی ہوگی قلم
پھلجھڑی کیطرح فقرا جل کے یہ چھوڑا عبث

تم نے اس کا کونسا ثابت کیا کھوٹا چلن
اشرفی خانم کی چندری پہ ستم ٹوٹا عبث

کیا برابر دائی کے انا نہ تھی انعام میں
حق تو اسکا تھا بہت حصہ ملا تھوڑا عبث

عشق میں جرا حنی کے اپنے دل کو آپ نے
ہے بنایا جانصاحب جان کے پھوڑا عبث

غزل ردیف (ج)

جنگیز خاں سے کم نہیں خونخوار کا مزاج
دشمن کا ہو نہ جو ہے مرے یار کا مزاج

کچھ پیچ ہے جو بگڑے بنی جان سے حضور
کیا جانتی نہیں ہوں میں سرکار کا مزاج

خوا بوا جی سکھاتے ہیں اپنی انھیں ہوئے
باجی شراب کرتے ہیں سردار کا مزاج

مزدورنی کے عشق میں شاید سڑی ہوا
گھر والا پوچھتا ہے جو دیوار کا مزاج

اپنے حرم سے تم نے منگائی مری خبر
بری سے کوئی پوچھتا ہے یار کا مزاج

دولت نسا سے اشرفی خانم نے سچ کہا
ماشہ گھڑی میں تولہ ہے زردار کا مزاج

کیونکر خفا نہ تم سے ہو نرگس ستارا جان
پوچھا کرو نہ رات کو بیمار کا مزاج

خاطر میں جیوں جیوں کرتی ہوں حیند و بندو کی
ملتا نہیں فلک پہ ہے مردار کا مزاج

توتے کیطرح بچے سے کی بے مروتی
کیسا برا ہے او ہی دفادار کا مزاج

پہلے نہیں کی بعد کیا جس سے جو کیا
ہی ہی بہت برا ہے یہ انکار کا مزاج

کیسی ہیں بوڑھے چونڈے پہ یہ مہربانیاں
پوچھا جو آج ساس گنہگار کا مزاج

ہاں کے سوا نہیں۔نہیں آیا زبان پر — ہرگز نہیں اجی مرا انکار کا مزاج
ناحق خفا جو مجھ سے ہو باجی تو خوش رہو — بھاتا نہیں اجی مجھے تکرار کا مزاج

اے جانؔ دل حرام سے پرہیز کیا کرے
رہتا نہیں ہے آپ میں بیمار کا مزاج

سوکن سے میری نکلی زمانے کی احتیاج — ہوتی ہے اس کو روز نہانے کی احتیاج
کنگلی تھیں بی زناخی بڑی آدمی ہوئیں — اب کیا ہے میرے گھر نہیں آنے کی احتیاج
جو دال دلیا ہووے میسر مجھے وہ کھائیں — بھائی کو بھابی کیا ہو کمانے کی احتیاج
بی بی کا دانہ کھائے گی انگوٹی کر ضرور — ہوا کر نہیں ہو نہانے کی احتیاج
ناحق خفا جو ہوتے ہو مرزا تو خوش رہو — ہیں کوئی آج سے نہیں لانے کی احتیاج
مصری جو گڑ دیئے سے مرے پیچ ہو پہ شل — پھر اس کو کیا ہو زہر کھلانے کی احتیاج

گو پستہ قد ہو اوہی بڑے فیلسوف ہو
اے جانؔ تم کو کیا ہے سکھانے کی احتیاج

غزل ردیف (ح)

لگی ہو نوج مرے دشمنوں کی یار میں روح — وہ ایسا دوست نہیں ہو جو دوستدار میں روح
کیا مٹرن نے ہی چالیسواں بسنت کے روز — نکالی قیس کی لیلی نے کس بہار میں روح
یہ وہ بلا ہے نہ ڈرتا خدا سے اتنا بھی — جو آدمی کے اجی ہوتی اختیار میں روح
نگوڑی سر کھلی آندھی میں کیوں کھڑی ہو تو — ہزار رنگ کی ہوتی ہے اس غبار میں روح
نہ کیوں ہیں موم کی مریم تجھے کہوں نرگس — پگھل گئی تری دو روز کے بخار میں روح
ہے اصل سامری کی کیا۔ وہ جادو کرتی ہوں — کہو تو ڈال دوں مرزا کی پشت خار میں روح

زبانی باتیں ہیں کیا جانؔ بازی بدتی ہوں
نہ لوں گی جیت میں میں تم نہ دو گے ہار میں روح

بی کریما میر گل بھی ہیں الف خاں کی طرح
خار ہو کر بوستان بنچین گلستاں کی طرح

طوق دم سے لے لیا بی اتّو چاندی بن گئی
کیمیا گر کی ہو جورو مجھ سی جنیاں کی طرح

دیکھا بی بینا تھیں بھی او ہی تو تا چشم ہو
چھیر بن اک پنجرے یہ آنکھیں تم نے گویاں کیطرح

رنگ رنڈی کا بندھے ایسی نہ کی کوئی زمیں
مردؤوں نے اپنے ہی مطلب کی ہاں ہاں کیطرح

فارسی کے قافیوں سے ریختی کو کام کیا
جان صاحب او ہی کیا کہتی بھلایاں کی طرح

غزل (ردیف خ)

نتو شریں کی ہے کہانی تلخ
ہو گئی سن کے زندگانی تلخ

سب سہوں گی خصم کی اے شکرو
نہیں سہنے کی بات جانی تلخ

بویا اُس نے کوئیں یہ نیم کا پیڑ
کیوں نہ خضرو ہو میٹھا پانی تلخ

کام فرماؤ عقل کو باجی
کیا بری بات ہے جو جانی تلخ

ہر گھڑی مرد سے الجھ پڑنا
غصہ کر دے گا یہ جوانی تلخ

جان صاحب بہت سنا نہ کرو
ہے بڑی عشق کی کہانی تلخ

تو دو پٹا اوڑھ کر نرگس ہوئی بیمار سرخ
اب نہ باندی اوڑھیو موباف تاک زنہار سرخ

بی امامن یہ وہ ہیں خاک شفا عشرے کی شب
ہو گئے دانے ہیں اس تسبیح کے سو بار سرخ

پان کھا کر جو ہنسی گوہر تو اس کے عکس سے
موتیوں کا ہو گیا باجی گلے میں ہار سرخ

نیلا پیلا کیسا شاہانہ دولھن کو چاہیئے
سچا جوڑا چوڑیوں کا لا دے ہی منہار سرخ

جان صاحب کس کی منڈیا کاٹ کے آیا ہے بی
ہے لہو سے آج اُس خونخوار کی تلوار سرخ

پھول لام میر گل بوا پہنے ہزار سرخ
دیگانہ زیب مرد ے کو زنہار سرخ

تاڑی پیئے تو توڑی نہ فولاد خاں کو دوں
اپنے لہو سے اس کا کروں میں کنار سرخ

کہتی ہے میری صبح کنورے بھبتی شام پر
ہوتا شفق کا رنگ ہو جب آشکار سرخ

اس کلموہی نے مانگ میں سیندور ہی بھرا
کرتی ہے یہ گنواری بھی اپنا سنگار سرخ

کنکوا اک نگوڑے نے پیچے میں ڈال کر
لے جان میری کاٹ دی کل مانگدار سرخ

فتنہ انگیز اور آفت شوخ
بچی خیرن کی ہے قیامت شوخ

ملکے مسی جو آئی ہے سوسن
کیا جمی پان کی ہے رنگت شوخ

انکھ مندی آپ تھی لڑاتی آنکھ
لے مری مجھ کو واہی تہمت شوخ

میری بچی تو ہے غریب بہت
دیکھنے میں ہے اُس کی صورت شوخ

تھی بڑی لال باغ کی مہندی
ہاتھوں کی کچھ ہوئی نہ رنگت شوخ

لڑکی۔ ویدے کا ڈھل گیا پانی
حرکتیں کرتی ہے نہایت شوخ

غم کے ہاتھوں سے ہو گئی پھیکی
جان صاحب کی تھی طبیعت شوخ

غزل ردیف (د)

نوج ہوں آفتاب کی مانند
کیوں جلوں میں کباب کی مانند

موئی خورشید تیری باتوں سے
بھن گیا دل کباب کی مانند

بھائی! بیٹی کے گھر کے پانی کو
جانتی ہوں شراب کی مانند

گر میاں مجھ سے کرتی ہے مہتاب
لو میاں آفتاب کی مانند

میں بھی ہو جاؤں کیا اجی ننگی
اُس موئے بے حجاب کی مانند

اِدھر آئی بوا۔ اُدھر بھاگی
ہے جوانی بھی خواب کی مانند

کیوں نہ کشتی کا گوکھرو ٹانکوں
ہے کٹوری حباب کی مانند

گھر کے دھندوں میں پھنسی صاحب — گور کے میں عذاب کی مانند

جانصاحب رہی نہ بات کی قدر

قند بکتا ہے راب کی مانند

اگر سنے گا نہ کوئی میری یہاں فریاد — اجی وہاں تو نہ جائیگی رائگاں فریاد

جو اُس کی لاٹھی میں آواز ہے تو پاؤں گی — سوا خدا کے کروں کس سے بیگماں فریاد

نہ گھر میں ڈال کے گوہر کو آبرو کھوئیں — کرینگی صدر میں جاجا کے کسبیاں فریاد

اے بھائی جوہری! اس عدل پر پڑیں پتھر — نگوڑا جھوٹا ہو سچا کرے جہاں فریاد

انار توڑے تو ہیں دانت کھٹے ہو جائیں — ولایتی کرے اُن سے جو باغباں فریاد

یہ کہدو جانؔ اگر اس کی جورو بھاگ گئی

پہ جبھو ترے [illegible]ل کرے جا کے لال خاں فریاد

مو[illegible] یہ کیا پوچھا یوسف سے بوا میرے بعد — عشق میں نام زلیخا کا [illegible]را میرے بعد

رات کو خواب میں لیلی نے کہا بندی سے — تو نے پھر زندہ مرا نام کیا میرے بعد

جیتے جی بندی کا اللہ دکھائے سہرا — مجھ کو کیا لوگو جو گھر اُس کا بسا میرے بعد

سچ میں کہتی ہوں بنی بخش برا ہو داماد — رکھے عزت میری بچی کی خدا میرے بعد

قبر میں روح کو صدمہ مری ہوگا مرزا — سوت بچوں پہ اگر ہوگی خفا میرے بعد

کارخانے میں خدا کے نہیں کچھ دخل ہوا — بچہ تم پہلے جنیں بیاہ ہوا میرے بعد

منہ پہ جو چاہتیں کہہ لیتیں برا یا کہ بھلا — اُن سے کرنا تھا نہ باجی کو گلا میرے بعد

بھیا فرہاد ہی تھے جان جو دی شیریں پر — تم نہیں ایسے دکھاؤ جو وفا میرے بعد

بھولی کس برتے پہ ہو یاد رہے اے بنّو — اس نصیحت کا اُٹھاؤ گی مزا میرے بعد

جیتی جب تک ہوں میں ہے ساری محبت صاحب — ایسے تم بیاہ کرو گے نہ بھلا میرے بعد

دل یتیموں کا بہت ہوتا ہے نازک بنو

جانؔ صاحب کو گھڑکنا نہ ذرا میری بعد

غزل ردیف (ذ)

اے مری اچھی دوا کیا ہوا میرا تعویذ
نہ برا مان بتا دے جو ہو دیکھا تعویذ

چاندی سونے میں تو منڈھو نہیں صلا تعویذ
بہتے لگ جاتا ہی چوروں کے نگوڑا تعویذ

بانس منڈی سے تو پوشیدہ منگایا تعویذ
خوب جھنڈے یہ صنوبر نے چڑھایا تعویذ

نقش دل پہ ہی بیاہ اُس بہندی کے بیبو ببوے
بست ور بست کا کوکا نے چورایا تعویذ

چاند سورج نہ علی بند نہ ہیکل لائی
ماما کیا لیکے کروں گی میں اکیلا تعویذ

جو کہ تقدیر کا لکھا تھا ہوا وہ باجی
کام آیا کوئی گنڈا نہ کسی کا تعویذ

سوت کی آنکھوں کے جادو سے ہوئی کیا بیمار
پوست بر آہو کے لکھوا کے جو باندھا تعویذ

سوت کے منہ کو لگے سات تووں کی کالک
میرے چولھے میں اسی نے ہوا گاڑا تعویذ

سحر کیا کام کرے جاں پہ اور کیا جادو
نقش دل اُس نے کیا نادعلی کا تعویذ

غزل ردیف (ر)

جب گھر میں آئے ڈھونڈھ چکی بیشتر کمر
خالی ہی اُن کی آئی ہے مجکو نظر کمر

لچکے ہزاروں کھاتی ہی چوٹی کے بوجھ سے
نازک دوگانا جان کی ہے اس قدر کمر

مغلانی کیوں بڑا کیا پاجامے کا یہ گھیر
ہیری تو چکلی چوڑی نہ تھی اس قدر کمر

عنبر سے اور مشک سے گھسواؤں گی تجھے
صندل نہ تو نے مرزا کی پکڑی اگر کمر

میں بھی لہو لگا کے شہیدوں میں مل گئی
مردوں کا منہ چڑاتی ہوں اب باندھ کر کمر

روٹی خدا کے ہاتھ ہے اے جان گھر میں بیٹھ
کیوں باندھے پھرتا ہی تو دربدر کمر

گھر میں بولی نہ سٹرن سمجھی سٹرن سے باہر
ہاں لڑی صبح کنور شام برن سے باہر

دونو یکجا موئے جل جل کے ہو الفت کا بُرا
نہ ہوئی شمع نہ پروانہ لگن سے باہر

ساتھ سوتیلوں کے تم جاتے ہو بھیا پردیس
رہنا ہشیار ذرا بھائی بہن سے باہر

رہ کے ٹکسال میں کر بنو نہ کھوٹی باتیں
ہو نہ تو اشرفی خانم کے چلن سے باہر

رنگ لائے گا یہ منہار ہے باجی بنو
اپنے گھر سے اسے کر لا کے ہر جتن سے باہر

مرجاؤں تو نہ آوے وہ بندی کی گور پر
کیا ہوں گدھی میں جان دوں بہرام گور پر

دی جس امیر نے جلی کوڑی فقیر کو
سمجھا وہ پھیرا چونا یہ حاتم کی گور پر

پروانے باجی صبح سے مرتے ہیں شام تک
روتی ہے شمع رات بھر عاشق کی گور پر

روشن علی دیئے کی تو ہوتی ہے روشنی
جلتا چراغ گر نہیں حاتم کی گور پر

کھا جائے گی ہر ایک کو ڈائن نہ چھوڑ گی
تعریف لکھنا گور کی یہ میری گور پر

ہے جانور جو روح ریچڑ یکار ہے اجل
پھٹکی کی پھبتی کہتی ہوں جنگلو کی گور پر

مہمل ہے ایک قافیہ کا کہنا بار بار
کیا بک رہا ہے گور پہ" اے جان گور پر

رہ رہ کے غصے آتے ہیں باندی کی گھور پر
کیا رنڈی سا ہو کاری سے مرتی ہی جور پر

خونی قضائی صدر کا حاکم ہے لعل خاں
لوڈے پڑے ہیں عجب نہیں مہندی کے چور پر

رنگین کی ریختی ہے سخن میرا ریختہ
فتنے کو فوق کیوں نہ ہو اے باجی تور پر

جھجر میں باجی ایک مسلمان تھا کمہار
یہ حال اُس کی گھر کی نظر آئی زور پر

دلوایا شب برات میں مردو نکا فاتحہ
لوٹے گھڑے پہ بدھنے پہ مٹکے مٹھور پر

دریا کنارے خضر و پہ کل دلیس آئی لہر
بن گڈی آج نخ کی اُٹراؤں میں دوڈ پر

نرگس خدا دے عشق کے بیمار کو شفا
یہ کودتا مرض تو اجل کے ہے زور پر

اے جان میرے داغوں کی پاتا نہیں بہار
ہے جھاڑ کے نکالتا ہر سال مور پر

آج جو وعدہ کیا تھا پھر گیا وہ پیر پر
کل بری خانم سے پھوٹم چھاٹا دیوانی لڑی
سخت میں حیران ہوں نسبت ٹھہرنی ہی نہیں
کیا سنجی اگلا زمانہ تھا۔ بوا۔ منہار کو
اس سے ملنے کی کوئی صورت نظر آتی نہیں

اب نہ جا لعنت کرا دو منگلو موئے بے پیر پر
دو روپے کی اشرفی خانم بوا زنجیر پر
سنگیں خانم کی اجی پتھر پڑیں تقدیر پر
لاکھ توڑے دیدیئے اک لاکھ کی زنجیر پر
روز کرتی ہوں نئی تدبیر اب تدبیر پر

سچ کہا اے جان شکرو کی بڑی ہمشیر نے
دودھ پیتے جو ہوں انکا فاتحہ دو شیر پر

نماز پڑھ پڑھ کے تو گنا ہوں سے اپنے توبہ بوا کیا کر
نہ جان ہندو پہ وے دوگانا خدا خدا کر خدا خدا کر
نہ دیکھ دولہ ساس نندوں کے آگے گھونگھٹ اٹھا اٹھا کر
نئی نویلی دولھن ہے بچی ابھی تو دو چار دن حیا کر
وبال جنیا ہے دم الجھتا ہے کیا کروں بال میں بڑھا کر
جو اپنے عاشق تھے چل بسے او ہی مجکو جنجال میں پھنسا کر
نکاحی بیاہی کو چھوڑ بیٹھے متاعی رنڈی بٹھا کے گھر میں
بنایا صاحب امام باڑہ خدا کی مسجد کو تم نے ڈھا کر
وہ ایک دن تھا کہ میرے آگے فرشتے کی تھی نہ دال گلتی
بھرے ہیں گالوں میں انبو چاول کریں وہ باتیں چبا چبا کر
کریں وہ مجھ پر نہ فرق اتنا کچھ ان کے گھر میں نہیں پڑی ہوں
کروروں ایسے بگاڑ ڈالے گھروندے میں نے بنا بنا کر
یہ ڈر ہے چینی کی طرح سر پر نہ تیرے چڑھ بیٹھے چوٹی والا
کنواری بالی ہے موتی بیگم نہ بال کھولے ہوئے پھرا کر
لگائی سوسن نے ایسی مسی کہ جیسے بطخ نے کھائی کیچڑ
کسی نے مارا ہے منہ میں پتھر نہیں یہ آئی ہے پان کھا کر

وہ بات اگلی نہ یاد رکھی ابھی سے بھولے ہو میری جا ہت
مجھے نہ کھونی تھی اپنی عزت تمھاری دم بازیوں میں آکر
سوا تمھارے کسی سے میں نے نہ رکھ کے روٹی پہ بوٹی کھائی
اگر نہ مانو اٹھاؤں پیسوں کلام صاحب ابھی منگا کر
خدا نے چاہا نہ ٹھنڈی بیٹھوں رہیگی موبرج کی طرح چندو
چلی ہوں دنیا سے جلتی بھنتی اسی نے مارا جلا جلا کر
گیا تھا گنگا مہاجن آتے ہی پہنچا بابے میاں کے میلے
نہ ٹالے بابے بتاؤ صاحب منگا دو بابے مرے چھوڑا کر
نصیب سیدھا اگر ہے میرا چمکتی نکلے گی کھاٹ اس کی
وہ سکھ نہ پائے گی جس نے بھیجا ہے الٹی پٹی پٹھیں پڑھا کر
جوئے کی جس دن سے لت پڑی اُن کو کیا کہوں تجھسے حال فضہ
جو چاندی سونا تھی لائی میکے سے لے گئے وہ ذرا ذرا کر
جدائی اس کی تو ایک دم کی نہیں گوارا ہے مجکو لوگو
تمام کنبے کو چھوڑ بیٹھی ہیں جانصاحب سے دل لگا کر

غزل ردیف (ز)

چلتی شراب باغ میں ہے صبح شام روز
حلکے پہ حلکے دیتا ہے وہ پوچھتے نہیں
محشر میں کیا خدا کو موا منہ دکھائے گا
میکے میں جا کے ماما اجی کہہ دیا کرے

پھول آفتاب پیتا ہرا ہے بی مدام روز
آقائی کو وزیر بہو کا غلام روز
بہنوئی کے حرم سے ہے کرتا حرام روز
تسلیم بندگی مرا مجرا اسلام روز

اے جانؔ کس طرح نہ مرا ناک میں ہو دم
آ آ کے جب ستائے نگوڑا زکام روز

اک دل پہ غم کے لگتے ہیں پتھر ہزار روز
شیشہ ہمارا ہوتا ہے بی سنگسار روز

کیا کیا نہیں کھلاتا ہے پروردگار روز
خورشید کیوں نہ شکر کروں بار بار روز

دل کا کنول کھلا نہوا ایک بار روز
وہ آئے جا ر باغ میں کبھی تین چار روز

دولت قدم تو گھر میں پیادے کی پڑ گئی
کوڑا کرے گا کس پہ جابک سوار روز

جاڑوں میں ایسی گرمی نکالی اہیر سے
نرگس پہ بھینسوں چڑھتا ہی گلشن بہار روز

جورو کا اس پیادے کی چھڑوا کے طوق وہ
گردن پہ میری ہوتی ہے آکے سوار روز

تسبیح اُن کی دانا ہے ڈورے کو جانو جال
عمامے اُنکی پھٹکی ہیں کھیلیں شکار روز

سجدوں میں سر رگڑ کے یہ کہتا بڑھا ہیں
جگ میں گھٹے نہ شان بڑھے اعتبار روز

دنیا میں رام کرتے ہیں دولت کے جانور
مجھ پھنسا ہی لیتی ہیں یہ بے شمار روز

ٹکلے کی طرح سیدھی ہو جل گڑی میری سوت
مجھی لٹے چرخے ...ن کی لیتے ہیں ابشرہ دار روز

بی جان جان کیا گئیں کب تک وہ آئیں گی
ہفتے کے بیر خاں ہیں ابھی تین چار روز

گفتگو کرتے ہو کیا اپنے نمکخوار سے تیز
لون کھایا نہیں جاتا اجی بیچارے سے تیز

اُس پہ تو کرتی ہے یہ چرب زبانی باندی
مرچیں منگوائی ہیں کیا خوب ٹری بازار سے تیز

سیکڑوں ابتو ہیں گاہک مری ہوگئیں عزولد
جلس ہوجاتی ہو بی جان خریدار سے تیز

آنگے رنڈی کے نہیں مرد کی کچھ اصل اجی
پھول جنیا کے ہیں بیلے کے کہیں ہار سے تیز

کیوں نہ ہیں مانتی بی آگ بگولے سے سوا
رات کو ہوگئے مرزا مرسانکار سے تیز

جا لنصاحب سے جو لگوایا ہے سرمہ نرگس
خوب کروائی چھری تو نے گنہگار سے تیز

اُس کی الفت پہ کروں اپنے میں قربان عزیز
مال کیا چیز ہے یوسف نکروں جان عزیز

دوست بن بنکے تو ہیں پوچھے باتیں لگی
کھول دیتے ہیں یہی دشمنو کے کان عزیز

دودھ تک جس کے نہیں ہونٹھو نکا سوکھا سوت
قدر کیا کرتا زلیخا کی ہے نادان عزیز

کی زنانخی نے جو دامادکی دودن خاطر
کیا نئی بات ہے سب رکھتے ہیں مہمان عزیز

آج تو چندی محرم کی ہے درگاہ چلیں
حاضری کا اجی کر لیویں گے سامان عزیز

پاس پیسا تھا اجی کوڑیا خانم جب تک
گھیرے رہتے تھے مری بیٹی کو ہر آن عزیز

عارسی آئی سکندر کو مری باتوں سے
صاف آئینہ سا بس ہو گیا حیران عزیز

غیر کیا مفلسی میں خاک تجھے پہچانے
جانکر ہو گئے اے جان صاحب انجان عزیز

غزل ردیف (س)

رکھا ہے جب سے سوگ دوگانا نے یار کا
مستی کی کچھ ہوس ہے نہ کچھ پان کی ہوس

محکم چھوا لو کھاؤں گی ا... کو کوٹ کر
دل کی رہے گی دل ہی میں مرجان کی ہوس

چاندی تو کیا میں سونے میں منڈھواؤں ابو
ہوڈھوئنے کے تجھ کو جو قرآن کی ہوس

عرضی لگا دوں جاکے عدالت میں مہر کی
ہاں ہے مردِ جوان کو ہو بہتان کی ہوس

گنگا کے پار کیوں بھری برسات میں میں جاؤں
در گور ایسے میکے کے قربان کی ہوس

اولاد جیتی جاگتی جم جم ہو اس کے گھر
پوری خدا کرے مری بی جان کی ہوس

اے جان اب بلا سے وہ دیتی ہو تجھ پہ جان
مٹی میں تو ملا نہ ہی جان کی ہوس

ماں کا لازم ہے تم کو باپ کا پاس
میں ہوں جھڑ ک کر و نہ میرا پاس

سوت سے گالیاں نہ کھلواتے
تم کو ہوتا جو کچھ بھی میرا پاس

کیا زمانہ برا ہے۔ اچھی بی
کوئی کرتا نہیں کسی کا پاس

اس کے نزدیک میں بہت ہوں ور
اس سے ہر بات میں ہے کرتا پاس

اس خصم سے کنارہ کر خضر و
ڈوب مرنا تو جاکے دریا پاس

بات میں امیری کیوں نہ وہ بولیں
مجکو ان کا ہے اُن کو میرا پاس

بی دوگانا کا جب سلام لیا
حق ہے میں نے کیا خدا کا پاس

ننھا کا تو نہ جان صاحب تم

اُس کو کس رشتہ سے بلایا پاس

ماں سے ہم کو سوا ہی پیاری ساس
باجی دنیا ہوا اور ہماری ساس

جو ہران کے کھلیں ہیں بہوؤں پر
چھریاں نندیں ہیں اور کٹاری ساس

بولوں بڑھ کر تو ذبح کر ڈالے
ہے وہ جلاد نی ہماری ساس

آنا میکے میں تم جبھی بنو
آپ منگوا دے جب سواری ساس

حق یہ ہیں تھی بوا بہو خانم
اس سے ہیں جیتی اور ہاری ساس

ہلکا جوڑا تو ہے بہو پہنے
دیکھو باجی ہے پہنے بھاری ساس

اُس کی رنڈی بھی ایسی ہی ہو گی
جانؔ صاحب کی ہے گنواری ساس

غزل ردیف (ش)

دو دن سے دانا پانی ہوئے کو حرام ہی
باجی یہ ہے ملالی کو مردار کی تلاش

گوہر اسی میں خیر ہے رکھو اپنی آبرو
لا جلد کر کے موتیوں کے ہار کی تلاش

یوسف نے گھر میں ڈالا جو بازاری کو ہی
جائے گی اُسکے دل سے خریدار کی تلاش

اے جانؔ دل دیا تمھیں تعزیر دو مجھے
حاضر ہوں کل سے کیوں تھی گنہگار کی تلاش

تھا کچھ تو چور دل میں جو سو بار کی تلاش
کیوں موندی کاٹی رات کو تلوار کی تلاش

کی میں نے رو کے آہ تو ہنس ہنس کے بولے وہ
مدت سے تھی ہمیں بھی ہوادار کی تلاش

میں بھی تو بھولی بھالی ہوں بھکو یاس ہے ہی
مکار تم ہو تم کو ہے مکار کی تلاش

مونڈھے پہ بیٹھوں کرسی کی احمق ہو نہیں کیوں
وہ دل نہیں ہے اب جو کروں یار کی تلاش

خضر و کہیں ملا نہیں دریائی ناریل
اس یار کی تلاش ہے اس پار کی تلاش

اے جانؔ دل میں بیچونگی اب کوڑیوں کے مول

رہتی ہے روز مجھ کو خریدار کی تلاش

غزل ردیف (ص)

گزرا دن تو نہ آئی پاس خواص
اٹھ گیا دل سے کیا ہراس خواص

شرط ہے ہڈیاں تری توڑوں
تو نے توڑا مرا گلاس خواص

نلٹی کھمتی نہیں ہے چھینک تری
سونگھی کیا تو نے واہی ناس خواص

مانگا آئینہ لائی تو تسلا
ہو رہی ہے تو بدحواس خواص

پانچ چھ لیں مگر نہ کوڑی ایک
کوئی مجھ کو نہیں ہے راس خواص

بندی بچے سے تو میں بیاہ کروں
لوج اس بندی کی ہو ساس خواص

کپڑے اُجلے ہیں پہنے زیور ہے
پھر ترا دل ہے کیوں اداس خواص

دور کر رنج زہر کھا نہ۔ اری
جان کا کچھ نہیں ہے پاس خواص

آپ کے آگے اشرفی خانم
لے گئی ہے روپے پچاس خواص

جان صاحب کہیں نہ قصہ ہو
گاتی بے وقت ہے بہاس خواص

مجھ کو خوش آتا نہیں تیرا دوگانا اخلاص
جو کوئی سامنے آیا وہیں جوڑا اخلاص

آج مجھ سے ہے توکل اور سے مرزا اخلاص
ایسے ہرجائی سے ہو لوج نگوڑا اخلاص

بندی درگزری بہت روؤگے بیجا نہ ہنسو
واہ صاحب مجھے ایسا نہیں بھاتا اخلاص

بن گئی جان پہ الماس کے سن کر جوہر
کیا یاقوت نے ہیرا سے بھی پیدا اخلاص

گلبدن پاس جو کم خواب کیا کرتے ہو
راست کہہ دو ہو اسواسطے ترچھا اخلاص

دن میں سو بار نہ خورشید کے گھر جایا کرو
اری مہتاب کریگا تجھے رسوا اخلاص

جانصاحب نہ کوئی کام ہمارے آیا
لاکھ مردوں سے کیا بندی نے پیدا اخلاص

غزل ردیف (ض)

جان صاحب سے میں دل بتو لگاؤں کیا غرض
دیکے دل بیدرد کو صدمے اُٹھاؤں کیا غرض

ہے پری خانم پچھلپائی سے بدتر بد بلا
بول کے پیچھے بلا اپنے لگاؤں کیا غرض

زہر کھا کر جان دی نرگس پہ آنکھوں کی قسم
تیوری پر آن کی میں کیوں آنسو بہاؤں کیا غرض

ہے مثل بی جان سچ ... تے مرتا ہے کوئی
لعل خاں پر لال چندری کو گرواؤں کیا غرض

ہوگا جو ہانڈی میں ڈوئی میں وہ آئے گا نکل
بول کر خیرن سے بتو شر بڑھاؤں کیا غرض

جس کے پلے سے بندھی نامرد نکلا وہ بوا
ہو گیا دنیا میں ظاہر میں چھپاؤں کیا غرض

پائنچا بھاری کیا مہندی ہاتھ باندھے یہ مرا
وہ مرے گھر کیوں لگے آنے میں جاؤں کیا غرض

ہے اگر بے قدر مہندی ہاتھ باندھے یہ مرا
رنگ اپنا پاؤں پڑ پڑ کر جماؤں کیا غرض

دانا بی بی کا نہ کھانا ہے نہ پیلے سر سے ہوں
جان صاحب او ہی منگل کو نہاؤں کیا غرض

خواہش پلاؤ کی ہے نہ پھولام سے غرض دن بھر تو اختیار ہے جاہو جہاں رہو	تن پیٹ بھر دو ہے اجی آرام سے غرض باہر نہ گھر سے پاؤں رکھو شام سے غرض

تقصیر حیت گلگن کی نہ شمع بہار کی / بگڑا ہے کام سارا دلارام سے غرض

کوئی بھلا برا اسکے کیا مجھ کو کام ہے / بندی کو ہے حضور کے احکام سے غرض

گلشن کے غم میں ہو گئی کانٹا میں سوکھ کر
کھاتی ہوں خار کیا مجھے آرام سے غرض

غزل ردیف (ط)

میں نے تو تجھ کو بھیجے الف خاں ہزار خط / تو نے نہ لکھا مجکو کبھی ایک بار خط

کیا باجی بھیجتا وہ نکھٹو بھلا بے مجھے / جس نے نہ پوچھی بات کبھی در کنار خط

ہی لکھتے لکھتے تھک گئی آیا نہ اک جواب / کس واسطے میں بھیج کے ہوں شرمسار خط

رونے کا اپنے حال میں لکھتی ہوں اس لیے / اس بے خبر کے دل کا یہ دھووے غبار خط

یاقوت نے سمجھ کے مجھے کیا لکھا ہے خط / میں اپنی اٹری چوٹی پہ ڈالوں یہ وار خط

آڑے کا پائجامہ جو پہنے ہے گلبدن / دیتا ہے ترچھی بیل پہ یہ کیا بہار خط

سنبل نسا کی چوٹی کو زلفن جو گوندھتی / لکھتی ہوں میں غلامی کا اے نو بہار خط

مٹتا نہیں کسی کے مٹائے سے جان بی / پیشانی پر جو لکھ چکا پروردگار خط

درگور اس کی باتوں سے ہوتا ہے دم غلط / مردہ وہ میرے سر کی ہے کھاتا قسم غلط

ککڑی کے چور کا نہیں کرتا ہے کوئی خون / مہندی کے چور پر کیا تم نے ستم غلط

کہہ کر چلو چلو اری تو جان کھا گئی / باندی نے کر دیا ہے مرا او ہی دم غلط

گالی جو منہ سے نکلی ہو کاٹو مری زبان / تہمت لگا رہی ہے تمھاری حرم غلط

قرآن میں اٹھاتی ہوں تجھی ہے بے خطا / حرزا بیان کرتی ہے دولت قدم غلط

لے کا خیال سر کا نہ ہے تان کا اسے / میں سچا گا رہی ہوں یہ دیتا ہے سم غلط

کرتے بہت ہیں غیر کے کہنے پہ اعتراض

اپنا کلام سوجھتا ہی جانؔ کم غلط

غزل ردیف (ظ)

ہے دلہن جان تجھے دولھا سے بے کار لحاظ
رات کو بنو نہیں رہنے کا زنہار لحاظ

بدزبانی نہ کرو اُن سے بڑے بوڑھے ہیں
ساس سسروں سے دلہن جان ہر درکار لحاظ

ہر گھڑی آکے جٹھانی مرے منہ چڑھتی ہیں
ایک دو بار کروں گی نہ کہ ہر بار لحاظ (۱)

باغباں چھوڑ دے گلشن نہ الجھ جانؔ بقول آتشؔ
بات بڑھ جاتے ہی کھو دیتی ہے تکرار لحاظ

غزل ردیف (ع)

لو عشق کی ہے سر میں نہ کیوں ہو نثار شمع
پروانے کی طرح سے ہے لو اسنے قرار شمع

"چربی کی باتی لو لینگے باہر کے بیل سب
کیا کہنا جانیں او ہی نگوڑے گنوار شمع

در گور ایک جا ہو ے جو جلکے دونوں ڈھیر
پروانہ اور سمجھی لگن کو مزارِ شمع

وہ چاند سا ہے میرا چراغن کا میری منہ
جس سے سدا رہے گی اجی شرمسار شمع

کافور جیت لگن ہوئی سب چیزیں اُڑ گئیں
رکھو کے چلم میں لائی جو تو نا بکار شمع

پروانے اُڑ کے آتے ہیں پھبتی کہوں بوا
ہے کھیلتی بٹیر کا گویا شکار شمع

اندھیر کیا خدا کی دوا یہ بھی شان ہے
خانہ خراب ہاتھوں سے ہو اس کی چار شمع

اندی کا تیل جن کو میسر نہ ہو کبھی
روشن کریں وہ قوم کے کوری چمار شمع

سچ کہتی چیت لگن ہے نہیں لیتی اس کا گل
روشن جو ہو مراد [illegible] ہے لو بہار شمع

روشن کرو جو اُس کو تو وہ کھا نہ جائینگی
چربی سے شیر کی کوئی ڈھالے ہزار شمع

پروانوں کے یہ مرنے کی شادی ہے اس کے گھر
جھڑتے ہیں پھول چھوڑ رہی ہے انار شمع

گلگر کلمو ہا موا بیچپا کی شکل ہے
بچوں کی طرح روئے نہ کیوں زار زار شمع

اے جان دل میں شک ہوا اللہ دے مراد
گل ہو گئی مراد کی دو تین بار شمع

غزل ردیف (غ)

دیکھ روشن جل رہا ہے کس قدر اندھا چراغ
ایک بیٹی چاندنی خانم ہے بی مہتاب کی

ہے دکھاتا شام ہی سے صبح کا نقشا چراغ
ہے مثل جیسے اندھیرے گھر کا اجیالا چراغ

رات دن نور دعا حق سے ہے بڑیا دے مجھے
ہر اندھیرا اُس جگہ روشن نہ ہو جس جا چراغ

دم مرا گھٹتا ہے یہ اچھی نہیں ہیں گر میاں
رات کو ڈو دن سے گر دیتے ہو تم ٹھنڈا چراغ

لے چنبیلی ٹھہرتا جس میں نہیں تیل ایک بوند
لا دیا اندھے روغنے نے یہ ہے بجھتا چراغ

لائی اُجیالی تھی کل مخدوم کی درگاہ سے
ڈھونڈھ لا جلدی اری روشن کہاں کھویا چراغ

میر گل کی روز کرتا ہے جو نافرمانیاں
پوست کھینچا جائیگا لالہ تجھے کر یا چراغ

پھر میں خضرو سے ملوں ہے جان صاحب کی مراد
روز جاتا شام کو ہے چھوڑنے دریا چراغ

آنکھوں میں نو بہار کے شاید سمائے باغ
جنت کے ہی مقابلے میں جو بنائے باغ

اُجڑا ہوا خدا نہ کسی کو دکھائے باغ
باجی بلام اپری خانم کی جائے باغ

آبادی وہ اُجاڑ مرا کر کے آئے باغ
اک پھل نہ چھوڑا باغ میں سب توڑ لائے باغ

یہ بیل بھی منڈھے چڑھے بھولے پھلے بہو
دل باغ باغ ہو وہ خدا اب دکھائے باغ

یاد آتے عیش باغ کے ہیں عیش اس گھڑی
ہوتا ہو خار کہتی ہے گلشن جو ہائے باغ

چنیا نے جبکہ اوڑھا دوپٹا یہ چنبیلی
پھر زعفران کیوں نہ بسنتی کو بھائے باغ

مہرن سی سرخ چاندنی خانم ہوئی سفید
کچھ سایہ ہو گیا اسے جو ملے میں جائے باغ

باغی ہوئی نسیم یہ مجھ سے صبا کنور
مہندی اگر منگاؤں تو ہرگز نجائے باغ

نرگس سفید پوش تھی بیمار ہو گئی
اودا دوپٹا اوڑھ کے سوسن نجائے باغ

گلزار خاں کی چاہ میں نرگس یہ رنگ ہے
لگتا نہیں ہے دیدہ اب اس کا سوائے باغ

مالن نے کھٹا میٹھا ہے چھوڑا مراد سے
میٹھا جو پھل ملے تو ابھی وہ لٹائے باغ

آؤں نہال خاں کے نہ ہتے میں ایک بار
اے جان لاکھ سبز وہ مجکو دکھائے باغ

غزل ردیف (ف)

آتی ہو اڑ کے آنکھ پہ جو بار بار زلف
جنگلو ہرن کا کھیل رہی ہو شکار زلف

گویا گھٹا نے آدھے چمن کو چھپا لیا
بکھرے پہ ان کے ہو یہ دکھاتی بہار زلف

سنبل النسا پہ ختم ہو چوٹی کا گوندھنا
چوٹی کی مورتی ہو مری نو بہار زلف

اُٹھتے دھوئیں ہیں دل سے میں کھاتی ہوں پیچ و تاب
زلفین کی یاد آتی ہو بے اختیار زلف

خود دم اُلجھ رہا ہے جدائی سے یار کی
میرے گلے کی ہار نہ ہو زینہار زلف

لاکھوں ہی مرد و مجھے دیتے ہیں اب یہ دل
اللہ رے کیا بڑھا ہو ترا اعتبار زلف

ماتھے پہ اُس کے ہلنے سے عقدہ یہ کھل گیا
دل لوں کسی کا اس لیے ہو بے قرار زلف

ہوتی ہو بے کلی مجھے گل خانی کمال جب
دیتی اُلجھ اُلجھ کے ہے کنگھی کو خار زلف

کچھ بل کی بات ہی نہیں سیدھی تو بات ہو
کاکل بسی ہو دیکھی نہیں پیچدار زلف

سنبل النسا نہا کے نچوڑے جو تو نے بال
پانی کی بوندیں موتی ہیں اور ابر وار زلف

ہندہ کے بدلے باجی یہ عنبر سے کیوں لڑی
مشکی کی اس خطا پہ کرے دل تار تار زلف

گوئیاں کی موتیوں سے بھری مانگ اس قدر
دن رات کی دکھاتی ہو گویا بہار زلف

مشکل نہیں ہے شام برن یہ زمین کچھ
جوڑے کی طرح باندھوں جو کہہ لاکھ بار زلف

اے جان جانتی ہیں محل خانے والیاں
پٹیاں سکے گا جانے بھلا کیا گنوار زلف

غزل ردیف (ق)

یوسف کو چاہیے جو ہوا سے پیرہن سے شوق
جامے ہی ایں نہیں ہوں کسے گلبدن سے شوق

گوٹے کناری سے نہ بجے ہے کرن سے شوق
کپڑا سفید بھاتا ہے اور سادہ پن سے شوق

دیوانی جب سے ہوں پری خانم کے عشق میں
بندی کے بند بند کو ہے اب رسن سے شوق

بے دیکھے نو بہار کے اُن کو نہیں ہے چین
بلبل کو بگما نہ ہو کیونکر چمن سے شوق

وحشت ہوئی ہے مرزا کو مشکی کی آنکھ سے
دن رات اتبور رہتا ہے اُن کو ہرن سے شوق

اے بجی بڑھیا مرتی ہے اک لو جوان پر
ہر آن کس طرح نہ ہو اُن کو کھپن سے شوق

جگنو نہ بازو بند علی بند سے ہے کام
زیور میں مجکو باجی ہے اک لو رتن سے شوق

کھاو گی منہ کی دیکھو نہ پنچوں کے بل چلو
اے جان اپنے دل کو نہیں بانکپن سے شوق

طور نے جھولوں کہا تجھ پہ ہوں میگا عاشق
اتنی سی بات پہ میں ہو گئی خیلا عاشق

ایسے ہرجائی سے بی کون بنا ہے خانم
کبھی مجھ پر کبھی تجھ پر ہوئے مرزا عاشق

نہ ماں باپ کا اپنے ہو ممانی سچ ہو
او ہی کیا ہو گا وہ جورو کا نگوڑا عاشق

لالچی بندہ ہے الفت کو بھلا کیا جانے
رکھ دیا ہاتھ پہ جس نے ہوا اسکا عاشق

جان الماس نے وہی موتی پہ ہیرا کھا کر
جھوٹ اسمیں نہیں جیتی تھا وہ سچا عاشق

بات پوچھی نہ کبھی اور رہی اس سے بگڑی
اب جو لو کر ہوئی اتنا ہوئی دایا عاشق

جان فرہاد نے دی مر گئے بھائی مجنوں
جان صاحب ہوا کیا مجھ پہ انوکھا عاشق

بد بلا ہے یہ بد لا ہے عشق
پری خانم بہت برا ہے عشق

حسن دریا ہے اے بوا خضرو
دل کی کشتی کا ناخدا ہے عشق
سلے عزیزن پڑھا زلیخانے
دل ہے یوسف تو بھیڑیا ہی عشق
بنو لذت اُٹھاؤگی آکے
اتبو نام خدا ہوا ہے عشق
پھر وہ اُترانہ اے پری خانم
جس کے سر پر اری چڑھا ہی عشق
لاکھ بھوتوں کا ایک بھوت ہے یہ
کچھ جن سے بھی بس سوا ہی عشق
اِس کو یر دوا نہیں کوئی مرجائے
ایک نے درد یہ ہوا ہے عشق
چشم بد دور دیدے چار ہوئے
انکھ منڈی کو جواب ہوا ہی عشق
جب کسے عاشق ہوں مجھ نگوڑی کو
کیا بڑے مولوں بیچتا ہے عشق

جان صاحب ہے جان کا دشمن
دل لگا کچھو تو آشنا ہی عشق

غزل ردیف (ک)

لیں گے نہ میر موسے میرا سلام کبتلک
مجھ سے نہ وہ کریں گے دیکھوں کلام کبتلک
ڈولی منگا کے انکے گھر آپ ہو نہیں جاتی
غیرو نکلے ہاتھ باجی بھیجوں پیام کبتک
یہ سن کہے ہیں گاہک مردوں کو خوب دیکھا
یوسف بنا رہیگا بی بی غلام کب تک
یٰسین خاں سے باجی دم ناک میں ہی میرا
ہر روز میں اُٹھاؤں تیسوں کلام کبتک
بت بن گئی ہے آتو پتھر پڑیں نہ بولی
پوچھا جو پڑھ چکوں گی میں مادھو رام کبتک

اے جان کرے جورو ہندنی یہ کیا ہی مرتا
بیٹھا جیا کرے گا تو اس کا نام کب تک

ماروں گی لات ہاتھ لگانے ندوں گی میں
جاؤ اگر زمین سے تم آسمان تک
ہے ناک چوٹی ہاتھ ترے پاؤں پڑتی ہوں
پہونچے خبر کسی کے نہ یہ کانوں کان تک
ہرگز بچے نہ جان قیامت کی رات ہو
جس دن یہ بات پہونچے بوا انکے کان تک

گھر میں پڑی گنوار کے باندی ہیں بن گئی
گودڑوں چھڑی ہر کوٹے لوائیں نے دھان تک

منڈل نگوڑے تجکو بھی یہ ڈن لگا جو خوش
گھستے تمھارے پانوں ہیں چلتے مکان تک

سمدھن نہ کھانے جوڑے کا مجھ سے گلا کرو
تم نے نہیں چڑھایا دولھن کو نشان تک

نعمت نے توڑے بندی کی بندی خدا ڈرے
کنبے میں میرے پہنچا نہیں ایک خوان تک

ڈولی کے پاس آکے لگا کہنے اک موا
احسان ہو چلو جو ہمارے مکان تک

برسات کاٹی ڈورو کے اس گھر میں آ موا
پانی تھا گھنٹے گھنٹے کہیں ران ران تک

اے جان تم ہو جانتے انجان ہو نہیں
یوسف سے کی عزیز نہیں اپنی جان تک

غزل (ردیف گ)

تو برسات میں سنگار کا رنگ
سرخ اور سبز ہے بہار کا رنگ

سن کے گھر بیٹھے مجھ سے بلغ کا حال
ہو گیا سبز تو بہار کا رنگ

نا دہندی سے اشرفی خانم
اڑ گیا تیرے اعتبار کا رنگ

شہر والوں کے آگے خاک جمے
باجی اماں کسی گنوار کا رنگ

جان صاحب وہ چڑھ چکی ٹکسال
دیکھا کندن نے سو ہزار کا رنگ

اک ایک رنگ میں اجی دو دو ہزار رنگ
دکھلاتے ہیں بہار میں اپنی بہار رنگ

موتی کی طرح رکھے خدا سب کی آبرو
بے رنگ ہے محل کا جواہر نگار رنگ

جنگلا ہو پیلی بھیت کا پیلو بجائے
ویرانی چاہئے دل کی اجی و ستار رنگ

پھولوں نہیں سماتی ہو پھولام بہن کے
نغمے کا تو دکھاتی ہے جو بار بار رنگ

کیا جانتی ہے اشرفی خانم مجھے نہیں
کندن سنہرا لاتا ہے بے اختیار رنگ

چنیا چرا کے لے گئی چنیا کلی مری
چھپتا نہیں ہے چور کا بی زینہار رنگ

گرگٹ کے خون میں اجی بیشک ہے بجھا
چھنبر موا بدلتا ہے جو بارہ بار رنگ

کالا ہو یا کہ گورا پسند آئے دل کو جو
اس پر نثار کیجئے ستر ہزار رنگ

منھ زرد آنکھیں لال پھٹے کپڑے جی اداس
عاشق کے بوجھنے کے لوا ہیں یہ چار رنگ

پچو سطے یہ ہے پتنگ اری صبح سے چڑھا
مہرن یہ جل نہ جائے تو جلدی اُتار رنگ

رنگریزا آج دے تو ہے کل عید اور ڈھنی
اے جان دوپٹہ چوری گیا در کنار رنگ

غزل ردیف (ل)

اے جان کام آئے اگر یہ ہمارے دل
حاضر ہے کیا عزیز ہے کچھ تمسے پیارے دل

بڑھیا کے پیچھے بیچے جوانی خراب کی
کس سے لگایا تو نے ہے آفت کے مارے دل

چلتا نہیں ہے زور محبت میں اس سے کچھ
عزت یہ جس کی جا ہے نگوڑا اُتارے دل

لاڈو ریہ جی میں آتا ہے دیدے نکال لوں
کیا خوش ہوا ہے دیکھ کے تیرے اشارے دل

دریا پری کا سایہ ہے کر چاندنی کی سیر
دیوانے تیرا بہلے گا دریا کنارے دل

خسرو سے جا کے ایک مہاجن اٹک گیا
جمنا کا خوب لگ گیا گنگا کنارے دل

اے جان جان سینہ پہ تو رکھ کے ہاتھ دیکھ
اب تک دھڑک رہا ہے یہ دہشت کے مارے دل

بھائی یوسف گئی سودے کو جو بازار اصیل
پیدا کر لائی نیا اپنا خریدار اصیل

کر لیا اپنا انھیں رہ آئی وہ نکار اصیل
بی بی ہیں باندی بنی گھر کی ہے مختار اصیل

بنوا شراف کے جو ہیں مٹیں تکلیف سے کب
زنگ میں لاکھ ہو چھپتی نہیں تلوار اصیل

جان سولی پہ رہے گی مری بھیا منصور
بد نظر وہ ہیں نہ رکھو نگی طرح دار اصیل

سوت کے غم سے بڑا ہو گیا آزار اسے
چھوٹی نرگس کی ردش رہتی ہے بیمار اصیل

اب ہوا اس کو بتاؤں گی بڑی ہے منہ زور
باد کے گھوڑے پہ رہتی ہے یہ اسوار اصیل

خوب ہی اشرفی خانم نے کیا کٹنا پا
گنگلی آئی تھی اجی بن گئی زر دار اصیل
ٹھنڈی سانسیں نہ بھرو کھوئی گئی گر بندوق
عملی تھی تمھیں بے دوں کی ہوا دار اصیل
پاؤں کی جوتی بھی کیا خوب لگی سر چڑھنے
مجھ سے ہر بات میں کرتی ہے تکرار اصیل
اور آجائیگی بازار سے کر ڈالو ملال
ٹٹنی مرغی ہے یہ کیسی ہوئی مردار اصیل

گھر کروں اپنا میں برباد جو رکھوں بٹھیا
جان صاحب مجھے ایسی نہیں درکار اصیل

کسی کے ہیں نہ کوئی میرے پیار کے قابل
تجھے ہو مردوے اب میں ہوں یار کے قابل
گر اس چمن میں مجھے پھول جانو اجرک کا
اجی خزاں کے نہ میں ہوں بہار کے قابل
ہزار بڑھیونگی بڑھیا مری جوانی ہے
بہار [illegible]ی نہیں ہے بہار کے قابل
خدا کے سامنے محشر میں بھی نہ جاؤنگی
یہ منہ نہیں مرا پروردگار کے قابل
اٹھائے سر یہ ہے اک ایک رونگٹا گٹھری
مرے گناہ نہیں ہیں شمار کے قابل
کمال آتا ہے افسوس او ہی نرگس پر
یہ ہڈیاں تھیں نگوڑی بخار کے قابل
جوانی پیٹے موئے عارضی ہیں لب دونو
یہ حسن و عشق نہیں اعتبار کے قابل
بجا ہے اس پہ ہوں بندی کی آنکھ کے پردے
نظر کے تارا اگر ہیں ستار کے قابل
بڑھاپا خوب ہے آتو جی مجھ سی کھلا کو
گدھی کو تم نے کیا مار مار کے قابل
غضب کی آنکھ جوانی میں ہو گئی نرگس کی
ابھی تو یہ نہیں شکرے شکار کے قابل
سند ہے جان بھلا کب گواہی رنڈی کی
تمھاری بات ہے اعتبار کے قابل
کھلائے ہیں ان کے بھابھی نے بائین میں گل
پھوپے نہ کیوں بہار کا بھائی بہن میں گل
میں اس چمن سے لیکے چلی لوگو چار داغ
مرہ کے بدلے لاکے رکھنا کفن میں گل

اے جان رخ کو چاند بھی کہتے ہو اور چمن
پٹیوں میں ان کے کانوں کو سمجھو گہن میں گل

مردوں کا میرا جھلی ہی دامن کا ساتھ ہی
میں ہوں اگر بہار تو ہے اپنے فن میں گل
سر پکھو نہ گرم کرنی تھی حاکم سے گفتگو
کھا آئی منہ پہ آگ لگے بانکپن میں گل

باندی کے سر پہ توڑوں گی چھڑیاں گلاب کی
پھنک آئی زیر پائی کا گلشن چمن میں گل
پھولام دھوپ چھاؤں مشجر میں دیکھئے
یہ نام بھی غلط ہے کہاں گلبدن میں گل
میں بھی لہو لگا کے شہیدوں میں مل گئی
اے جان کہہ تو لائی نگوڑی رسن میں گل

ہم بالوں میں بیلے کے پہنتے ہیں بہن پھول
پہنا دادمیل ہاتھوں کا ہے یہ کرن پھول
کیا اوہی کھوں رات سے اک پائی ہی بلبل
پھولا یہ لگا اس کو گیا سارا بدن پھول
پھولے نہ پھلے باغ سے دنیا کے سدھارے
جیتی رہی اے بھائی اٹھا اسکو بہن پھول
کیوں خار نہ ہو فرش کی محتاج وہ اب ہی
جس سیج پہ بچھتے تھے سدا سیکڑوں من پھول
پھولوں نہ سمائے گی وہ [illegible]تاب کو دنیا
اے صبح کنور لائے اگر شام بدن پھول
کر چاندنی کی سیر بی مہتاب تو اس دم
جب کھیت کرے چاندنی جب جائے چمن پھول
کیا خوب کہی بات ہے گلشن نے زناخی
بلبل کا وطن باغ ہے خوشبو کا وطن پھول

غزل ردیف دم)

ان مردوؤں سے جیتے جی دینے کے ہم نہیں
باجی فرشتے خاں سے کریں یہ کلام ہم
دو سو روپے جو اشرفی خانم کہیں تو آئیں
اب ایسے نادہند ہوئے گنگارام ہم
جب ہم سی ڈھونڈھو لاؤ گے تم نیک پارسا
اس دن کریں گے آپ کو جھک کے سلام ہم
میں بھی تمھاری لونڈی ہوں سو جان سے اجی
کہتے ہیں آپ دل سے ہیں تیری غلام ہم
بہکایا سوت نے تمھیں نادان ہو اجی
بی بی کا دانا کھا کے کرینگے حرام ہم
جنگل میں کھویا باد یہ لائے نہ آج تک
کہتے تھے چلکے شہر میں دیں گے جام ہم
بی جلسے والیوں میں اگر نوکری بھی کی
پیتے رہے شراب سے تو بھی مدام ہم
مرزا کا کہنا صبح کنور تجھ کو ہے یقین
لکڑی کی آنکلی اوہی چلتے شام ہم
اے جان مردوے سے پڑھایا نکاح ہے

کیوں صدر سے ڈریں نہیں کرتے حرام ہم

اشرفی خانم بہو کا کیا مری آیا قدم
ہو گیا آباد گھر۔ بر باد ہے کھوٹا قدم

سنتے تھے چاندی کا بیرا مجکو اس سر کی قسم
میرے گھر لائی نگوڑی نحس سونے کا قدم

ایک شب بھی مردوا مجکو لگاتا ہاتھ گر
روز پیتا پاؤں دھودھو کر سدا پڑتا قدم

پاؤں سب کی پھیرنے میکے کو جاتی ہیں بہو
نکلا اس پر بھی نہ اب سسرال سے میرا قدم

منہ دکھاونگی نہ تم کو مانگ کھاونگی میں بھیک
گھر سے جس دن آپ کے صاحب مرا نکلا قدم

ہاتھ کٹواؤں گی اس لنگڑے نے تو شمشاد کے
گر صنوبر باغ کا اس نے مرے کاٹا قدم

لیگئے اس طرح بالی۔ کان کاٹے چور کے
پاؤں چوموں کو لنا ہی آپکا دہنا قدم

پاؤں بھاری کیا ہوا عہدی سے بدتر بن گئی
دو قدم منزل مجکو اٹھ نہیں سکتا قدم

سچ تو ہے اے جان صاحب دہی وہ رنڈیاں
عشق کی گلیوں میں ہے ثابت رہا جن کا قدم

غزل ردیف (ن)

گیلی سوکھی دونو جلتی ہیں بواسر کار میں
بی بی اچیائی رہا اندھیر ہر دربار میں

کچھ نہیں نرگس کو مرزا تن بدن کا اپنے ہوش
کام پر دیدہ لگے کیا دل لگا ہے یار میں

لال خان سے جا کہو آئے مونگا جان کو
گھر ہے دردانے کا اپنا جوہری بازار میں

سوت میری پانچ ہی ہیں اس سے چھیتسی سوا
وہ تو ہے دس بیس ہیں ایک ہوں دو چار میں

ہیں کھرے جو کر کڑے جنیاں وہی مضبوط ہیں
جس نہیں دیکھا کبھی نامرد کی تلوار میں

دیکھ کر سلمانشانی اس کی ہیں روتی نہیں
موتی موتی ہوں پروتی بادلے کے تار میں

سوت کے غم سے مری چھاتی تو چھلنی ہو گئی
لوگ کہتے ہیں کھڑکیاں دیوار میں

جھاڑو بی بی کی پھر ہوجائے گھر بیری کا صاف
کوڑی کوڑی بھیک مانگے وہ موا بازار میں

جان صاحب جس کو سمجھو ہیں بڑے یہ یار غار

آشنا کیسے گرا دیتے ہیں وہ خود غار ہیں

برسوں بچی کو نہیں پیار کبھو کرتے ہیں
پیار بھی کرتے ہیں تو کان میں ٹو کرتے ہیں

او جلی بگڑی ہی عبث اُس کی تو ہن آئی ہی
پیار بھی کرتے ہیں تو کان میں گو کرتے ہیں

ساس ہوں پر ہیں خدا لگتی کہوں گی بیٹی
پاس مرزا ترا امراو بہو کرتے ہیں

سیدھی قسمت ہے تو اک بال نہ ٹیڑھا ہوگا
جادو پڑھ پڑھ کے کریں مجھ پہ جو جھو کرتے ہیں

لال پیلے مجھے غصے کے دکھا کر دیدے
کھانا پینا مرا کیوں آپ لہو کرتے ہیں

اے بہو جان تو کیا بیٹی ہے گرجے خاں کی
جانِ صاحب تجھے ہر وقت جو تو کرتے ہیں

تماشا کرتے یہ بچے تمھارے [illegible] تے ہیں
میں صدقے دیکھو اجی پیارے پیارے بھرتے ہیں

ملا تھا ایک ہی لیلی کو اسے دوا مجنوں
ہزاروں اس سے تو وحشی ہمارے پھرتے ہیں

یہ گر کے حوض میں کھوئیں گے آبرو میری
بلاؤ بچوں کو باجی کنارے پھرتے ہیں

کسی نے کر دیا کچھ ان کو کیا بری خانم
محل میں کل سے جو خشکا اتارے پھرتے ہیں

بنت بنائے گی مہرن کبھی نہ او مہتاب
پسند آیا جو سلما ستارے پھرتے ہیں

وہ دوست جان کے گاہک ہیں جانِ صاحب کی
نگوڑے بیری جو اُس کو ابھارے پھرتے ہیں

خالی حویلی ایک نہیں ہے جہاں میں
کیا آگ نے محل لگی گھر کے مکان میں

عنقا کی شکل نام کر کا سنا میاں
پایا زمیں میں نہ اسے آسمان میں

باجی ستارا جان جو دیکھو تو لطف ہے
مہتاب سے سوا مری زہرا کی تان میں

مرتی تو ہو دکھا دو نگوڑے کی اس کو شکل
اٹکا ہے نو بہار کا دم باغباں میں

ٹکسال والی اشرفی خانم کے سَو روپے
کن کے لگے ہیں تانبے کے بی پاندان میں

گوہر کے دانت دیکھ کے الماس مر گیا
یاقوت گاڑنا سے ہیرے کی کان میں

پروا مجھے نہیں ہے کھلا لائے دانیاں
نعمت نسا نہ بھیجتی کسوا کے خوان میں

صندل اگر نہ آتا نہ ہوتیں لڑائیاں
عنبر میں باجی مشک میں اور زعفران میں

گرگٹ کا کیا لیا مری خورشید نے جنم
پھبتی کہی یہ میں نے ثریا پہ رات کو

سوسو بدلتی رنگ ہو ایک ایک آن میں
باندھا ہی یہ فرشتوں نے چھینکا مکان میں

اے جان آئیں ہوش میں بن جائیں آدمی
وحشی اگر ہوں جمع مری داستان میں

جب شاد شاد آئے مرے تم مکان میں
تاثیر اتنی ہے مرے غم کے بیان میں
مہتاب اور زہرہ ہیں وہ دو لوٹنیاں
آہوں سے میری گرنے نہ پائیگا آسمان
بھرتی نہیں ہوں آہیں یہ ان بھوں کی یاد ہیں
چونٹی کا بوجھ او ہی اٹھائے جو یہ کمر
اس طرح گلبدن سے ہنسا آپ کیجئے
دی تم نے بیٹی اشرفی خانم - فقیر کو
مرزائی جان بات کرو او ہی جامہ زیب
بھاری کیا ہی پائنچہ اس سے نہ آئیں وہ
بکتا رہا وہ شام سے مہتاب صبح تک

لے جان جان آگئی بندی کی جان میں
رنڈی رولاوے مردوؤں کو ایک آن میں
تھگلی لگائیں چھید کریں آسمان میں
سوسو لگائیں ٹھیکیاں اس اک مچان میں
چلّوں [illegible] باندھ رہی ہوں کمان میں
ہوتا نہیں ہے اتنا بھی مجھ دھان پان میں
ماروں کٹاری چٹکی جو لو میری ران میں
جوڑا ہی تم نے ٹاٹ بنجر کے تھان میں
ہنستی ہو سب سے جفتی نہ پڑ جائے شان میں
سیڑھی لگا کے کودوں گی آنکے مکان میں
آتی نہیں ہے نیند تمھارے مکان میں

جیسا تمھارا نام ہوا ہے نہ ہوئے گا
اے جان کوئی لاکھ کہے اس زبان سے

اکیلی جاؤ جو مسجد میں طاق بھرنے کو
ستم ہے بے پڑھے دو بول گر کھلا نا ڑا
رہا نہ جائیگا اس سے ہوئی جوان جہاں
بنی ہیں تھالی کا بینگن وہ ڈھلتی پھرتی ہیں

دوگانا جان تمھیں جھک کے ہم سلام کریں
ذلیل ہوں گی زنانخی نہ ایسا کام کریں
کسی سے بیٹی کی نسبت کا اب پیام کریں
کسی کے گھر میں تو بی بیگما مقام کریں

بلائے صبح کو جلدی سے جان صاحب کو
وہ آج بھی نہ کہیں کل کیطرح شام کریں

وہ جس کو ڈولہ۔ اب آئے تو بہار لیتے ہیں | اُسی نگوڑی کی خاطر یہ ہار لیتے ہیں
خدا نے ہاتھ دیئے ہیں بدن کھجانے کو | خرابی پیسے کی ہے پشت خار لیتے ہیں
وہ موا ہی رسی ڈسے اُن کے دونوں ہاتھوں کو | نمو ہی جان کے وہ مجکو مار لیتے ہیں
ذرا محل میں وہ آویں بناؤں گی جھنگا | یوہیں غریب کی عزت آتار لیتے ہیں
ببول بو کے مجھے سولی پر چڑھائیں گے | درخت گھر کے لیے میوہ دار لیتے ہیں
یہاں سے جائیں اجی اُن کی ہیں دبیل نہیں | جوئے کے واسطے کیوں میرا ہار لیتے ہیں
کرم ہے کل سے بڑا آج میرے جونڈے پر | بلائیں وہ جو مری بار بار لیتے ہیں
عجب طرح کے سخی دیکھے اس زمانے کے | نگوڑے سوم کی پگڑی اُتار لیتے ہیں

آئے کوئی بلانے کو جان صاحب کے
ہم آپ کوٹھے پہ چڑھ کر پکار لیتے ہیں

مل گئی جب کوئی بنگالے کی اوباش تمھیں | بھیڑ بن جاؤ گے مارے گی جو دوباش تمھیں
میری گاڑی سے اگاڑی جو بڑھے جاتے ہو | کتوں کوؤں کو کھلائی ہو مری لاش تمھیں
چھوڑ دو ہرجائی پن اور ایک پہ تم بیٹھ رہو | ایسی ہمت کرے بنی جان خدا کا رش تمھیں
پارسائی کی بھلا قدر مری کیا جانو | جب خوشی ہوتے جو ملتی کوئی اوباش تمھیں
آج کیوں آیا اجی باسی کڑھی میں یہ اُبال | بھیجنے کیا ہیں بھلا کل کے مجھے آش تمھیں
اے بی مہتاب اگر چاندنی لیجاؤ گی تم | فرش کر دیں گے ابھی مار کے فراش تمھیں
اُس کو قربان کروں اپنے گزی گاڑھے پر | میری جوتی سے بھی سر اگر تاش تمھیں

اپنی بچی کو بٹھا رکھتی نہ تم کو دیتی
جان صاحب ہیں اگر جانتی عیاش تمھیں

دال آٹے کا سنو بھاؤ ہے اُس دم کھلتا | جا بنے والے اجی جبکہ بچھڑ جاتے ہیں
سوم کے پیسے ہیں لگ جائے نہ کیونکر کائی | پال کے آم ہیں پکتے نہیں سڑ جاتے ہیں

لاکھ تدبیر کروں ایک نہیں بنتی ہے
دن مقدر کے جب آ جان بگڑ جاتے ہیں

جو جو نہیں اٹھانی تھیں میں نے اٹھالیاں
بس بس زبان روکو نہ دو مجھ کو گالیاں

مرزا بڑی چڑیلیں تھیں یہ جلسے والیاں
اچھا ہوا محل سے گئیں یہ نکالیاں

ماں جائی ہوں میں ڈالونگی آنچل ہی میرا کام
جو تا چھپا کے نیک لیں دولہ کی سالیاں

وہ ترش رو ہوئی مرا دل کھٹا ہو گیا
نارنگیوں کی پھینک دیں گلشن پہ ڈالیاں

بجلی گرے الٰہی مہاجن کی جان پر
کیا پڑ گئیں گھٹائی میں کانوں کی بالیاں

کیسا ڈری ہوں رات کو آئیں جو خواب میں
کچھ گوری گوری عورتیں کچھ کالی کالیاں

سنتی ہوں ایک روز بلاتی ہیں مردوا
کیا نیک بخت ہیں مری ہمسائے والیاں

جی سے بھاتے ہیں مجھے باجی تمھاری ہاتھ پاؤں
گورے گورے ننھے ننھے پیارے پیارے ہاتھ پاؤں

کرکے ننگا اس نے سر ڈھانکا زبردستی مرا
کشتیاں کر کر کے [مجھے] نے لاکھ مارے ہاتھ پاؤں

اے دوگانا جان دیکھیں کس کی مہندی خوب ہے
سرخ ہوتے ہیں ہمارے یا تمھارے ہاتھ پاؤں

کس گھڑی سے اوہی گیندی کھیلتی پھرتی ہو تم
شل نہ ہو جائیں کہیں باجی تمھاری ہاتھ پاؤں

چار گھر جا کے اجی کھاؤں گی چکی پیس کر
دل نہ کچھ ہے بیچ کھایا میں نہ ہاری ہاتھ پاؤں

جانؔ صاحب مجکو تم و بکالو بالا پوش میں ؛
مارے جاڑے کے ہیں ٹھنڈے میرے سارے ہاتھ پاؤں

بیاہ خانم کا کروں گی نہ میں زنہار کہیں
آپ ہی اپنا بسالیں گی وہ گھر بار کہیں

رنڈی چل دور رچھے مجھ پہ یہ بہتان نہ کر
میرے بیری مرے دشمن ہوں گرفتار کہیں

ان کے بن پوچھے نہیں نوچندی میں کیونکر جاؤں
ہے یہ دھڑکا کہ نہ ہو جائیں وہ بیدار کہیں

مردوے کھاتی ہوں میں تیسوں کلاموں کی قسم
تیرے بن پوچھے گئی ہوں جو میں اکبار کہیں

جا کے سسرال میں دولہ سے دولھن خانم تو
پہلے ہی روز نہ کر بیٹھیو اقرار کہیں

آؤں کسطرح ترے پاس دوگانا جنیاں
باجی ہونے ہی نہیں دیتی ہیں اسوار کہیں

میری ماما نے نکالی ہے نئی مجھ سے چھیڑ
بھیجتی ہوں کہیں جاتی ہے یہ مردار کہیں

ایک پر بیٹھ رہوں اور کسی سے نہ ملوں
ایسے بندی نے کیے ہیں نہیں اقرار کہیں

میں تو ہاں ایسی ہوں پھر کس لیے تو آتا ہے
ماما کٹنا پے کا بے ڈول بڑا ہے لپکا

ڈھونڈھ لے اور کوئی جا کے طرح دار کہیں
ایسی باتو نسے اری کھائے گی تو مار کہیں

جان صاحب مری خاطر سے نہ کہنا تم نے
رنڈی دیکھی ہے دوگانا سی طرح دار کہیں

بیاہ خانم کا تو کر دینے کو تیار ہوں میں
اُس کے قصور سے دوالیسی ہی بیزار ہوں میں
جانے بندی کی بلا تجھ پہ گزرتی کیا ہے
تم پہ میں مرتی ہوں جو چاہو ستم جو تو تم
دیکھا آنکھوں سے جو کانوں سے سنا تھی بوا
اپنے گروا ہے کی وہ جا کے خبر تو لیو میں
اپنے پلے سے نہ باندھو مجھے اب چھوڑ دو تم

باجی کوڑی کا سہارا نہیں لاچار ہوں میں
نام پر بھی نہیں اب مارتی بیزار ہوں میں
ناک چوٹی میں بوا اپنی گرفتار ہوں میں
سچ تو ہے ہاں اجی ایسی ہی گنہگار ہوں میں
اب تو چاہت میں زلیخا کی طرح خار ہوں میں
اُن کی بھینا سے زیادہ نہیں مکار ہوں میں
لاکھ مکاروں کی مکار ہوں باکار ہوں میں

جان صاحب میں یہ رمز آپ کے پہچان گئی
تم بھی کہتے ہو کہ مردوں میں طرح دار ہوں میں

یوہیں الجھی رہے گی اک نظر جب تک دیکھے گی
دوا کیا جان نکلے گی دم اٹکا ہے حیا تن میں
جدائی سے ہوا اُن کی بُرا آزار اے نرگس
ہوئی ہوں سوکھ کر کانٹا نہیں باقی لہو تن میں
مرے مرزا کو اے سبزہ بنایا تو نے پردیسی
اڑائی خاک گھر میں ہولیاں گا گا کے ساون میں
بری خانم سی دیوانی کو شیشہ میں اُتارا ہے
بڑے عامل ہو تم اے جان صاحب عشق کے فن میں

چاہت تمھاری دو دلیں ہمارے اگر نہیں
دھگڑوں کے پیچھے وہی زناخی تو در نہیں

پروا آپ کی بھی مجھے اس قدر نہیں
جنیاں جوانی مفت یہ برباد کر نہیں

دولت لٹساہیں اشرفی خانم سے بدچلن
آنکھونکی اندھی ہے وہ مثل نام نین سکھ
بھٹیاریونکی طرح خواصین لڑیں ہیں آج
دارالشفا میں مرتے ہیں بیمار اے غفور
بیٹی تلنگے اب وہ محل پھاندنے لگے

کھوٹی ہی راہ چلتی ہیں حاکم کا ڈر نہیں
نرگس کو دن کو اونٹ بھی آتا نظر نہیں
مرزا یہ سیر دیکھی کبھی عمر بھر نہیں
کوڑا دوائیں ملتی ہیں جن میں اثر نہیں
جس جا فرشتے خان کا بھی دیکھا گزر نہیں

اے جان لکھنؤ سے نکل جاؤں گی میں اب
اوقات مجھ نبختی کی ہوتی بسر نہیں

سوت جل ککڑی آگئی بل میں
یہ بڑھا درد آج میں کل میں
آنکھ لڑتے ہی ہو گئی عاشق
آنکھ نرگس کسی سے لگنے دے
گیہوں ہل ہل کے میں اٹھا نہ سکی
تل نہیں مانگ میں زناخی کے
تیرے ہی سر کی ہے قسم عنبر
چھوڑا لیلی کو تھا سڑی مجنوں
نین سکھ کو سمجھ نہ گاڑھا یار
سر کی چادر تلک نہ چھوڑے گا
میں پڑی کیا اہیر کے گھر میں

بھلسی جاتی ہوں اپنی ہی جھل میں
کل تھا بٹوہ میں آج کل کل میں
موہنی موتے [illegible] کے کاجل میں
چھوڑ دوں گی موے کو اک پل میں
بچے ہونے کی او ہی ہل ہل میں
یہ کنہیا کھڑا ہے گوکل میں
بو محبت کی پائی صندل میں
کون یہ دیکھتا تھا جنگل میں
آنہ مجھو دی اس کے جھل بل میں
باندھ رکھ میری بات آنچل میں
پھنس گئی بوڑھی بھینس دلدل میں

میم صاحب گلے پڑی اے جان
مرد ڈھنڈکا کیوں نہ ٹھہرے کونسل میں

رکھیں ہمسائی مرا مال چرا کے گھر میں
میں جلی تو بھی تو دے ذرا انگاروں پر
ڈولی لادو کھڑے پانی نہ پیوں گی صاحب

اینٹ الٹوں گی دوگانا میں خدا کے گھر میں
اب نکل جاؤں گی میں آگ لگا کے گھر میں
خوب رسوا کیا سمدھن نے بلا کے گھر میں

بیٹھی ہوں جو مجھے رنج ہوا دیتا ہے ۔ نام کی اس کے بوا قبر بنک کے گھر میں

جان صاحب کی نہ کیوں بات سے بگڑوں لوگو
روز وہ آتے تھے اک فقرا بنا کے گھر میں

سید اکل کھرے ہیں بوا کائنات میں ۔ لیکن سمائی سب کی ہے شیخوں کی ذات میں

مردوں کو گھورو چھید کرو تم قنات میں ۔ رہنے نکالو مجھ سے نہ تم بات بات میں

بیشک اجی ہے شک مجھے دولہ کی ذات میں ۔ کیسے ہوئے ہیں جمع براتی برات میں

ہوں بیس چال ڈھال میں ہر ایک بات میں ۔ نیوسے چہرے گھر میں چھپ تختی کات میں

میرا سارنگ روپ تو چھپا کو ہو نصیب ۔ ہیں ایک ہوں ہزار ہیں وہ پانچ سات میں

اس سے نہ بات وہ کرے اس سے نہ بات یہ ۔ شیریں نہ بولے آج سے مصری کی بات میں

چلتی وہ چال ہوں کہ نہیں چڑھ یا بیاہ پر ۔ بھرتے ہیں پہلوان کئی دانوں گھات میں

خیمے میں کیوں اترتی اگر ایسا جانتی ۔ کیسا یہ پردہ چھید ہیں لاکھوں قنات میں

نادار کے چلن یہ روپے والی جب چلے ۔ بنا لگے نہ اشرفی خانم کی ذات میں

اپنے تو چھوڑ دیتے ہیں غیروں کا کیا گلا ۔ اللہ کام آتا ہے بی مشکلات میں

کیونکہ میں تیری جان کو دوں ایسے ہی حرام
سید کا حق نہیں ہے دوگانہ کات میں

خورشید کے ہیں ٹوٹے مہتاب ہاتھ پاؤں ۔ تیرا خصم ہے جا کے ذرا داب ہاتھ پاؤں

بھاری وہ جوڑا پہنے گی ہوگا خصم کو داغ ۔ توڑوائے گی زناخی کے کمخواب ہاتھ پاؤں

اے جان ہیں تو کڑوی یہ میٹھا ہی قافیہ
ثابت نہ ہوں بلا سے کہوں راب ہاتھ پاؤں

چل نکلے میرے آگے بہت وہ بڑھے نہیں ۔ کنگھی کی طرح سوت کا سر پر چڑھے نہیں

ہمسائی تم نے خود نہ سنا ہوگا کیا کہوں ۔ کوٹھے پہ بے پکارے کبھی وہ چڑھے نہیں

عزت مری گئی تو گئی اس سے تجھ کو کیا ۔ خیرا وہ بات کر کہ کباری شتر بڑھے نہیں

گھوڑے پہ چڑھ کے کیوں نہ وہ منہ زوریاں کریں ۔ جو عمر بھر گدھے پہ نگوڑے چڑھے نہیں

شامت ہے آئی کہتی ہے تو مجھ سے نوبہار
وہ جال ڈالوں مری کا تم سے گڑھے نہیں

اس شہر میں تراب یہ مٹی کا کال ہے
وہ کو لنسا مکان ہے جس میں گڑھے نہیں

اے جان جا کے تم میاں خورشید سے کہو
میرے محل میں آیا کرو دن چڑھے نہیں

بھلا بھولا آباد گھر دیکھتے ہیں
تجھے! ایسا مشاطہ بر دیکھتے ہیں

بوا بے ہنر کیا مری قدر جانے
ہنر مند میرے ہنر دیکھتے ہیں

جلاتے ہیں مردوں پہ دل ہم مثل ہر
تماشا یہ گھر پھونک کر دیکھتے ہیں

جو حیوان رنڈی سے ہیں دل لگاتے
بوا مرغ وہ ہی بشر دیکھتے ہیں

زناخی سدا جو ہیں پھولوں پہ سوتے
انھیں [illegible] دن خاک پر دیکھتے ہیں

خدا ہی رہے پیٹ اب بیر زادے
ترے کبھی [illegible]ل کا اثر دیکھتے ہیں

برائی بہو بیٹی اپنی ہے صاحب
کسی کو نہیں بد نظر دیکھتے ہیں

میں باہر نہیں جان صاحب سے آئیں
زناخی مرا دل اگر دیکھتے ہیں

پہن کے کپڑے انگریزی میاں خوش رو نکلتے ہیں
نئے موتی محل سے بن کے اب لولو نکلتے ہیں

مجھے ہو نسونہ ہفت دیدوں میں تم سے ہوں کہے دیتی
ذرا ڈورے سے نالو کس کے بی بازو نکلتے ہیں

گلے میں کو کلا گا ئن کے ہڈی ہی نہیں گویا
ہزاروں میں نہیں یہ حلق یہ نالو نکلتے ہیں

وہ کرسی کے بوا احمق ہیں جو دو دن کی کسرت میں
کبھی تو دیکھتے مونڈھے کبھی بازو نکلتے ہیں

مجھے لوٹن کا جوڑا ہے جو خاکی شاہ نے بھیجا
خدا کی شان ہے بچے اجی یا ہو نکلتے ہیں

نہیں وہ رنڈی نہیں جو چھوڑ دے وہ جعل سازی سے
مرے پھندے سے کب ایسے موے الو نکلتے ہیں

لیے تو جان صاحب آپ نے بوسے ہیں مالن کے
مگر کیسے یہ منہ کی راہ شفتا لو سے نکلتے ہیں

نہ کیں جورو سے تقریریں ہزاروں — سدا کیں جس نے تقصیریں ہزاروں
نہیں آنے کی دم میں میں تمھارے — عبث کرتے ہو تدبیریں ہزاروں
نہ بگڑوں گی بناؤ لاکھ باتیں — سنی ہیں ایسی تقریریں ہزاروں
بدی خانم سی دیوانی نہ ہو گی — یہن آئی ہے زنجیریں ہزاروں
نرالی سب سے ہے بندی کی قسمت — وگرنہ دیکھیں تقدیریں ہزاروں
ہیں اس جلاد کے پا[illegible]ری ہوں — نئی دیتا ہے تعزیریں ہزاروں
یہ کیا نقشہ ہے کیوں تم لائے گھر میں — تلے اوپر کی تصویریں ہزاروں

تمھیں تو سات خط آتو کو اے جان
ابھی ہیں یاد تحریریں ہزاروں

بھیجا نسبت کا ہے پیام کہاں — کہاں بجی مری غلام کہاں
کر دیں ثابت مجھے یہ حافظ جی — میں اٹھا آئی ہوں کلام کہاں
او ہی دیتی نہ میں جواب کبھیں — ہے یہ تہمت۔ کیا سلام کہاں
قہر ہے کو ٹھری ہیں مسجد کی — باندی کرنے گئی حرام کہاں
ہیں ہنڈیوں کا چکھ بچکی ہے مزا — وہ کرے گی بھلا قیام کہاں

بیاہ ماموں نے بھانجی کا کیا
جان صاحب کا ہو گا نام کہاں

ہیں اری دولت قدم مشکل یہ کیا کوڑا کروں — وہ نہیں باندی مری منہ زور ہیں کیلا کروں
روں نہ میں یعقوب کو یوسف بھلا کیا مال ہو — بی بناتی جان لیں مصری کو تو سودا کروں
منہ وہ بنوائیں ذرا بستر ہو گا مار خیر ہے — ان کا در پر وہ ہے مطلب بھائی سے پردا کروں

بات دو کوڑی کی کر دوں چار پیسے کے لیے
اپنے بیگانوں میں اس کو آج میں رسوا کردوں

جان صاحب اسے دوگانا گر لگائے ہاتھ وہ
تیرے ہی سر کی قسم اک حشر میں برپا کردوں

اپنے رسوا تجھے خود کرتے ہیں بیگانوں میں
کیلا فرزانہ نہ بن رہ کے تو نادانوں میں

اُن کے ملنے سے ہوئی زیست دوبارہ میری
ہو مثل پانی پڑا سوکھے ہوئے دھانوں میں

ہم تو مردوں کو، موا مردہ ہمیں گھورتے تھے
لطف دیوالی کو تھا چوک کی دُکانوں میں

گو نہیں بیٹا ہے یہ بیٹی ہی پروان چڑھے
ایک سے چھیڑ ہمسائی پہ نوجوانوں میں

کیا کلیلیں کریں یہ مر رہے بیچارے ہیں
کل سے بچے مری بکری کے یہ بے چارے ہیں

دل لگا جس سے موئے نے کیا رو کر رسوا
دیدے ور ... رے صدقے ہرکارے ہیں

کل مجھے ہار یہ دے گا وہ جوہری کے لے گوہر
آج تو موتیوں کا ہار مرا ہارے ہیں

اڑ گئی روئی نصیبوں نے اڑائی ہے خاک
ہُن کے بدلے یہ برستے اجی انگارے ہیں

جان صاحب سے نہیں جلتے ہیں کیے دلسوز
بھانجے مجھ کو یہ بیٹوں سے سوا پیارے ہیں

نگوڑے مردوئے کیا کیا گناہ کرتے ہیں
خراب جان کے عقبیٰ کی راہ کرتے ہیں

اٹھاتے جا کے عدالت میں ہیں بڑی روٹی
دوگانا کام تو جھوٹے گواہ کرتے ہیں

ٹرناخی تو جو کسی کو میں آج کل ڈول
موئے لفافتے وہ دن کی چاہ کرتے ہیں

خصم تو کیا ہے بوا کنبا چھوٹ جاتا ہے
یہ ٹھگ ہیں مرد وہ دل میں راہ کرتے ہیں

مزا ملا ہے وہ ہی جان، جان صاحب سے
کہ فاقے کرتے ہیں ہم اور نباہ کرتے ہیں

پسند باغ کی مالن سے حور کی باتیں
ہوا ہے خار سنیں وہ قصور کی باتیں

حواس اڑ گئے سن کے حضور کی باتیں
نہ ہوں فرشتے سے میرے یہ نور کی باتیں

نکلے ہو تو یہ بالی دو بجلیاں لاؤ
کرو نہ لکھنؤ میں کانپور کی باتیں

ہوا ہر ایک ہے فرعون کے لیے موسیٰ | خدا کو بھی نہیں بھاتیں غرور کی باتیں
قسم ہے بتیسوں کلا موہنی لے دوگانا جان | میاں فہیم سے سیکھو شعور کی باتیں
کھڑے کھڑے وہ مرے پاس آکے ہو جائیں | کچھ اُن سے کرنی ہیں مجکو ضرور کی باتیں

ہر مرد نام کو نامرد جان صاحب ہے
چھپے گا سن کے زنانخی وہ صور کی باتیں

دو چار نہیں سن چکی دس ظہور کی باتیں | باندھی ہیں غزل میں اجی دستور کی باتیں
لعنت کرو اُسے کیا تجھے شیطان لگا ہے | سنتی ہے بوا کیوں موئے مغرور کی باتیں
عزت سے سوا پیسا ہے اے کوڑیا خانم | دمڑی کے لیے سنتی ہو مزدور کی باتیں
کیا کنگلیاں ہیں اوہی یہ مزہ کی خواہیں | انعام کے دل کرتی ہیں یہ لوبر کی باتیں

انگریز ترا اے جان ہے تلوار کا پھلڑا
کیوں ہوں نہ ترے شعر میں اندور کی باتیں

مری اہی جانی ہو تم مجھ سے عقلمند نہیں | ہیں بات چیت میں لقمان سے بھی بند نہیں
نہ شوق گانے سے مجھ کو نہ ہے بجانے سے | اسی سے حسن مرا مردوئے پسند نہیں
ہر اک کے کان میں شیطان نے یہ پھونک دیا | زیادہ تجھ سے زمانے میں عقلمند نہیں
مرے جو نکلا ہے تل بھاگوان جلتی ہے | ہیں دل کو سوت کے کیونکر کھول سپند نہیں

رموز میں چھانٹ کے اے جان دل جلاتا ہے
بچے ہو بات یہ تیری مجھے پسند نہیں

لونڈی ہوں بچپنے کے یہی میرے پیر ہیں | دو ہاتھ ہیں تو پانچ مرے دستگیر ہیں
تم کیا ہو اس لکیر یہ عاشق امیر ہیں | بندی کی مانگ پہ ہوئے لاکھوں فقیر ہیں
کبرٹن یہ ڈالی آنکھ مرے دل سے گر گئے | اپنے چلن سے آپ ہوئے وہ حقیر ہیں
لڑنے یہ لیس کیوں نہ ہوں جلتی ہیں بیگما | تقشے نہیں ہیں ساس کے ناوک کے تیر ہیں
فرہاد خاں وبال میں گئے شیریں کو آج کیا | پتوار ہے جو میرے سلونے سے کھیر ہیں
ہیں ایک دو تو حسن میں بدر منیر ہیں | فرزند چاند خاں کے بوا بے نظیر ہیں

آتے ہیں بوڑھے چونڈے پہ میری داد کو وہ
بدیوں کے بھائی ننھے میاں کوئی پیر ہیں

بڑھیا کے بوڑھے چہ نچلوں پہ مرد کیا مریں
اتری ہوئی کمان ہیں بے پر کے تیر ہیں

چوٹی ٹھے کالی کا مری سفلی عمل ہے حسن
آنکھیں ہیں موہنی مری تل جادو ولی پیر ہیں

اے جان خوب کہتا ہے تو ہر زمین میں
تیرے ہی شعر سب کے ہوئے دل پذیر ہیں

عقل نے بھی او ہی دیکھا خوض کر ملتی نہیں
واہمہ بھی ڈھونڈتا ہے پر کمر ملتی نہیں

اے بوا عنقا کی صورت عمر بھر ملتی نہیں
واہمہ بھی ڈھونڈتا ہے پر کمر ملتی نہیں

سیکڑوں خیلا ملیں چہرہ بانک پر ملتی نہیں
صاف دیدہ انکھ منڈی مجھ سے نڈر ملتی نہیں

مرد و زن رستم ہوں ہیں تو قدر کر مجھ نزال کی
دل ہو جس رنڈی کا ایسا اور جگر ملتی نہیں

کیا ارادہ اور ہے چندر اکے بولے جو میاں
منہ ملا مجھی کے پیٹ سے کمر ملتی نہیں

ہو گیا اظہر یہ ہر ذرے کو اے شمس النسا
چاندخاں سے خود ہیں کرتی ہوں غدر ملتی نہیں

اے بوا مصری جسے کہتے ہیں ثعلب وہ کہاں
لے اثر لایا ہے یوسف با اثر ملتی نہیں

[illegible] قسمت میں [illegible] سے کیا بالوں بات
روز مشاطہ ہے جاتی بات پر ملتی نہیں

ایک ہمسائی بہت ہے آگ پانی کے لیے
ہیں محلے میں ہر اک سے گھر بہ گھر ملتی نہیں

خیر جب تک جان کی ہے جان حسب جان لو
جب تلک بے دید رنڈی سے نظر ملتی نہیں

پہونچی اُن تک بے قراری کی خبر برسات میں
میں نے بجلی کو بنایا نامہ بر برسات میں

ہتھنی نیں رونے والیوں کیں اور کیے رونے فرنگی
کرنا مجلس نام کی میرے مگر برسات میں

ابر سے کیا کم بھریں خضر و نالے ندیاں
یہ بھی رونی ایکساں آٹھوں پہر برسات میں

اگر ہے ٹوٹا سا [illegible] نہ مر جاؤں اجی
ہم یہی سالے بی حیا تن مجکو ڈر برسات میں

کیا عجب روتے ہیں بیتابی سے جلائی ہوں میں
کوکتی کوئل ہے بنو بیشتر برسات میں

آنسوؤں کی جب جھڑی لگتی ہے دم بھرتا ہے یہ
دل نگوڑا ان گیا جھینگر مگر برسات میں

ساتھ روتے کے امنڈ آتا غم ہے دل پر اس طرح
جیسے آتی ہیں گھٹائیں جھوم کر برسات میں

ڈھونڈھتی پھرتی ہی ہمسائی کرائے کا مکاں
چھاؤنی کا گھر نحتی بیچکر برسات میں

جانور تک گھونسلے کو لائے پر برسات میں
اُس موئے اَلّھڑ نے بنوایا نہ گھر برسات میں

خوب گرڑکے خوب تڑپے خوب چمکے ہیں جب
بجلیاں کالوں کی میری جھوٹ کا گھر برسات میں

لے لیں پر ہمسائی کرایہ کوڑی کوڑی کیوں اُٹھوں
خیر ہے انکو کریں مجھ سے نہ شر برسات میں

اُن کی آنکھیں یاد آئیں روتے روتے مر گئی
میں نے دنیا سے کیا لوگو سفر برسات میں

جو ہیں گرجے کب ہیں برسے یہ مثل مشہور ہی
بدلی بادل خال کریں اور آئیں گھر برسات میں

بند ہوتی ہی نہیں ہے ڈاک خط رکتا نہیں
یہ مسافر روز کرتے ہیں سفر برسات میں

اپنی آنکھوں کے جو سوتے جان دیکھے غور سے
گر گئے نظروں سے دریا بیشتر برسات میں

غزل ردیف (و)

غرض نہ ساس کی الفت نہ چاہ سے ہم کو
فقط ہے کام خصم کے نباہ سے ہم کو

وہ ہوں فقیرنی تکیہ خدا کی ذات یہ ہے
وزیر سے نہ غرض بادشاہ سے ہم کو

خصم چھڑا کے موئے دل نے یار کروایا
کیا اسی نے ہے بے راہ راہ سے ہم کو

میں سچ کہنے رات کو بیہودہ بیٹھے بول اُٹھی
زناخی جان ترے اشتباہ سے ہم کو

یہ سچ مثل ہے اجی جس کا یار اُس کا پاپ
نہ راندھے گا وہ تمھارے گناہ سے ہم کو

موئے وکیل عدالت کے بن ٹھنے بیٹھے ہیں
کیا تباہ ہے جھوٹے گواہ سے ہم کو

سمجھ کے سوت جھنکائے کوئے زلیخا نے
کیا عزیز نہ یوسف کی چاہ سے ہم کو

الٰہی سوت ہو محتاج دو دو دانوں کو
یہ پھل ملے تری اب بارگاہ سے ہم کو

موئے کی آنکھوں کو تلووں تلے لے نرگس
جو کوئی گھورے اری بدنگاہ سے ہم کو

ہماری بھابی کی بگڑی کو جو تھی شادی ہے
نہیں بلاتی ہیں ننو کے بیاہ سے ہم کو

قید کرتے ادہی بے معمول ہو
مجھ سے لو جو صدر کا محصول ہو

دوسری مجھ سی نہیں سیتا ستی
جو دعا مانگوں وہی مقبول ہو

دید سے اے خضر و کہاری یار کی
پوچھ کے مہرا سے جو معمول ہو

کھرکی کیا گت ہے نہیں کچھ بھی خیال
ناچ گانے میں یہ تم مشغول ہو

شیخ جی بیٹھک لو بکرے کی عوض
پھول کی جا بنکھڑی مقبول ہو

سود تک تو مردوا دیتا نہیں
اشرفی خانم ادا کیا مول ہو

لال خاں لائے وہ مونگا کے لیے
جو شفق سے سرخ بہتر لوڑل ہو

کان میں ہے درد خاکی شاہ کے
ڈال دے خانم جو گنگن پھول ہو

ہل کے پانی تک اجی پیتے نہیں
تم تو عہد [illegible] سوا مجہول ہو

مار کر بیٹھے ہو گھی دانے کا مال
اب گئے کیچے کی صورت پھول ہو

چکنی باتوں سے نکل جائے گا تیل
چپ رہو جھگڑے کو دیتے طول ہو

روغنی صورت نہ حاکم دیکھ لے
اوہی سمجھو دل میں کچھ معقول ہو

وہ جو بجرے پہ دھوئیں کی ہوں سوار
دل جلے کی آہ کا مستول ہو

یاد رکھئے کے فراموشیں ہوئیں
ہو نہ ایسا جان صاحب بھول ہو

نجاؤ تم بڑو چوٹھے میں بھیجو میرے بھائی کو
لگے ہیں درد مرتی ہوں بلالاسے وہ دائی کو

یو ہیں چھریاں بھلکیں یہ غم خدا دے انکی جائی کو
مرے بیلے سے جن لوگوں نے باندھا ہے قصائی کو

ہوا گو آئینہ غائب نہ لائی میل کچھ دل میں
اجی اس آنکھ منڈی کے دیکھو میری صفائی کو

قدم سے سوت کے آباد کرنا سیج تم اپنی
کروں در گور سمجھوں اب جنازہ چارپائی کو

نہ چھوٹی تم سے رنڈی ایک اور میں چھوڑ بیٹھی ہوں
تمہارے واسطے گھر بار کیا ماں باپ بھائی کو

نہ بات اس سے کرو سمدھن بنی مصری ہو مشاطہ
ڈلی یہ نہر کی ہے بی نہ لو تم اس مٹھائی کو

میں دن کو چاندنی خانم کا نئر اوڑھوں کیا عادت
نہ ناخی رات بھر میں میری آنکھ کی لائی کو

ہوا ثابت کہ دریا بلو سے جاڑے میں آ پہنچے
لو آب رواں کا بھیجا ابرا جو رضائی کو

مرے ہونٹھونکی جب لیتا ہی مجھی نرزش ہوتی ہوں | تو کہتا ہے ملاتی ہو مٹھائی میں گھٹائی کو

کروں کیا جان صاحب جاکے گھر میں بیر سنہ والیکے

تمھارے راج میں پیسا نہ کوڑی ہے دوائی کو

اب نہ سوؤں گی تمھارے ساتھ اور کو سونگی یہ | داغ نکلیں اُسکے جس کو بھیجتے کمخواب ہو

رات کو دو دن سے اڑ جاتے ہو میرے پاس سے | مجھ بدبختی کی نے قسمت سے تم سرخاب ہو

موتی خانم ہے شرک برمردوؤں کا اثردہام | آبرو دو گی - چلی تو دیکھئے تالاب ہو

سانپ بچھو سمجھو اس کو بھیجدو صاحب مجھے | میرے میکے کا تمھارے گھر میں جو اسباب ہو

ٹپے گاتی ہو نہیں رو رو کے غم میں سوت کے | میرے گھر کو تم بناتی آج کل پنجاب ہو

جل نجائے یہ کہیں خورشید کی صورت غلام | ہاتھ سے نسرین کے چھڑ وار ہی مہتاب ہے

کیا ... نہ دوڑے جاؤ گھر تم سوت کے گھر کیا کرو

جان صاحب دل ہوا سینے میں جب بیتاب ہو

غلط بالکل پڑھاتی ہے ٹری روئی تو فتو کو | فضیلت کیا پڑھی ہو دیکھے کو دوں اے آتو کو

یہ کہہ مرجان سے مونگا کہ موتی جان روتی ہو | بلالا جوہری بازار سے تو جاکے لوٹو کو

بنی بیگم نہ سمجھیں میر دولہ نام بھی سن کے | یہ دل میں آ گئی کیا لہر بیٹھی دی دو جا جو کو

کہاں افسر کی بیٹی تم وہ تیر انداز کا بیٹا | لگا لو اس سے دل گوئیاں نشانہ تم نہ یہ جو کو

سنو باجی بری خانم خدایا اپنے شاکر ہوں | نہ ٹونوں کو سمجھتی ہوں کسی کے میں نہ جادو کو

آئی کو ڈھونڈھ کے ایسی مغلانی کے ہاتھوں میں | کتر کے کر دیا غارت مری انگیا کے بازو کو

سنو اے جان صاحب کل ہیں لو چینی کے جاؤں گی

جیسا جاے دو پٹہ پائجامہ بھیجو اتو کو

میرے پیچھے بری خانم کو لگا دیتے ہو | کیوں نہ بگڑوں مجھے دیوانہ بنا دیتے ہو

روٹی کپڑا مرے تن پیٹ کو کیا دیتے ہو | کیا کھلا دیتے ہو کیا اوہی پہنا دیتے ہو

گذری اس پیار سے دل پیر اگر ٹھا دیتے ہو | ہنستی بچی کو اجی تم تو رلا دیتے ہو

فتنہ انگیز یہ طوفان ہے برپا کرتی | کیا ہی روتی ہے جو سوتے سے جگا دیتے ہو

بی جمالو کیطرح ڈال کے بھس میں چنگی
دوڑتے پانی کو ہو آگ لگا دیتے ہو

سوت سے گرم ہوئے جب کیا ٹھنڈا مجکو
ہنس کے لڑواتے ہو رو رو کے ملا دیتے ہو

جانؔن صاحب مجھے تم خیلا ہوئے صاحب
چٹکیوں میں جو مری بات اڑا دیتے ہو

مہتاب کو بری نہ میاں آفتاب دو
مستانی ہوشیار رہے اچھی شراب دو

ہلکی گلابی پھول سی تم بھر کے پھول سے
مجھ کو میاں نسیم گلابی شراب دو

کانٹے پڑے ہیں حلق میں ہوں لوگو نے قرار
ماہی تو سے سکے بھون کے مجکو کباب دو

آتو جی شادی کرنے یہ مایل ہو فاضلہ
پڑھنے کو حسن و عشق کی اس کو کتاب دو

ہمسائے والیوں سے اجی ناک میں ہے دم
گھر میں ہر [illegible] اک یہی خانہ خراب دو

دولت جو پیسے والی ہوئی کیا بنی ہی سوم
کہتی ہے کوڑی کوڑی کا مجکو حساب دو

کرنے دو وہ لپیٹ کے جو کرتا ہی چھیڑ چھاڑ
ہمرتو نہ اپنے ہاتھ سے نہو حجاب دو

چالے بھی چار ہو چکے کب تک رہیگی شرم
گھونگھٹ اٹھاؤ داری خصم کو جواب دو

پیوند ہو زمین کا جس روز کہ یہ جانؔن
مٹی تم اپنے ہاتھ سے یا بو تراب دو

تم نہ آئیں دل بہت تڑپا ہمارا رات کو
ذکر اسے گوئیاں رہا کیا کیا تمہارا رات کو

ہو گیا دھک سے کلیجا او ہی ہی توڑ گئی
گھر میں بی مہتاب کے ٹوٹا جو تارا رات کو

اپنی رنڈی کے لیے مجھ سے لڑے تم چھیڑ کر
کیا مری تقصیر تھی تم نے جو مارا رات کو

ہوں میں رسوا تھا یہی مطلب تمہارا ای میاں
نام جو لیکر مرا تم نے پکارا رات کو

چاندنی خانم سے مرزا گر نہیں ہے تم کو کام
کیا سمجھ کر اس سے کرتے تھے اشارا رات کو

مینہ برستے میں گئی میں جانصاحب کے جو پاس
بھر گیا جو تا مرا کیچڑ میں سارا رات کو

دھمکاؤ کسی بودی کو تلوار دکھاؤ
خونخوار پن اپنا نہ یہ ہر بار دکھاؤ

در پردہ جو خوش مجکو ستاتے ہیں یہ مرزا
مشتاق ہیں مشتاق ہیں دیدار دکھاؤ

مصری ہوئی حراف زلیخا سے زیادہ
یوسف کیطرح تم اسے بازار دکھاؤ
صدقے ہیں تمھارے۔سنو اے جان کسی طور
بندی کو شہنشاہ کا دربار دکھاؤ

بوا حورت خدا نے جیسی عصمت دی تھی مریم کو
ملی ہی پاکدامن کی تصدق سے وہ اب ہم کو
بری خانم ہے دیوانی پڑیں پتھر نگوڑی پر
نبھایا نیک بختو نیں ہے ہونڈے والی خانم کو
یہی تعلیم دیتے ہیں اجی شکرو کو لکھوتاں
مجھے تو زہر لگتا ہے نہیں یہ دیکھتے ہم کو
میاں خورشید مجھ سے دن دہاڑ کچال چلتے ہو
جو اتر ہو وہ مانے ایسے سوکھے آپ کے دم کو
نکالوں پیٹ سے جو پاؤں کیا ہی سر پھرا میرا
گھسے یہاں کون صندل تمسے یہ عادت نہیں ہم کو
وہ تلوے رنڈیاں کے دھو دھو کے پئیں میں جوتیاں ماروں
بتا دے جان صاحب ایسا کوئی ٹوٹکا ہمکو

لگا کیا ہے شیطان سمجھائے کوئی
ہماری طرف سے موئے بدگماں کو
ہمیں سوت کیواسطے چھوڑتے ہیں
دکھائیں گے منہ کیا وہ سارے جہاں کو
نہیں دل سے اے لڑکے بڑھیا ہوتی ہو لیا
جیوں چاہتی ہوں میں اچھے جواں کو
سنو جان صاحب بھلا کیا ہے نسبت
مری نیلی چادر سے اس آسماں کو

ہے قیامت جاننا تیمار داری رات کو
دن سے ہوتی ہی زیادہ بے قراری رات کو
گلبدن کے ساتھ اب گر آپ جا کر سوئیں گے
پیٹ لونگی اپنے ماروں گی کٹاری رات کو
چاندنی خانم ستم لوٹے ستارا جان پر
سیر دریا کی گئی کرنے ہے واری رات کو
جان صاحب میں نہ ہونے دوں گی بگھی کو سوار
دن کو کیا سوتے تھے لائے ہو سواری رات کو

اس کتابی منہ کی اک مجھی دوگانا جان دو
میں نہا دھو کر ہوں آئی چومنے قرآن دو
ایک ہی شتا ہے باجی منجھلی بھابی کی بہو
موٹے موٹے کیا لگائے ہیں مجھے طوفان دو
سوت کی بھتی نہ کھائی۔ بانجھ دنیا سے چلی
دل میں میرے رہ گئے افسوس یہ ارمان دو

ہاتھ اب مجھ کو کسی صورت لگا سکتے نہیں
اپنا سر کھاؤ میری پاپوش سے تم جان دو
وہ مثل ہے میری اُن کی ایسی الفت ہے بوا
جان تو ہے ایک اور قالب ہیں میر جان دو

تو خصم والی بنی سچ ہے اری ہاں اب تو
دیدا جر بانک ہوا اور بھی گوئیاں اب تو
فاصلہ جس سے کئی برس کا ہے نسبت ٹھہری
نام حق پڑھ چکا پڑھتا ہے گلستاں اب تو
اُجڑی گھر بار بسا ہو چکی بچوں والی
بیٹھکر لڑکیوں میں کھیل نہ گڑیاں اب تو
کواریوں سے بھی سوا کرتی ہیں نخرے تلے
نوجوانوں کو پھنسا لیتی ہیں بڑھیاں اب تو
چوٹ چوٹی پہ ہو گل پھولی ہو چوٹی کی بہار
جان تلواتی ہوں موباف میں کلیاں اب تو

کیوں نہ دیدوں کو کہوں نوح کی اولاد میں ہیں
لائیں طوفان جو رو رو کے دوگانا دونو
پتلیاں بھان متی آنکھیں یہ ہیں حیدرآباد
ایک عالم کا دکھاتی ہیں تماشا دونو
باجی یوسف کے بچھڑنے سے جو پھوٹے دیدے
لیکے یہ اُترے ہیں یعقوب کا ورثا دونو
ڈولا اچھلا ہے تری بہنوں کا سمجھا اُن کو
میں تو چپ ہوں وہ مرا کرتی ہیں شکوا دونو
ساس نندیں ہمیں جو چاہیں کہیں اے گوئیاں
ایسا ہی رکھتی یہ کم بختیں ہیں رشتا دونو
سالیاں جورو سے اچھی ہیں تم کو اے جان
ایسی ہنس مکھ ہیں نہیں جانتی رونا دونو

رنڈوے کب تک ہوگے بھائی گھر آباد کرو
باپ دادا کے نہ تم نام کو برباد کرو
حق میں جورو کے قضائی نہ بنو اے بیٹا
نام مشہور تو کنبے میں نہ جلاد کرو
یہ نہیں پڑھنے کی اس آتو سے فتنہ انگیز
اس پہ آخوں معین کوئی جلاد کرو
کیا سلیماں پہ تم مرتی ہو دیوانی ہو
مردوا ڈھونڈھ کے پی کوئی پریزاد کرو
چھوڑتے مجھکو ہو اب کرتے ہو صاحب شادی
کیا قسم کھائی تھی بھولو نہ ذرا یاد کرو
کرکے آزاد صنوبر کو اُسے دے ڈالو
جان صاحب مرے شمشاد کا دل شاد کرو

دانوں پہ ہر مرد چڑھتا ہی بڑی مشاق ہو — آٹھ دن میں نو سے ہونا جفت کیا ہی طاق ہو
سیکڑوں میٹھی مرادیں آگئیں اک بار گی — بی دوگانا روز تم مسجد کا بھرتی طاق ہو
پیٹ بھریوں گی اجی دو گھر کی چکی پیس کر — اور ہی رزاق ہی کچھ تم نہیں رزاق ہو
کوڑیا خانم کی بھابی کو نہ دنیا دام تم — جب تلک پیسا نہ اگلی سال کا بیباق ہو

لوٹ کے گھر لے گئے ٹھگ کے ہم کو کھا گئے
جان صاحب تم ہماری جان کے قزاق ہو

دربار چلے ہیں اجی نہ نہار نہ ٹھڈو کو — دیکھو وہ خفا ہوں گے خبردار نہ ٹوکو
دیکھوں گی تماشا کہو دربانوں سے جا کر — آنے دو نہ ٹوکو انھیں نہ نہار نہ ٹوکو
ہلکا ہی لہو اُس کا ذرا دیکھ تو ایڑی — بچی مری ہو جائے گی بیمار نہ ٹوکو
عادت ہے یہ باندی کی تو پھر بار ٹو کی باجی — لو چپ رہو اب ہو گئی ہشیار نہ ٹوکو
کس کام کو جاتی ہی خدا جانے دوگانا — بے فائدہ تم کرتی ہو تکرار نہ ٹوکو
جھربیری کے کانٹے کی طرح لپٹے گی گلشن — ہو جائے گلے کی یہ کہیں ہار نہ ٹوکو

مردوں کا بھی میں جانتی ہوں کام سنو جان
تم رنڈی سمجھ کے۔ مرے اشعار نہ ٹوکو

غزل ردیف (ہ)

جب چاہوں وہ احمق بنا لوں سے زیادہ — ٹوٹکوں میں اثر ہے مرے جادو سے زیادہ
میں تول لیا کرتی ہوں نظروں میں ہر اک کو — کانٹا سی ہوں آنکھیں ترازو سے زیادہ
شیریں کی طرح تلخ ہے جینا مجھے مصری — باتوں میں تری زہر ہی کچھ وہ سے زیادہ
ناحق نہ کرو پاس تم اُس کا مرے بھیا — ماں باپ کا ہی مرتبہ جورو سے زیادہ
عصمت نہیں ملنے کی اگر لاکھ چھپے گی — کسبی کی ہوا او ہی گھریلو سے زیادہ
جب مردوے نے پہلی پہل ہاتھ لگایا — میں باغ میں شرمائی لجالو سے زیادہ

دے ہاتھ میں جورو کے جو روکے کمائی
باجی وہ کماؤ ہو نکھٹو سے زیادہ

موتی کے لیے آبرو چھنی کی گنوائی
یہ بابے سے سن میں بنی لولو سے زیادہ

اے جان کہو ریختی اک اور تم ایسی
پہلو ہو ہر اک شعر کے پہلو سے زیادہ

گو آبرو مرزا کی ہے گنگو سے زیادہ
اسلام ہو رغبت مجھے ہندو سے زیادہ

کلو نظر آنے لگے اب لاکھوں ہیں گورے
در گور ہوا لکھنؤ کنبو سے زیادہ

کیوں بیاں نہ ڈالیں مجھے تل لاؤ شکر و
یہ تشنہ ہو حق میں مرے کوھو سے زیادہ

ننھا سا نہ جیو ڈالعری بچی کا دل جائے
بی نام نہ لو ڈرتی ہو جو جو سے زیادہ

بلے سے بندھی اس کے یہ قسمت کی ہو خوبی
جو مرد [illegible] الو ہے ہلاکو سے زیادہ

یہ گت نہ بجا گھر مرا ویران کرے گی
جنگل ار سے منحوس ہے بیلو سے زیادہ

بیاذو مجھے آتا ہے نظر دال میں کالا
باتیں نہ بگھار اگر داڑ دو سے زیادہ

وہ ٹھنڈیاں نکلیں میری گائن کی دوگانا
ایک ایک ہو دانا اجی گھنگرو سے زیادہ

اے جان قلم بند سناؤں گی اسے جوگ
اب مجھے نہ فضیلت میرے آنو سے زیادہ

منہ سے تو کچھ کہیں پہ کریں نابکار کچھ
دول کی بات کا نہیں ہو اختیار کچھ

کیا تاج و تخت لیں گے سلیماں کا موئے
دیوانے ہو گئے پری خانم کہار کچھ

دل لو نج ایسا ہوئے کڑی نرم کیوں ہوں
کرتی نہیں ہوں آپ کو صاحب میں پیار کچھ

اس کان جو سنوں تو میں اس کان دوں اڑا
مانوں نہ ایک مجھ سے کہیں وہ ہزار کچھ

تم کو بسنت کی ہی خبر کیا میاں بسنت
ہو آج کچھ بہار تو کل ہے بہار کچھ

مسجد کا طاق بھرنے نگوڑی چلے گی کب
کیا فرض ہے دوگانا کو کرنا سنگار کچھ

یارے ہیں ان پہ جاکے خدا جانے کیا ہوا
اے جان دل ہے کل سے مرا بے قرار کچھ

گوئیاں چھپا نہ عیب ہوا سب پہ آئنہ
مرزائی جامہ خانہ میں کروا کے آئی نہ

پھر اس میں مکھڑا دیکھو کہ کوندھا ہی کیسا سر
مشکی سے مانگ لا دے اگر عنبر آئینہ

جب تک رہی میں شیش محل میں تھا میری پاس
موتی محل میں چوری گیا گوہر آئینہ

آتی ہے عار سی بھی مجھے غاشے بلا سے ہوں
بھیجوں گی بیچنے کو نہ میں گھر گھر آئینہ

اللہ رے شوق بھی ابھی سے بناؤ کا
چھٹتا نہیں ہے ہاتھ سے اب دم بھر آئینہ

اس آئینہ کے ٹوٹنے کا غم ہے دل کے ساتھ
چھاتی کا میری بن گیا اب پتھر آئینہ

یوسف ہوں تجھ پہ مرتی زلیخا کی طرح سے
ہے میری چاہ تجھ پہ تیری مجھ پر آئینہ

پھٹکار کس کی منہ پہ برستی ہے چل پرے
منہ اپنا دیکھ مردوے منگوا کر آئینہ

جو جا ہے بولے دولہ کی ماں سرخرو ہوئی
بیگم بنی کے تخت کی سے جا در آئی نہ

قلعی تمہارے عشق کی اے جان کھل گئی
سب باتیں آپ کی ہیں ہمارے دل پر آئینہ

خوب گن سیکھے کواری کھیل کر جٹھن کے ساتھ
رات کو مسی ملی اندھیرے سوکن کے ساتھ

ایک غمخواری نے لو گو نیک بختی دی ہے تجھے
خوش مزاجی سے نباہی اس موئے بڈھے کے ساتھ

رنگ لائی گل کھلایا لڑکی نے اے نو بہار
باغ میں جھولا گئی کیا جھولنے مالن کے ساتھ

نام کیا لنکا میں کرتی سامری سے ہیں سوا
تجھ سی جادوگر نیاں ہوتیں اگر راون کے ساتھ

نام سے نفرت مسلمانوں کے اس کافر کو ہے
تو رخ ہوں دیکھ اس خال سیہ مو دزدن کے ساتھ

منہ بنایا کس لیے بگڑی ہے کیوں کھولی زباں
کونسی میں نے برائی کی بھلا سمدھن کے ساتھ

پھر نہیں بھولے سماتے آج کل گلزار خاں
دیکھئے کیا گل کھلے اب تجھ ہیں پھر گلشن کے ساتھ

باجی جائے گی نہ جیتی موئے ناشاد کے ساتھ
ذبح کروانا ہو تو بھیجو جلاد کے ساتھ

سنگدل کیا ہی کٹی کٹنی پڑیں پتھر اس پر
باجی شیریں یہ ستم کیا کیا فرہاد کے ساتھ

باجی سمدھن نے کیا ظلم مرے بچے پر
ساس کرتی ہے سلوک ایسا بھی داماد کے ساتھ

آئے اس کے بھی ابھی ننھے پڑے کے آگے
جیسا سوکن نے کیا ہے مری اولاد کے ساتھ

باغ کو سوت چلی ہوت نہیں قابو میں
ہیں وہ کرتی جو خدا نے کیا شداد کے ساتھ

دے وہ تصویر جو ہو زیر و زبر کا نقشہ ‖ پیش اب آؤں اسی شکل سے بہزاد کے ساتھ

نیک نامی اُسے اے جانؔ نہیں ملتی ہو
جو کہ شاگرد بدی کرتا ہے اُستاد کے ساتھ

غزل ردیف (ی)

رانڈ ہو۔ گور کا یا منہ اری کمن دیکھے ‖ نوج غم سوت کا دنیا میں سہاگن دیکھے
دوستی میں تری جو رنج ملا ہے مجھ کو ‖ کھو جڑی پیٹے وہ دشمن کا نہ دشمن دیکھے
چشم بددور ہیں نرگس کی رسیلی آنکھیں ‖ گو ہے بیمار کوئی اس پہ یہ چتون دیکھے
آنکھ مندی ہے اری بچی ابھی مسی نہ لگا ‖ کیا لہو چھو جو آکے تری سوسن دیکھے
میری چوٹی کی تو وہ چوٹی کی ہی چوٹ پڑی ‖ سنو قدم اڑکے ڈسے جس کو یہ ناگن دیکھے
اور کیا ہوگا بنا گھر تو بگاڑا رنڈی ‖ شر ترے ہاتھ سے کیا کیا نہیں خیرن دیکھے
نور تن کا مری دم دھک دھکی میں اٹکا ہی ‖ جب سے اک کے بازو پہ ہیں جوشن دیکھے
باغ میں توڑ و گل اندام جو بچی کلیاں ‖ خار کیونکر نہ ہو کن آنکھو نسے مالن دیکھے

جانؔ صاحب کو دیا جب سے گل اندام پہ دل
ایک چندڑی کے ہزار ول اجی دشمن دیکھے

اب کہنے کو مانوں گی نہ زنہار تمہارے ‖ دو سوت کو ہے میری بلا ہار تمہارے
نادان ہو تم دوست ہیں ہشیار تمہارے ‖ بی۔ لڑتے کے آپس میں نہیں یار تمہارے
بے واسطہ شر روز کیا کرتی ہی خیرن ‖ رہنا ب مجھے گھر میں ہوا دشوار تمہارے
یہ ورثہ کا جھگڑا ہے سنو چھوٹی مہانی ‖ دو چار برے اپنے ہوں دو چار تمہارے
لیں مول جو دو باندیاں بی اشرفی خانم ‖ گاہک کوئی پیدا ہوے زردار تمہارے
تم جھوٹ کے پتلے ہو تمہیں سچ سے ہی کیا کام ‖ انکار سے بدتر ہیں سب اقرار تمہارے
عزت لو ہزاروں ہی کی اے جانؔ وہ بد ہو ‖ ہو قہر حوالے ہو جو اخبار تمہارے

کس گرھے بابو سے بنوا کے ہوائی بجلی
اس پہ بجلی گرے جس نے یہ بنائی بجلی

ابری کاغذ پہ جو روتی ہوئی تصویر کھنچی
آہ کے بدلے بوا ایس نے بنائی بجلی

کالی چادر کو نہیں پھینک کے چمکی مہتاب
کوندکے اوہی گھٹا سے نکل آئی بجلی

بالیاں بالے اجی رجھانے مگر خوب بنے
کھوٹے دیدوں مجھے بھابی کی نہ بھائی بجلی

رعد خاں جورو پہ کیوں گرجے یہ بادل کیطرح
بیچ کے یار کو رنڈی نے کھلائی بجلی

کیا بیان کیجیے دانتوں کی چمک کا عالم
انبہ پر شاد نے ہنس ہنس کے گرائی بجلی

یار نے بھیجی ہو جب پہنے گی ہوگی رسوا
آج ظاہر ہیں اگر اس نے چرائی بجلی

کان جھونٹوں کے بھی کاٹے ہو نکلتے ٹوٹنے
ٹالے بالے ہی ہیں دن گزرا نہ آئی بجلی

بال باندھی وہ بلا جو رہے اس سر کی قسم
جان صاحب پری خانم نے اڑائی بجلی

جان صاحب کی خبر جو لاوے آ دلبر مجھے
اس کی ہیں لونڈی ہوں لیلے مول وے بے زر مجھے

ہو محبت کا برا لاتوں کو گلیوں میں پھری
ٹھوکریں کھلوائیں اس دل نے اجی در در مجھے

کوندنے کو جب کہا چوٹی کے وہ کہنے لگی
یاد اس رسی کے ڈسنے کا نہیں منتر مجھے

مل گئے کیا تم حسین آباد میں مجھ حور کو
باغ اب جنت ہی اور تالاب ہی کوثر مجھے

آج ان کے دل پہ آئینہ مری چاہت ہوئی
صاف دل میں دیکھ کر حیران اور ششدر مجھے

سب دیا صاحب نے سچ ہے جھوٹ میں کہتی نہیں
تیل سرمہ مسی مہندی عطر بھی لاکر مجھے

چکنی باتوں کا ہو منہ کالا کیا دل میرا خون
لال خاں پہناؤگے کھونگا تم زیور مجھے

وہ اگر قرآن کا جامہ پہن کر کچھ کہیں
لے دوگانا جھوٹھ جھوٹھ کچھ نہ ہو باور مجھے

مفت کرنا دور لیجانا شکل سچی ہوئی
کالے کوسوں لے گیا اک مرد دم دیکر مجھے

قدر کیا نامرد جانیں مرد وے جو مرد ہیں
جان صاحب شاد ہوتے ہیں وہی سن کر مجھے

جب نہ دو پیسے کمانے کی ہو تدبیر کوئی
ناک میں کوڑہ یا خانم نہ کرے تیر کوئی

کلموئی رنڈی کیجے دھوپ میں کیا بال سفید
کرتا دانا ہے اگر نادانی کی تقریر کوئی

قند کے بدلے نمک جھونک دیا شیریں نے | شکر والیسی بھی پکاتا ہے بھلا کھیر کوئی
چاندی خانے میں نہ سونا تھا تجھے اے فضہ | پھر یہ کہتی ہے بتائے مری تقصیر کوئی

نقش ہو جائے جو دل پر سنو سو جان سے میں
بھائی رانی وہ پڑھ ہو ریختی تصویر کوئی

مجھ سے کیا پوچھو اجی اپنے ہی گھر والوں سے | کوئی اچھا نہیں کہنے کا بُری چالوں سے
میرے دیدے بھی سمندر کے ہیں نانا دادا | سیکڑوں ندیاں پیدا ہوئیں ان نالوں سے
بی صنوبر ہے عجب کیا جو لگے سر میں پھل | پھول پیدا ہوئے مردونکی اجی ڈھالوں سے

جان صاحب کے کبھی دم میں نہ آتی ہر گز
چھوٹے مرزا نے پھنسایا ہے بڑی چالوں سے

ہوں کھرے کھوٹے نہ اصلی آئے ہیں ٹکسال سے | اشرفی خانم روپے پرکھا لے کندن لال سے
ہے خدا کی شان وہ افضل النسا خانم بنی | بیچتی پھرتی تھی گلیوں میں جو گھرنی فال سے
آپ کے سر کی قسم سب سے بڑا ہے اعتقاد | بھائی نعمت خاں بڑی روٹی کی مجکو فال سے
ترش ہوتی ہیں تو ہوں کر منع اُن کو نو بہار | ہے بڑا آزار نرگس کو نہ دیدیں فال سے

جان صاحب تو رہے جم جم سلامت سچ تو ہے
نام روشن ہو گیا میرا ترے اقبال سے

ڈر لگے کیونکر نہ ان دونوں کی مجکو چال سے | چھوکری آندھی ہے لڑکا کم نہیں بھونچال سے
لے دوگانا شیخ جھینگا میر بکری کا غلام | ہے بڑا جب چالیا بچنا تم اس کی چال سے
اُسکی چاہت میں پری خانم سدا چھائے گی خاک | لاکھ پنڈت سے وہ پوچھے یا کسی رمال سے
نام بیگے کا مٹایا کی اشارے بازیاں | کیا ہی کھل کھیلی ہے بنو آئی ہے سسرال سے
یاد ہے کتنے نے ٹیپو خاں تجھے کاٹا تھا کیا | تو جو کہتا ہے چلا آتا ہوں میں ککرال سے

جان صاحب سچ ہے یہ ٹکسال والے کا کلام
جو نہ ہو دل کا غنی وہ کم نہیں کنگال سے

اجی وہ آندھی سے لڑنے کو ایک بار آئی | ہوا کے گھوڑے پہ دولت قدم سوار آئی

پکڑ کے بال میں پاپوش اس کے مار آئی
چڑھی دماغ کو گرمی تھی سب اتار آئی

پھنسایا مرزا کو شہباز خاں کی باندی نے
جب آئی گھر میں کبھی کھیلتی شکار آئی

بسا بسایا لٹا گھر نہ پھر میں پھولی پھلی
نگوڑی سبز قدم ایسی تو بہار آئی

خدا ہی خیر کرے بیگما کی ڈھنڈھی کی
مہینا بیٹھا ہی کھاتی ہوئی اچار آئی

یہ ٹوٹکا کیا ٹانگوں میں اپنا ڈال کے منہ
گئی ہیں جو تھے کے آگے انھیں پکار آئی

نہ رکھوں ماما کو درگاہ سے تو ہو آؤں
دماغ عرش پہ ہی لیکے کیا کہار آئی

بگڑ گیا ہوا معلوم تجھ سے یار ترا
زناخی شکل بنائے جو سوگوار آئی

دل اپنا کرتا ہے اے جانؔ کس لیے بھاری
جو تیری بات تھی بگڑی ہوئی سنوار آئی

چوتھی کو تو صورت میں ذرا دیکھوں دولھن کی
بندھوا کے اٹھنی مجھے لا دو واجی گہن کی

حق ماں کا بھی سمجھو نہ بیوا ماں دولھن کی
بیٹیا تمھیں لازم ہے کرو بات چلن کی

اچھی مری نجبن پری خانم کو بلا لا
ہیں مثنوی فیروز سے پڑھوا دوں حسن کی

تم صبح کو پھر کس لیے کرتے تھے اشارے
چاہت نہیں مرزا جو تمھیں شام برن کی

جو کہتے ہو سچ کہتے ہو ہاں میں تو ہوں ایسی
گھر واہے میں تو جا کے خبر لیجیے بہن کی

چل دور پرے ہٹ یہ نہیں لونگی ہیں جانوں
بنیا ترا دھگڑ اٹھا جو تو لائی ہے کنگھی

یہ الٹا دھڑا سیر میں پنسیری کا دھوکا
بھاتی نہیں باتیں مجھے کھولوں کی چلن کی

کھا لو یہی پکا ہے کریلوں کا جو سالن
صدقے گئی خاطر کرو مجھ رانڈ دولھن کی

بھائی کا مرے بیاہ ہے ڈالونگی ہیں آنچل
بنوا دو کوئی اوڑھنی اچھی سی کرن کی

کیوں جانؔ نہ ہو بندی کے اقبال پہ صدقے
سنتی ہے مصیبت وہ سدا مجھ سی سٹرن کی

دم مرا ناک میں ہے ہاتھ سے ناشادوں کے
تم تک آ سکتی نہیں بس میں ہوں جلادوں کے

مجھ سے آ آ کے جو لڑتے ہیں میاں کے شاگرد
یہ تو انجھر ہیں پڑھائے ہوئے استادوں کے

اپنا پردیس سے آیا نہ مسافر سبزہ
راتیں ساون کی کٹیں دن بھی گئے بھادوں کے

عشق ودلو نکو جو رنڈی کا ہر ٹوٹا اینگے گھر
دیکھتی جسکو ہوں ڈراتا۔ چلا آتا ہے
عشق ہو اسکے نہیں کس طرح نہ ہوں دیوانی

طور بے طور ہیں بی جان کے دلدادوں کے
دید سے کیا پھوٹ گئے دیدے ہی آمو بادموں کے
پھیرے مرزا ہیں ہیں اندر پری زادوں کے

جان صاحب کا جی ہو گیا کچھ اور داغ
جب سے جانے لگے دربار میں شہزادوں کے

بڑی باجی نے ناحق ہی ستم یہ مجھ پہ توڑا ہے
بتائیں تو وہ میرا کون سا دھگڑا انگوڑا ہے
لگی آگ ایسی گرمی کو ہوئیں سب چوڑیاں ٹھنڈی
پکڑ کے ہاتھ کیسے زور سے پہنچا مروڑا ہے
جواہر کیوں نہ اترائے جڑاؤ پہن کر گہنا
روپے والی ہوئی کس چیز کا اب اُسکو توڑا ہے
بنی ہے جان بر اکدم نہیں جیں اُسکے ہاتھوں سے
نگوڑا دل ہے پہلو میں الٰہی یا کہ پھوڑا ہے
یہ ایتر ہے کہ پاجامے کے باہر نکلی پڑتی ہے
بنا کر یار نے بھیجا جو مرزائی کا جوڑا ہے
گئی تھی کل زیارت کے لیے مصری کی لنیا میں
اکیلا پا کے اُس نے مجھ کو کیا توڑا مروڑا ہی
دبیل ایسی ہی ہیں تو ہو گئی دل دیکے ہاں صاحب
ستم جو جو کرو تم میرے اوپر وہ نہ تھوڑا ہے
دوگانا جان کیسی بادکے گھوڑے پہ پھرتی ہے
ہوا جب سے سواروں میں خصم کا داغ گھوڑا ہی
زبردستی کی یہ شیخی کرتے ہیں منہ اپنا بنوائیں
وہ کیا چھوڑیں گے مجھ کو آپ ہیں نے انکو چھوڑا ہے

مجھے سودا ہے کیا جو تیل مل کر سر کو چکناؤں
نہائی ہوں ابھی تو گیلے بالوں کو نچوڑا ہے

سر پہ باندی جو مرے آ کے تو چلاتی ہے
اپنی صورت سے جو کوا مجھے ترساتی ہے
کل سے گھر میرے دوگانا جو نہیں آتی ہے
لوٹی جاتی ہے مری جان ہنسی کے مارے
کچھ نہ کچھ دال میں کالا نظر آتا ہے مجھے

میں نے جانا اری چندیا تری کھجلاتی ہے
میں سمجھتی ہوں یہ سب دائی کی بدذاتی ہے
دل ہے بے چین مری جان جلی جاتی ہے
دیکھنا چھوچھو کو کیسی پڑی بڑائی ہے
رات سے آنکھ جو گوئیاں تری شرماتی ہے

مجھ کو یہ چوچلا تیرا نہیں بھاتا مایا
جان صاحب ؟ سے تو کس واسطے کھسیاتی ہے

کہتی ہوں میں خدا سے یہ شام اور سویرے
جم جم رہیں سلامت باجی کے بچے میرے
میں خود جلی بھنی ہوں مجھ سے کرو نہ گرمی
بس ٹھنڈے ٹھنڈے صاحب تم جاؤ اپنے ڈیرے
بیٹھی ہوں سور ماکی دو چولوں میں بھگا دول
لشکر امیر خاں کا گر آ کے تجھ کو گھیرے
سودا ہوا ہے تجھ کو اوباش میں نہیں ہوں
گلیوں میں میری آ کے کرتے ہو تم جو پھیرے
منگل کا دن ہے صاحب ہو جائے گی وہ دیلی
بچی کو میری دیکھو مارو نہ تم چھپیٹرے
بھولی سمجھ نہ مجھ کو سنتا ہے جان صاحب
ایسی نہیں ہوں ننھی آؤں جو دم میں تیرے

دیا ہے کو لٹا میرا خزانہ بھر تو نے
بلایا یار کو گھر میں جو بے خطر تو نے

لگوڑے فاقے ہی کروائے عمر بھر تو نے
کسی عزیز کا لاڈو کیا نہ ڈر تو نے

طلاق دے مجھے یا عیب میرا ثابت کر — میں جان دوں گی نکالا ہی کیسا شر تونے

نگوڑے الو کے پٹھے سے دوستی کر کے — بسا بسایا اجاڑا ازناحق گھر تونے

خدا بچائے تری جان۔ رنڈی باز بنا — نکالے مردوے چیونٹی کی طرح پر تونے

میں کوس کوس کے کھا جاؤں گی ہوں کلجبھی — مری زبان کا دیکھا نہیں اثر تونے

ملوں گی تلوے تلے آنکھیں تری آ کر گستا — خصم کو میرے اگر دیکھا بدنظر تونے

بچی ہوں آج بھی مر مر کے جان صاحب میں
گیا جو کل سے نہ لی پھر مری خبر تونے

کھلوا نہ ٹھوکریں موئے دل دربدر مجھے — رسوا نہ کر ذلیل نہ کر گھر بہ گھر مجھے

بچھڑا وہ جب سے پھر نہیں آیا نظر مجھے — میری خبر اُس کو نہ اُس کی خبر مجھے

صدمہ تری جدائی کا ہے اسقدر مجھے — بے دانہ پانی کٹتے ہیں آٹھوں پہر مجھے

میں چھوڑ کر حلال کو کرواؤں جب حرام — برباد کرنے ہوں اجی چالیس گھر مجھے

کاہے کو غم کے ہاتھوں سے سولی پہ چڑھتی جان — منصور کوئی تجھ سا جو ملتا بشر مجھے

طوفان سے لگانے سے ہوگا نہ بیڑا پار — دیکھا کسی کے ساتھ تھا تالاب پر مجھے

وہ تو سر ٹک کتی ہاتھ پکڑ لیتی بے دھڑک — میرا تو ڈر نہ تھا یہ تمہارا تھا ڈر مجھے

تم پانی پانی شرم سے ہوتے اجی فقط — میں ڈوب مرتی اتنی تھی غیرت مگر مجھے

اک شمع والے پر میں ہوں پروانہ آج کل — جلتی ہوں نیند آتی نہیں رات بھر مجھے

پھنسواتی اُن کی پھنی بڑی کو میں صدر میں — ہوتا جو گانا جان جو منظور شر مجھے

جب وصل میں سر دیا دھمکو لیے کیا ہو ڈر — سب کو خدا دے جیسا دیا ہے جگر مجھے

مرزا یہ جان جاتی ہے جاتم سے کبھی کہوں — پھانسی دے یا چڑھائے کوئی دار پر مجھے

آ آ کے ہر گھڑی جو یہاں گھورتا ہے تو — لے جان تیرے دیدے سے لگتا ہے ڈر مجھے

چھپا موباف چوٹی میں نہیں گوئیاں نے ڈالا ہے
لپیٹا او ہی رسی کا یہ بچہ کوڑیالا ہے

موا خورشید کیا مہتاب کی رتبے سے اعلا ہے
یہ سب پالک ہے حاتم کا تو یہ مرزا کا پالا ہے
خدا کا قہر لوٹے کسبیاں لونڈوں سے لڑتی ہیں
زنانخی نے نہیں لڑکے یہ پالی سانڈ پالا ہے
کسی دھکڑے کا اپنے سوگ رکھا ہے گانا نے
محرم بھی گیا اب تک دوپٹہ سر کا کالا ہے
طمانچہ مارا مارا میرے لڑکے کو تمھیں کیا ہے
نہ کچھ کہنا اسے صاحب مرے بھائی کا سالا ہے
ہرادم ناک میں ہے اے دوگانا سمدھیانے سے
بٹے گی دال جوتی آج پھر بنو کا چبالا ہے
کٹوری گاجر کی پہنی کہوں گوئیاں جو ہو پھبتی
اناروں پر لگایا آکے یہ مکڑی نے جالا ہے
کیا پھر مال کا ناکے دعوی مجھ سے دادا نے
گڑے مردے اکھاڑے پھر وہی جھگڑا نکالا ہے
کہوں کیا جان صاحب آج تو وہ اڑکے بیٹھا تھا
ہزاروں منتیں کرکے موے بنئے کو ٹالا ہے

سوت کا پیٹ ہے یہ غم ٹھہرے
روز تم آگ لینے آتے ہو
آج کیا جانے دیکھی ہے دنیا
شیخ کو دن لگے ہیں موتی خاں
دونوں ڈالیں اجی کڑھائی میں ہاتھ

اور میرا نہ ہے ستم ٹھہرے
نہ کبھی پاس ایک دام ٹھہرے
کچھ تو چوندے یہ ہی کرم ٹھہرے
سجادہ او ہی۔ جھوٹے ہم ٹھہرے
میری اس کی اجی قسم ٹھہرے

اب نہ بولوں گی جان صاحب سے
بات کہنا بھی گر ستم ٹھہرے

جاسوسی لینے میری خبردار کب پھرے
صاحب کو لوگ ڈھونڈھتے دو چار کب پھرے

کیا سوئیاں جہاں سے ناپید ہو گئیں
تم ڈھونڈھتے مرے لیے بازار کب پھرے

مرتا ہے تم کو اُن پہ نہ بہتان لوں کبھی
مرزا جو مجھ سے کر گئے اقرار کب پھرے

لوگو مرے دکیل سے ہمسائی گھر گئی
جب گھر گئی قبالے میں دیوار کب پھرے

نرگس کے بیچ تو جینے سے بے آس ہو گئی
ایسے خدا کے گھر سے ہیں بیمار کب پھرے

کنگھی گئی وہ لینے جو چلتی ہو جوں کی چال
سر کب گندھے گا دیکھئے مردار کب پھرے

بے داموں دے جو آئی ہیں بی جنس حسن کی
بے آس اوہی اپنے خریدار کب پھرے

کر یاد باپ بھائی کی بچے کدھر گئے
بے ہوش کو تو دو ٹی ہوشیار کب پھرے

باندھو نہ پیشبندی ہے لپیٹ ہاتھ میں
اے جان کب ملے نہیں سو بار کب پھرے

سرکار میں ہی گھر میں وہ بے پیر نہیں ہے
وسواس نہ کر شوق سے آ دیر نہیں ہے

دلوائی ہو جھوٹے کی پڑے جان پہ بجلی
توڑا ہی مرا طوق ہے زنجیر نہیں ہے

شیریں ہے اسے شیر کھلا دیں نہ سلونا
چاٹی مری بچی نے ابھی کھیر نہیں ہے

نقشہ ہے بوا گول مصور کی بہو کا
ہاں آدمی کی شکل ہے تصویر نہیں ہے

یوں لیس رہی اپنے نشانے کو نہ چوکی
ہمسر کے کیا ناک میں کب تیر نہیں ہے

موتی بڑی گو ہر کے ہیں در دانے بڑے
پیچ ہے اجی جھوٹی مری تقریر نہیں ہے

سسرال میں باندی بنی میکے سے وہ جا کے
قسمت ہے یہ اُس کی مری تقصیر نہیں ہے

پایا جو خصم نیک تو بد ساس ملی ہے
کیا بگڑے دن بن آتی کوئی تدبیر نہیں ہے

کس طرح سے لوں سوت بچیل بانکی ہے جان
کانی بھی نہیں پاس کوئی بیر نہیں ہے

جو مرد ہیں وہ قدر مری کرتے ہیں اے جان
نامرد کے آگے مری توقیر نہیں ہے

میری جوتی سے لو بہار گرے
اس کنوے میں نہ زینہار گرے

ڈر گئی چھت سے وہ چار گرے
ایک دو کیسے تین چار گرے

میں نہ بولی نکالیں شاخیں لاکھ — میر گل پاؤں پر ہزار گرے
مجھ کھری سے یہ کیا ہے کھوٹا پن — تجھ پہ بجلی ہوئے سنار گرے
میلا ستر ک کا سارا لوٹ لیا — لٹّری دل کی طرح گنوار گرے
اس میں گھوڑے کی کیا خطا مشکی — چھینکتے وہ ہوئے سوار گرے
تم ہو دانا ولایتی جانم — بولو کیا وجہ تین چار گرے
نہ گلہری نہ ہے ہوا چلتی — خود بخود لوٹ کر انار گرے
کھا گئے گلگلے یہ آسا کے — ٹوٹیں ٹانگیں جو جو بدار گرے
منہ کی خورشید کھائے اے مہتاب — اوندھے منہ ہو کے ایک بار گرے

جانؔ صاحب اک اور ریختی کہہ
ہو یہ ثابت ہزار بار گرے

یہاں غبارہ دور پار گرے — گھر جلے سوت کا یہ پار گرے
بیچے والی مرے نہ دنیا میں — پیٹ خالق نہ بار وار گرے
غش ہو سن کر ستار جنگلو کا — پھینک کے میں بینکار گرے
تار باتوں کا لوٹے اے گاین — کہیں کھونٹی سے یہ ستار گرے
گیا چھٹنے سے چاروں شانے چت — بچے دونوں یہ ایکبار گرے
کیوں نہ منہ دوسرے کا دیکھے وہ — آپ سے کھل کے جو ازار گرے
او ہی مرزا چڑھا یا پیڑ پہ کیوں — نہ کہیں میری نو بہار گرے

جانؔ صاحب کمر میں آئی ہے چک
لیکے ڈولی جو کل کہار گرے

محل میں آئے وہ میرے گئی گردش ستارے کی
بہت دن سے خفا تھے آج مجھ سے بات بارے کی
مثل ہے ہاتھ بیچا ہے نہیں کچھ ذات نیچی ہو
نہ سمجھے نرم کوئی میں بھی بیٹی ہوں کرارے کی

ڈرے گی مردسے جب پھیریں یار یوڑی کے آئے گی
ابھی صورت نہیں دیکھی ہے اے شیریں کرارے کی

نہیں گونگی نہ ہیں بہری سنو میری کہو اپنی
اجی کیا بیچتے گپ چپ ہو جو سمجھوں اشارے کی

نہ بھولوں گی کبھی یاد اس کی باجی ایک ڈھاڑی ہے
سنی ہے وارے میں پچیریں نے وہ کدارے کی

عزیزوں سے سوا میں چاہتی ہوں اپنے یوسف کو
زلیخا باجی ہے مجھ کو قسم فرزند پیارے کی

ہوائی منہ پہ ہے مہتاب کے اڑتی اجی دیکھو
کبھی صورت نہیں چھپتی ہے جیسے اور ہارے کی

ستارے کی محبت میں جو نکلیں تار آنسو کے
نہ کیوں دیدے پہ پھبتی جان صاحب کی ہو پارے کی

ڈولا گئی سرکار میں ہمشیر تمھاری
روڈی کی سنجوبی ہوئی تدبیر تمھاری

چلتی نہیں جورو پہ جو تدبیر تمھاری
بیٹا میں اسے کیا کروں تقدیر تمھاری

سن سن کے مرا حال وہ چندرا کے یہ بولی
کچھ ہم تو یہ سمجھے نہیں تقریر تمھاری

ایسی کبھی تو دیوانی نہ تھی اے پری خانم
بن پڑے جھے پہن لیتی ہیں زنجیر تمھاری

گھر میں رہے رنڈی کے ہو باتیں نہ بناؤ
جھوٹی ہے سراسر اجی تقریر تمھاری

عصمت تو بڑی نیک تھی اب ہوگئی بدکار

ہمسائی یہ صحبت کی ہے تار تیر تمھاری
کرواے گی اب خون مرے لال کا صاحب
ہے سرخرو جو نڈا جو یہ ہمشیر تمھاری
مہتاب کا چاندی کا ہے توڑا گیا چوری
بی مہر نسا سونے کی زنجیر تمھاری
شادی کا ہے گھر کس کو کہوں بن نہیں آتی
اس میں نہ خطا میری نہ تقصیر تمھاری
اے جان بسر ہو گی یہ کس طرح سے اوقات
میرا کہیں منصب ہے نہ جاگیر تمھاری

دکھایا رنگ زمانے نے او ہی کیا کیا ہر
مرا کلام بھی جمشید کا پیالا ہے
کمال منہ کا نوالہ نہیں ہے بی نعمت
خمیر چینی کا بارہ برس میں اٹھتا ہے
نہ آبخورے سے ڈلواؤ سر پہ پانی تم
اسی سے اسے بوا ہو جاتا بال خورا ہے
نہ ٹوٹکا ہے محل خانے والیوں کا سند
ہزار بار سنا لاکھ بار دیکھا ہے
تمام عمر نہ آسے گی یہ زباں اُس سے
کہے وہ ریختی اے جان اس کا منہ کیا ہر

نوج تم پر کسی کا جی نکلے
سچ ہے تم بے وفا اجی نکلے
موتی خانم کی آبرو کے نثار
چار یار اس کے جوہری نکلے
میر گل کو بلا لے اے چنپا
کچھ تو اس دل کی بے کلی نکلے
مفت رکھا نہ ایک کوڑی دی
یں تو حرشد تھی وہ دلی نکلے
باجی سمجھو نصیب ٹیڑھا ہے
سیدھی باتوں میں گر کجی نکلے
جان صاحب غزل کا لطف یہ ہے
بات میں بات اک نئی نکلے

جو میرے ڈالنے کی گھر میں جستجو کرتے
تو باجی اماں سے وہ آکے گفتگو کرتے

ہماری اُن کی ہی اولاد ایک جان جگر — عزیز اُن سے بھلا اپنا ہم لہو کرتے
زناخی جان بڑے بھائی کا گلا ہی عبث — وہ بات چھیڑتے شادی کی گفتگو کرتے

ذرا بھی چاہ اگر ہوتی جان صاحب کو
نہ اس طرح ہمیں رسوا وہ چارسو کرتے

چھوٹی خانم کی جو گھر بن کے عزیزخواں پہنچے — ہیں تو نقشکاری تھی وہ گھونگھٹ پریاں پہنچے
بے کلی دل کو ہوئی تو نرخ میں بہنوں گھر سے — پھولوں کے بوجھ سے دکھنے جنیاں پہنچے
میٹھی باتوں پہ نہ جا بس کی ہی وہ گانٹھ ہوا — کیا کہوں آپ سے جو صدمے مجھے گوئیاں پہنچے
کچھ بھی سرسبز ہے تم سے نہ الفت خاں تجھ تک بھی — مجھ کو ہاتھوں سے گر کرما کے گلستاں پہنچے
حسن وہ نام خدا تجھ میں ہے چھوٹی خانم — حور پہنچے نہ پرے ٹکڑے کو نہ غلماں پہنچے

یہ نہ لکھا نہ پڑھا لاکھ وہ قابل تھے اجی
جان صاحب کی نہ باتوں کو الف خاں پہنچے

کر رہا ہے اپنے بیگانوں میں رسوا دل مجھے — اس نگوڑے نے نہ رکھا اب کسی قابل مجھے
اُلٹی سیدھی باتیں ہٹ دھرمی سے جو بتا ہو کرو — آپ قایل ہو کروگے کیا بھلا قایل مجھے
رنڈیاں لالا کے دیتے تھے میری چھاتی پہ مونگ — دق کیا ایسا کہ آخر ہوگئی ہے سل مجھے
پاس اگر اُن کے نہ جاؤں میں تجھے لوگوں کیا کروں — چین ہی لینے نہیں دیتا نگوڑا دل مجھے
گر نہیں آتے مری باندی کی جوتی سے نہ آئیں — ہر گھڑی کی دانتا کل کل سے ہی کیا حاصل مجھے
لیتے ہی انگڑائی ایسی چک کمر میں آگئی — لیٹ کر اُٹھنا ہوا ہے او ہی اب مشکل مجھے
آپ کے غصے کے ڈر سے جا کے چھپ جاتی ہی — کیا کروں صحبت نہیں ملتا جو ہی کال مجھے

میرے بری کھائیں بتیسی کی صاحب ہنڈیاں[۳۲]
لڈو بنواؤں گی لا دو تل پوے سے تل مجھے

روز پھر آتی ہی لونڈی مری جا کر خالی — بھاڑ میں جائے کرایہ وہ کریں گھر خالی
لال منہ ہوگیا غصہ سے نہ کھانا کھایا — سنا مرزا نے جو بکے ہیں چقندر رضائی
ہے یہی ایک دوشالہ مرے سر پہ مرزا — دے نہ آنا جو نہ ہو پھر وا رفوگر خالی

مجھ کو دھڑکا ہو رہا اُن کی خدا خیر کرے | خط گلے میں نہیں آتا ہو کبوتر خالی

یہ بھی ہر روز نئی رنڈی لگا لاتا ہے
جانؔ صاحب کا نہیں رہتا ہی چھپر خالی

کب کب آتے تھے جو مرزا مرے گھر آنے لگے
فیلسوفی سے زناخی کی مگر آنے لگے

جم جم آئیں منچلے آغا منع میں کرتی نہیں
قہر یہ ہے ساتھ اُن کے بد نظر آنے لگے

ناک چوٹی میری کٹواوگے اپنا ہاتھ منھ
گھر میں وہ بیٹھے ہیں تم ایسے نڈر آنے لگے

ان خواصوں کے دوا دھگڑوں نے پھر جوتا ستم
پھر اُسی صورت سے ڈھیلے رات بھر آنے لگے

لڑکی ان باتوں سے تو مردوں کا سر کٹوائیگی
جو نہ آتے تھے وہ اب تجھ کو ہنر آنے لگے

مارے دُبلاپے کے اس حالت کو پہنچی بیگما
دونو ہاتھوں سے کڑے ہر دم اُتر آنے لگے

دن دہاڑے کس لیے تم میرے گھر آتے نہیں
کس کا ڈر ہے چھپکے جو پچھلے پہر آنے لگے

لالہ موجی رام کی خاطر سے گوئیاں آئے ہیں
بن بلائے جانؔ صاحب کیوں ادھر آنے لگے

با من یہ مجھ سے کہتے ہیں پوچھتی بچار کے	پھندے میں تم پھنسو گی ابھی تین چار کے
ولیسانہ پایا پاس رہی میں ہزار کے	اُس کے گلے کا ہار ہوئی جب تو ہار کے
اللہ رے گھمنڈ مری نو بہار کے	پھولوں نہیں سماتی بھروسے پیار کے
ننگی کھلی نہ بیٹھی ہوں ہمسائے والیاں	کوٹھے پہ تم چڑھا کرو صاحب پکار کے

چاندی کا تار تم کو نہ لانا ہوا نصیب
سونے کا میرا لے گئے زیور اُتار کے

ملبھر اج کیوں نہ پہنے گی ہو آج اسکا راج
دو جوہری ہیں یار جواہر نگار کے

میکے کے میرے نام کو باندی نہ کر ذلیل
یہ چل مٹاؤں گی میں تری مار مار کے

قبضے میں جن کے ہوں ترے پرزے اُڑائیں گے
جیتا بچے گا تو تجھے تلوار مار کے

ہاتوں سے انکے لاکھوں کا گھر خاک ہو گیا
کنگھی بٹا دیا ہے مجھے ہار ہار کے

دیکھو مرے بدن کو لگاؤ گے تم جو ہاتھ
سر پر چڑھو گی پاؤں سے جوتے اُتار کے

دیکھی جو اپنی چوٹی کی پرچھائیں رات کو
رسی سمجھ کے بھاگی ہیں اک چیخ مار کے

نرگس کی آنکھیں ہو گئیں چندی لگائے روز
اک پھول کی کٹوری ہیں کاجل ہی پار کے

ورگور تم کو اپنا ہی مطلب ہے سو جھتا
اے جانؔ میں تو مرتی ہوں مارے بخار کے

انگوٹھی تو یوں مفت پاسے نہ ہو گی
سناروں کو جب تک دکھائی نہ ہو گی

بھلی عورتوں سے برائی نہ ہو گی
بڑے مردووں سے بھلائی نہ ہو گی

منگا دو مجھے ڈولی میکے کو جاؤں
تمھارے لیے کچھ برائی نہ ہو گی

قیامت کا دن یاد رکھو نہ بھولو
وہاں کیا خدا کی خدائی نہ ہو گی

نہ ہرگز کروں بات رمضان خاں سے
جیوں مر کے تو بھی صفائی نہ ہو گی

ہے بہلی بہل رکھا بچی نے روزہ
اگر اس کی روزہ کشائی نہ ہو گی

لگا یا کرے آگ پانی میں سوکن
کبھی میری ان کی جدائی نہ ہو گی

بری تو بتاتی ہے مسی کو سوکن
فرشتوں نے تیرے لگائی نہ ہو گی

نہ بھیجوا دہی باجی بی بی کا دانہ
وہ میلے سر سے نہائی نہ ہو گی

میں کیا جانؔ صاحب کے گھر سونے جاؤں
سوا خاک کے چارپائی نہ ہو گی

کام چمپا سے نہ رکھتی ہوں نہ میں سوسن سے
سیر گلنزار مگر سمجھوں گی ہاں گلشن سے

دونوں مستی کے مہینے ہیں دوگانا جنیاں
مرتے وے کے ہولی سے خوش ہوتے ہیں ہم ساون سے

میری گوئیاں کی جو چوٹی میں ہے موباف سیاہ
باجی ڈسوائیں گی دل کس کا نہ اس ناگن سے

ہو نہ ٹھر مل مل کے ابھی ٹیلے کروں گی مرزا
جو پنج بند اپنی کرے کھیتے ذرا سوسن سے

بیگما کھاتی ہیں پھر روٹی پہ روٹی رکھ کر
جانؔ صاحب یہ سنا میں نے ہے محبوبن سے

قاضی جی کس کتاب میں لکھا یہ حال ہے — بھتیجی حرام کہتے ہو بھتیجا حلال ہے
رادھا کو اپنے یاد کرے کیا وہ مرالال ہے — کون اس سے رادھا نگری کا کرنا سوال ہے
نینو کا تھان بھیج چکے لالہ نین سکھ — ڈھاکا دیا ہے بولی کا یہ آن کا جال ہے
جاسوسی منجھے میں یہ لیتی ہیں باندیاں — ایسی تو چھپ کے باتیں بھی کرنا محال ہے
مرزائی جان پہنے ٹکے گز کی کیوں گزی — گاڑھا ہے یار کیرٹے کا جو کھٹی وال ہے
مل مل کے ہاتھ رہ گئی تن زیب کے لیے — دیں بھاری جوڑا سوت کو اسکا ملال ہے
مسیدھا کروں گی آج رونے کو خوب سا — آڑا منگانے پر ہوا ترچھا کمال ہے
رسی دراز عمر کی کوتاہ ہے جسکی — درگور بلدانہ کا کس کو خیال ہے
لوں گی نہ لنکلاٹ کبھی اور نہ کام لیٹھا — بڑھیا ہوئی ہوں دل مرا گودڑ کا لال ہے
ٹانڈے میں جھولا مار گیا شربتی کوئی — کمبخت کو یہ کیسا لگا بیٹھا سال ہے
جوڑے میں پائجامہ جو ہے چار خانے کا — گھر چار وہ کرے گی یہی کھلتا حال ہے
یہ تانا بانا جس کو خوش آئے کرے نکاح — بہتر ہے یہ حرام وہ بدتر حلال ہے

بھتیجی کا اک نمونہ ہے یہ ریختی مری
اسے جانؔ جس کو قدر ہے اسکا یہ مال ہے

کوئی کبھی پوچھتا نہیں تجھی یہ حال ہے — دولت ہمارے حسن کی مرتے کا مال ہے

نیلوٹ کھل او پاڑ کے پائے پڑی ہوں میں یا
دم کیوں نہ الجھے بال کی وہ کھینچے کھال ہی

حلوائی کی دوکان کی پھبتی نہ کیوں کہوں
دن رات آسمان مٹھائی کا تھال ہی

ہے چاند اندرسا تو ستارے ہیں گولیاں
شاخیں کرن ہیں اور یہ سورج سہال ہی

مصری کا نہ بات ایسی عزیزوں سے کرتی ہیں یا
یوسف مٹا کے نے گیا اس کا خیال ہی

کیا ہوگا گل ہزار بھو لائے موا بہار
میں پات پات ہوں وہ اگر ڈال ڈال ہی

جنیا گلے کی ہار جو ہے باغبان کی
کیا دھوتی بندھنے کیا تجھ کو نہال ہی

بانا لیا فقیری کا چیتے کی اوڑھی کھال
بن بن پھروں گی اسکی کمر کا خیال ہی

آٹھ آنے پیسے باندھ فرنگی محل چلے
ابکے تماش بینوں کا جنیاں یہ حال ہی

نرگس یہ ڈیڑھ دیدہ نہ رو بیٹھنا کہیں
آنکھیں بگاڑ دیتا نگوڑا تمال ہی

سولہ کی پاس اشرفی خانم وہاں رہی
اے جان کھوٹے شہر کی یہ کھوٹی چال ہی

ان ننداوں کی سدا نام سے پرہیز کرو
لونج پلے سے بوا عشق کا آزار بند ہے

قاضی اتنی ہی یہ پڑھتا مری فضہ کا نکاح
مہر میں اشرفی خانم کے جو دینار بند ہے

بینڈھے لڑواتی ہو تم پال کے بھائی بکری
کھول دے جاؤ مرے گھر میں نہ زنہار بند ہے

جو موئے تکتے کسی کی ہیں بہو بیٹی کو
چور کا حال ہوا جب ہوئے اظہار بند ہے

چین جب آئے گا دل کو مرے کہہ یا یوسف
ایک رسی میں یہ سب جمع ٹٹا بازار بند ہے

تنگی باندھ کے دیکھے جو تجھے اے نرگس
دونوں دیدے ہوں ہم ٹکٹی سے وہ بالا بند ہے

سرز بر دوستی کنواری کا جو ڈھانکے بنو
کوڑے اور جوتے پڑیں چھت سے گنہگار بند ہے

اپنے اللہ سے ہردم ہے یہ بندی کی دعا
روزی مردوں کی کھلے پھر کہیں تلوار بند ہے

جان صاحب جسے خوش ہوتے ہیں سنکے شاعر
ریختی میں وہ تری قافیے دو چار بند ہے

تم سے نسیم کیا کہوں وہ لوگ کیا ہوئے
اپنے گئے بہار کے دن سب ہوا ہوئے

آنکھیں ملائیں اور دل سے ہم سے جدا ہوئے
جنگلی ہرن سے تم اجی وحشی سوا ہوئے

پھوئی پھلی نہ ہائے ممنو بریسی جورو باریخ
وہ کیا نہال دے کہ تجھے بد دعا ہوئے

کڑوے کسیلے دن ابھی لگی نہ ہر ان کو بات
مصری کو کوسا شیریں نے وہ بد مزا ہوئے

پڑھے ہوانی جوروسے سیدھی سناؤں گی
خوش رہئے آپ مجھ سے جو ناحق خفا ہوئے

اے خضر وجن کی چاہ میں کنبے کا دو با نام
دشمن ہیں جان کے وہی اب آشنا ہوئے

لڑکے یہ بگڑے تیلی کا چکنا گھڑا اسبے
دیدے کا پانی ڈھل گیا وہ بے حیا ہوئے

اے جان ہر زمیں میں وہ ریختی کہی
سن سن کے ہوش بیر بولوں کے باختا ہوئے

نام پھر حاتم کا جاگا سوم خلقت ہو گئی
اٹھ گیا دنیا سے بیبا اکم سخاوت ہو گئی

جس بھرے گھر میں گئی پھر آئی خالی ہاتھ میں
جا بجا جانے سے ولی کو باجی نفرت ہو گئی

چار پیسے تک نہ ڈولی کے کرایہ کے دیئے
کوڑیا خانم میری کوڑی کی عزت ہو گئی

کی نہ پھٹی وہ بات جبتک بلبلاتا تھا بہت
تھوک تیری مردوئے دو دن کی چاہت ہو گئی

کچھ نہیں اب ہونے والا جان صاحب جان سے
اس زمانے میں بھی ہمت خاں کی ہمت ہو گئی

مرزا کی جیب سے نکلی نہیں آتشک گئی
بد بات پھوٹی چار میں یہ ہانڈی پک گئی

ایسی سیاہی چھائی یہ آنکھو نہیں یار بن
لو کھیر میں ہر ڈالنے شیریں نمک گئی

بیری کو بھی نہ مرض جدائی کا ہو نصیب
غش آیا۔ گھر حکیم جی دروازہ تک گئی

سب پو نجی لیکے کھا گیا تیرا دبنگ یار
مجھ سے نہ اٹھ نا تی تو اس سے جھپک گئی

نیچا جو منہ یہ باندھ کے اے جان آیا تو
نیچی مری دہل گئی اور میں جھجک گئی

ثریا جاہ عادل ہیں سراسر قدردانی ہے
مری کیا اصل اے مہتاب اُن کی مہربانی ہے

ترے دل میں مصری چاہ یوسف بیگ بھیا کی
نہ کیوں آنکھیں چرائے مجھ سے مرنا تجھ یا تینی ہے

نہ کر عنبر سے منہ کالا ارے صندلی سر صندل گھس
لو ہیں منظور اسے مشکی اگر ذلت اٹھانی ہے

ہرن کے کل سرا میں کس سے آنکھیں تم لڑاتی تھے
چمن اچھا نہیں یہ عین وحشت کی نشانی ہے

زلیخا کیطرح عاشق ہوئی کیا تجھ پہ آہ یوسف
کھی جاتی مری رسوائی کی گھر گھر کہانی ہے

نہ تم اتنی سی بٹ بیر جاؤ اس لڑکی کی اے مرزا | یہ آفت کی ہے پرکالا یہ شر کرنے کی بانی ہے

گواہی دل مرا دیتا ہے تو رنڈی نہ چھوڑیگا
ترے ہاتوں مری جان ایکدن آجان جاتی ہو

زبردستی لڑی مجھ سے پری خانم کو سودا ہے | کوئی سمجھائے تو اس بد بلا کو ہو گیا کیا ہے
سڑک سے کل گئی ڈولی مری شیرو نکل آگے سے | ڈری ہوں اُن سے یہ ہیں صاحب یہ بندی کا کلیجہ ہے
محبت میں تمھاری مجھ کو دوڑاتا ہے گلیوں میں | نگوڑا دل نہیں رکتا بڑا منہ زور گھوڑا ہے
کرو کنگھی نہ پھوٹ بن سے اے سنبل نسا بیگم | تم اپنے بال سلجھاتی ہو میرا دل الجھتا ہے
بہار افروز مارا میر گل کی مجھ کو چاہت نے | بدن میرا اسی غم سے ہوا گھل گھل کے کانٹا ہے
ہوئے میٹھوں یہ کڑوے مجھ سے کل مصری کی الغیا | نہ بات اُن سے کروں گی بغض یہ دل میں سمایا ہے
میں جا بیٹھونگی میکے میں کروں کیوں روز کے فاقے | ابھی نام خدا دینے کو روٹی سارا کنبا ہے
نہا دہو کے بڑی روٹی میں اس صندسرا ٹھاؤنگی | خدا کا قہر ہے طوفان لو بندی یہ باندھا ہے
جیا اب دو جیا ہوں آسرا ہو جائے روٹی کا | خدا سے لو لگی ہے دل کو اپنے دھیان رہتا ہے
اکیلی جان تھی جبتک ہر ایک صورت گزرتی تھی | مری جاتی ہوں جیتے جی کہ آیا خرچ دونا ہے
جہاں پڑھتی ہوں مردوں کی سوٹھی سی ہو لگ جاتی | یہ مجھ بڑھیا کا کاتا ہے جوانوں کا تماشا ہے
بنوں دیوانی کپڑے پھاڑ کر جنگل میں جا بیٹھوں | بہن کہلاؤں مجنوں کی یہی دل میں ارادا ہے

مزا ہے ریختی میں مردوؤں کے شعر کہنے کا
موا اپنے موافق جان صاحب خوب کہتا ہے

انسوئے بہائیے نہ مرے آنکے سامنے | یہ نخرے تلے کھینچیے جورو کے سامنے
گھر سے نکالوں پاؤں تو سرکاٹ ڈالیں گے | لوگو بہانا کیا کروں مرزا کے سامنے
کس طرح جاؤں دیکھنے لہرا رہا ہے دل | چھڑیاں سڑک یہ ہیں کھڑی دریا کے سامنے
فرعون نے خدائی کا دعویٰ کیا اجی | غارت نگوڑا ہو گیا موسیٰ کے سامنے
مرزا کا قول سچ ہے کہ ویران ہو گا گھر | جنگلا وہ روز گاتی ہے آ آکے سامنے
مجھ کو تو ڈالا گھر میں فرنگن کے ہو مرید | مسجد بنائی آپ نے گرجا کے سامنے

تم کو اتنی بھی نہیں میری اگر پروا ہ ہے
چھوڑ دو روٹی نہ دو بندی کا بھی اللہ ہے

جاہتی جس کو میں ہوں اسکا نہیں کچھ بھی قصور
دل ہی اپنا کھو چڑے بیٹیا بڑا بدراہ ہے

مجھ کو جلا کھولنا ہے چھوڑ دے اپنی مراد
رات آئی ہے بڑی جانا مجھے درگاہ ہے

جان صاحب آئی لو شادی ہو بیگماں کی بنو
آج ساچق کل ہے مہندی پرسوں اسکا بیاہ ہے

مرتے ہیں سب کے مرد یہ تاثیر ہو گئی
شیریں کی بیٹھا زہر تو تقریر ہو گئی

مہرالنسا ہے صبح کو باجی یہ کہہ گئی
کافور طاق پر سے طباشیر ہو گئی

بچی کا گلبدن کی کیا کل جو بیٹھا پھول
نرگس نے اس کو چٹکی دی اکسیر ہو گئی

تم تاک جوتی کاٹتا پھر ہو جو یہ قصور
بخشو مری خطا اجی تقصیر ہو گئی

دیوانے پر ہوئے پری خانم پہ مرد وے
سونے کے مول لوہے کی زنجیر ہو گئی

تم جان ہوا امیر میں بیٹی فقیر کی
پیچ ہے خصم کیا تمہیں توقیر ہو گئی

کس کس سے کہوں لوگو کہ چور آیا کدھر سے
کو بھل مرے گھر میں ہو اہمسائی کے گھر سے

خورشید کو لے آئی وہ کل پہلے گجر سے
گھبرا نہ ارے شام بدن صبح کنور سے

ڈر لگتا ہے بندی کو ترے ٹوٹے کھنڈر سے
صدقے گئی خالق کہیں اب مینہ نہ برسے

ڈالا مجھے بیمار پہ تم اس کے ہوں دید سے
کھانا نہ بچا بندی کو نرگس کی نظر سے

مایل ہے دوگانا ذرا ٹھوکر تو لگا جا
چک آئی ہے اٹھا نہیں جاتا ہو کمر سے

وہ آتے ہیں کیا آتا ہو کچھ سنجال محل میں
مرجاتی ہوں جیتے جی بلا کو ہی کے ڈر سے

غراؤ نہ اسے شیر خاں تم بوش کے ناخون
بلی تو نہیں لانگ کے تم آئے ہو گھر سے

کوٹھے پہ چڑھتی رات کو مہتاب اکیلی
سایہ بھی ہوا بھاگ گیا ایسی نڈر سے

کیا ریختی کہہ کہہ کے کیا نام ہے پیدا
اے جان ترا عیب بھی بہتر ہے ہنر سے

جب آ کے گھر میں وہ خانہ خراب رہتا ہے
کہوں میں کس سے جو مجھ پر عذاب رہتا ہے

نہ تم اتنی سی بٹ بڑ جاؤ اس لڑکی کی اے مرزا | یہ آفت کی ہے پر کالا یہ شر کرنیکی بانی ہے

گواہی دل مرا دیتا ہے تو رنڈی نہ چھوڑیگا

ترے ہاتوں مری جان ایکدن آجان جاتی ہو

زبردستی لڑی مجھ سے پری خانم کو سودا ہو | کوئی سمجھائے تو اس بد بلا کو ہو گیا کیا ہے

سڑک سے کل گئی ڈولی مری شیرو نکلے آگے سے | ڈری اُن سے یہ ہیں صاحب یہ بندی کا کلیجہ ہے

محبت میں تمھاری مجھ کو دوڑاتا ہو گلیوں میں | نگوڑا دل نہیں رکتا بڑا منہ زور گھوڑا ہے

کرو کنگھی نہ بھونڈ بن سے اے سنبل نسا بیگم | تم اپنے بال سلجھاتی ہو میرا دل الجھتا ہے

بہادر افروز مارا میر گل کی مجھ کو چاہت نے | بدن میرا اسی غم سے ہوا گھل گھل کے کانٹا ہو

ہوئے میٹھوں یہ کڑوے مجھ سے کل مصری کی الغیا | نہ بات اُن سے کروں گی بغض یہ دل میں سمایا ہو

میں جا بیٹھونگی میکے میں کروں کیوں روز کے فاقے | الٰہی نام خدا دینے کو روٹی سارا کنبا ہے

نہادھو کے بڑی روٹی میں اس ضد سے اٹھاؤنگی | خدا کا قہر ہے طوفان لو بندی یہ باندھا ہو

جیا اب دو جیا ہوں آسرا ہو جاے روٹی کا | خدا سے لو لگی ہے دل کو اپنے دھیان رہتا ہو

اکیلی جان تھی جبتک ہر ایک صورت گزرتی تھی | مری جاتی ہوں جیتے جی کہ آیا خرچ دونا ہو

جہاں بیٹھتی ہوں مردوں کی سوٹی سی ہو لگ جاتی | یہ مجھ بڑھیا کا کاتا ہو جوانوں کا تماشا ہو

بنوں دیوانی کپڑے پھاڑ کر جنگل میں جا بیٹھوں | بہن کہلاؤں مجنوں کی یہی دل میں ارادا ہو

مزا ہے ریختی میں مردوؤں کے شعر کہنے کا

سوا اپنے موافق جان صاحب خوب کہتا ہے

انسوئے بہائیے نہ مرے آنکے سامنے | یہ نخرے تلے کیجئے جورو کے سامنے

گھر سے نکالوں پاؤں تو سر کاٹ ڈالیں گے | لوگو بہانا کیا کروں مرزا کے سامنے

کس طرح جاؤں دیکھنے لہرا رہا ہے دل | چھڑیاں سڑک پہ ہیں کھڑی دریا کے سامنے

فرعون نے خدائی کا دعویٰ کیا اجی | غارت نگوڑا ہو گیا موسیٰ کے سامنے

مرزا کا قول سچ ہے کہ ویران ہوگا گھر | جنگلا وہ روز گاتی ہے آ آکے سامنے

مجھ کو تو ڈالا گھر میں فرنگن کے ہو مرید | مسجد بنائی آپ نے گرجا کے سامنے

تم کو اتنی بھی نہیں میری اگر پروا نہ ہے — چھوڑ دو روٹی نہ دو بندی کا بھی اللہ ہے
چاہتی جس کو میں ہوں اسکا نہیں کچھ بھی قصور — دل ہی اپنا کھو جڑے پٹیا بڑا بدراہ ہے
مجھ کو چلا کھولنا ہے چھوڑ دے اپنی مراد — رات آئی ہے بڑی جانا مجھے درگاہ ہے

جانؔ صاحب آئی لو شادی ہو بیگمان کی
آج ساچق کل ہے مہندی پرسوں اسکا بیاہ ہے

مرتے ہیں سب کے مرد یہ تاثیر ہو گئی — شیریں کی بیٹھا نہر تو تقریر ہو گئی
مہرالنسا ہے صبح کو باجی یہ کہہ گئی — کافور طاق پر سے طباشیر ہو گئی
بچی کا گلبدن کی کیا کل جو پیٹ پھول — نرگس نے اس کو چٹکی دی اکسیر ہو گئی
تم تاک جوتی کا ٹنا پھر ہو جو یہ قصور — بخشو مری خطا اجی تقصیر ہو گئی
دیوانے یہ ہوئے پری خانم یہ مرد سے — سونے کے ہول لوہے کی زنجیر ہو گئی

تم جانؔ ہو امیر میں بیٹی فقیر کی
پیچ ہے خصم کیا تمھیں توقیر ہو گئی

کس کس سے کہوں لوگو کہ چور آیا کدھر سے — کو نہچل مرے گھر میں ہو ا ہمسائی کے گھر سے
خورشید کو لے آئی وہ کل پہلے گجر سے — گھبرا نہ اری شام بری صبح کنور سے
ڈر لگتا ہے بندی کو ترے لوٹے کے ٹھنڈ سے — صدقے گئی خالق کہیں اب مینہ نہ برسے
ڈالا مجھے بیچارہ بچم اس کے ہوں دید سے — کھانا نہ بچا بندی کو نرگس کی نظر سے
مائل ہے دوگانا ذرا کھو کر تو لگا جا — چک آئی ہے اٹھا نہیں جاتا ہے کمر سے
وہ آتے ہیں کیا آتا ہو بھونچال محل میں — مرجاتی ہوں جیتے جی بلا کو ہی کے ڈر سے
غزاؔ دشا سے شیر خاں نچے ہوش کے ناخون — بلی تو نہیں لانگ کے تم آئے ہو گھر سے
کو ٹھے پہ چڑھتی رات کو مہتاب اکیلی — سایہ بھی موا بھاگ گیا ایسی نڈر سے

کیا ریختی کہہ کہہ کے کیا نام ہے پیدا
اے جانؔ ترا عیب بھی بہتر ہے ہنر سے

جب آ کے گھر میں وہ خانہ خراب رہتا ہے — کہوں میں کس سے جو مجھ پر عذاب رہتا ہے

کباب ہوتا ہے دل جل جل کے ایسی باتوں سے
وہ میرے پاس جو پیکر شراب رہتا ہے
اجی میں کیا کروں وہ بات آج تک نہ ہوئی
دولہن سے دولہ کو ایسا حجاب رہتا ہے
جو تم ہو پانچ میں چھتیسی ہوں وہ میرے پاس
تمھاری بات کا دوہرا جواب رہتا ہے
نگوڑی بھنڈیاں ایسی خراب ہوتی ہیں
کسی جتن سے پکاؤ لعاب رہتا ہے

ہے شوق گانے بجانے کا جان صاحب کو
جو گھر میں اس کے یہ جنگ رباب رہتا ہی

بی ستارہ نے پہیلی کیا کہی نایاب ہے
چاند تو نکلا ہے اور سورج بوا سرخاب ہی
انگھ منڈی اٹھ جاؤں باجی تو گناہوں سے بچوں
کھول کر آنکھیں جو دیکھا وہی دنیا خواب ہی
کس لیے ڈرتے ہوا تو جی سے تو تعبیر تم
ہو گا اچھا کیا ہوا دیکھا جو بھونڈا خواب ہی
رات دن سے ہے سوا خورشید وہ بھی روشنی
چھوڑی مہتابی یہ کیا مہتاب نے مہتاب ہی
آنکھ پھوڑوں گی میں نرگس کی تر کر داغوں گی ہونٹھ
اس نے اک بادام کھایا تو نے اک عناب ہی

لاکھ کا گھر خاک تو اسے جان صاحب کر چکے
بیچنے کو کون سا باقی رہا اسباب ہے

مر نجا تا میلے سر تھی وہ رہی بیمار سے
دوستی میں دشمنی رنڈی نے کی یہ یار سے
شامیانے میں سنہری لگی مہرن لے کرن
چاندنی مہتاب نے سی بادلے کے تار سے
روندتی پھرتی ہے باندی پاؤں کے نیچے اناج
تو نہیں ڈرتی نگوڑی پیٹ کی بھی مار سے
سیر دریا کی کروں گی آج چل کے رات کو
میر مچھلی کو بلا لا جا کے خضر و یار سے
اپنے بچے چھین لو بندی کو دو صاحب طلاق
کام مجھ کو کچھ نہیں اب آپ کے گھر بار سے
ہے ابھی بے ہوش بچی خیر ہو اب جان کی
ڈر لگا رہتا ہے بی بالا بڑا ہشیار سے
وہ اگر ہیں پانچ تو میں بھی ہوں چھتیسی بوا
کیا بلا سنجوگ ہے مکار کا مکار سے

ایسی ہی ایک ریختی کہہ جان صاحب اور بھی
حکم آیا ہے مرے نواب کی سرکار سے
جس کے تھی قبضے میں کل پایا یہ اس خونخوار سے

رکھ کے تہمت کا ٹلے لی چوٹی مری تلوار سے

اے کبریا اس تکبر سے موئے شیطان کو
طوق لعنت کا ملا اللہ کے دربار سے

آبرو لیں میری گوہر کی طرح کیا ہے مجال
اے جواہر باز آئی موتیوں کے ہار سے

یاد کے گھوڑے پہ پھرتی ہے نہیں ملتا مزاج
پھنس گئی ہمسائی اے دولت قدم اسوار سے

خاک کے پیوند ہوں گے اے دوگانا جان ہم
زندگی کس کی ہوئی اس عشق کے آزار سے

ایسی مشاطہ کا کورے استرے سے موںڈ کر سر
لوزج بیٹی کی کہوں نسبت کو اس مردار سے

جن کے گھر سے بات لائی جانتی ہوں خوب میں
میں نہ کچھ کابل سے آئی ہوں نہ وہ قندھار سے

ہنستے بچے کو رلا دیتے ہیں کیا خو ہے بڑی
اے کھلائی بے سے باز آئی میں انکے پیار سے

میں تو مر مر کے بچی جھوٹوں نہ لی میری خبر
کنوار چھیل میرا اُتارا تھا اسی اقرار سے

کشتیاں نوشاد سے لڑ لڑ کے کیوں ٹھٹی ہر تو
تخت کی ہے رات بنو فائدہ ؟ انکار سے

غیب سے کٹ جائے گردن بیری میں کوسوں اگر
آنٹی سیفی تیز ہے میری تری تلوار سے

اور کیا پھبتی کہوں بن آئے ہو لنگور سے
اُن کے غم میں روتے روتے ڈھلکا گئیا

داڑھی منڈواؤ میں باز آئی خدا کے نور سے
باجی اماں کم نہیں آنکھیں مری انگور سے

بیٹی اور داماد کے کس نے اُٹھائے ایسے ناز
بات باہر کہہ رہی ہو اپنے تم مقدور سے
کیا برابر کا ہی یہ باجی میرا دیکھے گا کیا
ہوں خفا ٹھینگے سے مرزا کیوں جھپول در دو سے
باتیں دو فصلی کرو اُن سے اجی جن کے لیے
خربزے کھیلی سے آئے آم خالص پور سے
نرشرو ہو گئے کہوں جو رنڈی بازی چھوڑ دو
تھے وہ جو چرخ ہو گئے اب سو کھکرا مجبور سے

جان صاحب پیچ ہے کہتا کون کہتا ہی اجی
لکھنؤ میں اب غزل گانے کی بہتر طور سے

گھر میں مہتاب کے خورشید کہاں رہتا ہے
دن کو جائے وہیں راتوں کو جہاں رہتا ہی
ایسی بے چین ہوں جامہ سے ہوں اپنے باہر
کیا کہوں درد کمر میں جو میاں رہتا ہی
ہر مثل آپ ہی گرتا ہے وہ اسمیں خسرو
کھودتا اور کی خاطر جو کنواں رہتا ہی
دل جلی تانگ جلی کوکھ جلی ہوں نہو
کیا ہوا منہ سے نکلتا جو دھواں رہتا ہی

جان صاحب یہ فقط دیکھنے کا ہی کپڑا
خاک جلتا ہے یہ کیا آب رواں رہتا ہی

یوسف مرا گھر مصر کا بازار ہوا ہے
ہر ایک زلیخا کا خریدار ہوا ہے
پتھر کا کلیجہ کیا پر سوت کے غم میں
دق ایسی ہوئی سل کا اب آزار ہوا ہے
سسرال کو اب جانہ خصم مارے گا نہو
کی مہر بڑی روٹی پہ اقرار ہوا ہے
کیا جانے کوئی حال خصم جورو کے دل کا
کس بات پہ اس کے مرے انکار ہوا ہے

اے جان میں خسرو کیطرح روتی ہوں دن رات
دل تجھ سے لگانا یہ سزاوار ہوا ہے

تمھارا دل اگر مجھ پر نہیں ہے
مجھے بھی جان کچھ دو بھر نہیں ہے
خوشی اُن کی بگڑتے ہیں تو بگڑیں
مجھے منظور اُن سے شر نہیں ہے
کروں گی جو کہ جی چاہے گا میرا
کسی کا زور کچھ مجھ پر نہیں ہے
پھروں گھر میں سبھو نکے دوڑی دوڑی
پھرا بندی کا صاحب سر نہیں ہے
جلے پاؤں کی میں بلی نہیں ہوں
مرے پاؤں میں گھن چکر نہیں ہے

نہا دھو کے بڑی روٹی اٹھاؤں — میرا کہنا اگر باور نہیں ہے
وہ موذی ہے تو کالے خاں نگوڑے — ترے کاٹے کا کچھ منتر نہیں ہے
انھیں کس طرح پاس اپنے بلاؤں — بھرے ہیں لوگ خالی گھر نہیں ہے
کٹے کی مفت میری ناک چوٹی — مجھے کیا وار لوٹوں کا ڈر نہیں ہے
یہاں پھر کس لیے آئے ہو چھپکر — اگر جورو کا تم کو ڈر نہیں ہے

جدائی میں تمھاری جان صاحب
مجھے آرام اب دم بھر نہیں ہے

کہوں کیوں حرمت میں اپنی دوپہر کیوا سطے — روٹی کپڑا مجھ کو لکھ دیں عمر بھر کیوا سطے
پیر بھاری انکی بیٹی کا ہوا جب سے بوا — ایک دن بھیجی نہ ماما بھی خبر کیوا سطے
پھولی پھلا پھل یہ میٹھا ہو نہ گر جائے کہیں — بٹیا گنڈا لاؤ جورو کی کمر کے واسطے
ہر گھڑی جھگڑا بکھیڑا ہوگا اور قصہ فساد — گھر میں خیرن کو وہ ہے آتے ہیں شر کیوا سطے
دو ہرے آخراجات کر کے گھر میں لائی ہوں بہو — جو ادھر کیوا سطے تھا وہ ادھر کیوا سطے
دوست باندی کے بنے دشمن ہماری جان کے — داغ تھا قسمت میں یہ لوگو جگر کیوا سطے

ہاتھ سے بچی کو کھو یا جان صاحب وہ نہ لائے
پاؤں بھی اُن کے پڑے ہیں رام سر کیوا سطے

کروں گی دھوم سے شادی برالنسبت لو ٹھہری ہر — گلہرا ہو ورا اور منجھلی بھابی کی گلہری ہے
نہایت غرق ہیں چاہت میں دریا بادوالی کی — میرے غمزو کا بھائی بھی زنا خی کیا ہی لہری ہی
بنا ہو عشق ہر کارہ نگوڑی خانگی میں ہوں — یہ دل حاکم ہو سینہ صدر کی گو یا کچہری ہی
نہ پہنچے اشرفی خانم کا ٹکڑا اس کے تاؤوں کو — مری کندن سے وہ مہر النسا رنگت سنہری ہو
ہی مطلب اس کا بی بی بازہ آئیں کام لینے سے — اجی کٹنی ہو یہ باندی نہ گونگی ہو یہ بہری ہی
غضا کیا گو رگن کی اف ہی اعمالوں کی خوبی ہے — ابھی سے تنگ ہی جو قبر جوڑی کا اور گہری ہو
ملا سب خاک میں پھولوں کا گہنا کھل گیا مطلب — یہ کہتی گور پہ مردے کی چادر اور مسہری ہی
فلک سکھپال ہے بندی کا اور تارک کہار اُن کے — ہے مہر چاند سورج بی زنانی زہرہ مہری ہو

کہارو کیا کہاری لوگے تم بن بیاہی بیٹی کی | سوائی ہو نہ ڈیوڑھی ہو سواری یہ کہری ہی

نہیں دیکھا جو کل سے دل مرا بے چین ہو لوگو
بلاؤ جان صاحب کو ہوئی اتبو سبہری ہے

دوگانا پی کے وہ مجھ سے مدام رہتا ہے | موا حلال میں کرتا حرام رہتا ہے
مجھے ہے چھیڑتی لوگو دوگانا دو دن سے | کہ جب نماز میں باقی سلام رہتا ہے
کہیں ٹھہرتی نہیں چاند خاں کی بات بوا | ہوئے مہینے ہر اک سے پیام رہتا ہے
خدا ہر ایک کو دنیا میں نیک دے اولاد | نشان باقی اجی ان سے نام رہتا ہے
رسول خاں ہی کو بھیجو اماں جان کے گھر | تمھیں تو ساری خدائی کا کام رہتا ہے

پڑی ہوں پانے میں اے جان اس نکھٹو کے
کہ جس کی گانٹھ میں پیمانہ دام رہتا ہے

بن بنا آتی ہے بگڑی ہوئی تقدیر کیسے | اچھی سوجھی ہے برے وقت میں تدبیر کیسے
رنج مجنونکی ہو باتوں سے نہ کیوں لیلیٰ کو | بنو دیوانے کی خوش آتی ہو تقریر کیسے
اپنا گھر بھرنے کا اسوقت کے حاکم کو ہر دھیان | ملک چھن جاتی ہو اب ملتی ہی جاگیر کیسے
بکتی ہے بکتی وہ دیوانی بری خانم ہے | دے گئی طوق کسے اور یہ زنجیر کسے
نقشہ دنیا کا ہے یہ ایک پہ مرتا ہی ایک | اس مرقع کی پسند آئی نہ تصویر کسے
پڑھ چکا نام خدا ساری زلیخا یوسف | یاد ہے اسکی طرح خواب کی تعبیر کسے

جان صاحب نے کہا جو میرا دل جانتا ہے
آپ اپنی ہوئی ثابت اجی تقصیر کسے

یہ بات سچ ہی جسے جس سے پیار ہوتا ہی | وہ لاکھ جان سے اس پر نثار ہوتا ہی
دوگانا جان تمھیں ان گنا مہینا ہے | نہ کھاؤ کرم نگوڑا اچار ہوتا ہی
خفا جو ہوتے ہو ناحق تو خوش نہ ہو صاحب | وہ مجھ سے کام نہیں بار بار ہوتا ہی
لگاؤں آگ میں ایسے بناؤ کو ہر ہر | لگانا مہندی کا ہی دکھ سنگار ہوتا ہی
زنا خی جان یہاں کس لیے تو آتی ہی | خفا ہو مجھ سے اری تیرا یار ہوتا ہی

میاں بسنت تمھیں کچھ خبر بسنت کی ہے — تمھارے محلوں کا ناظر بہار ہوتا ہے
بنی ہے جان پہ میرے تو دل لگاتی ہے — یہ عشق نوگو کیسے ساز دار ہوتا ہے
پکارو باجی مجھے آہ اوہی کا سالن — یہ جتنا کھانا ہے سب ناگوار ہوتا ہے
یہ مردوا نیے ہی مطلب کے آشنا سب ہیں — کہیں ہزاروں میں اک دوستدار ہوتا ہے
تماشا کو کوٹھے پہ چل کے برات کا دیکھیں — جہیز نکلا ہے دولہ سوار ہوتا ہے
بلائیں لیتی ہو ہر دم گلے لپٹتی ہو — یہ آج کیا ہے جو اخلاص پیار ہوتا ہے

وہاں تو جلد بلایا ہے جانِ صاحب کو
یہاں دوگانا کا اب تک سنگار ہوتا ہے

خدا دیتا ہے ٹکڑا نان نفقے کا سہارا ہے — وہ راجہ مجھ پہ مرتا ہے کہ جس کا نان پارا ہے
جیئے بیٹی مجھے داماد کے دم کا سہارا ہے — مثل ہے مول سے بی جان ہوتا بیاج پیارا ہے
ستاہا جان کو بیمار جو ہو وہ مجھ کو پیارا ہے — لبِ آہن لنسا ملکہ میری آنکھوں کا تارا ہے
پھنسا جو مولوی کیا پڑھ کے جادو ماش مارا ہے — یہ بی خانم نے پیکے جن کو شیشے میں اتارا ہے
بہو تم ہو خسر کا مال جو ہے وہ تمھارا ہے — امانی جان کے اسمیں خصم کا کیا اجارا ہے

برابر گھر نہیں نسبت سے کے ورنہ ہمارا ہے
غنیمت ہے نمک کی کنکڑی کا تو سہارا ہے

سنو شیریں عجب بیٹھا نیا مضمون ہمارا ہے — چھپے تارے جو بدلی میں بنا گویا کرارا ہے
بوا یہ آٹے میدے کی بنائی تافتانیں ہیں — جو کوئی چاند سورج کی طرف کرتا اشارا ہے
روا ہے گر کہوں رزاق کی سینی فلک کو میں — بوا میدے کا پیڑا دیکھ لو ہر ایک تارا ہے
چپاتی کی سنو ہے تیرھویں کے چاند کی پھبتی — زناخی چاند پہلی کا تو روٹی کا کنارا ہے
گلابی اشاہزادہ نے کیا اقرار کیا جھوٹا — نہیں ہیں پھول کھلتے کیسا ابنو کا ستارا ہے
میں بیٹھک دیتی ہوں دریا بری کی تم نہیں آتیں — یہ دل میں لہر کیا آئی کیا مجھ سے کنارا ہے
خدا کا خوف کر کے چونڈا منڈوایا نہیں باجی — جو فرنگی کے واسطے باندی کے سر سے اتارا ہے
خدا شاہد ہے آ باجی نہیں احسان میں بھولی — اگر سر سے کسی نے میرے تنکا بھی اتارا ہے

مہاجن سے تمھارے بدلے میں باتیں کروں جا کے
یہ کیسے جان صاحب آپ کے دلکو گوارا ہے

خوب ہی شاد کیا او موئے ناشاد مجھے   لینی اللہ سے اس بات کی ہے داد مجھے
بی صنوبر کو جو دیکھا نہ رہا یاد مجھے   بچا قمری کا جو کل دے گیا شمشاد مجھے
ساس نندوں کی طرح اوہی نگوڑا میلا   بوڑیاں بول گیا آپ کا داماد مجھے
گھر مرا موسا گھر آبادی کا آباد کیا   اجڑی بی الّو خصم نے کیا برباد مجھے
بن کے دیوانی نہ کیوں تیجے پھروں جنگی طرح   تم سا ملتا نہیں اب کوئی پری زاد مجھے
اس سے گل پھوے گا بی ہنستے ہی گھر بستے ہیں   اب صنوبر کو بھی کرنا پڑا آزاد مجھے

جان صاحب مرا دل شاد نہ کیونکر ہو جائے
ہے ولی عہد بہادر نے کیا یاد مجھے

چھوچھو کے واسطے نہ کھلائی کسے واسطے   بیٹی جنی ہے جوڑا ہو دائی کیواسطے
بچی کو میرے کند چھری سے کرے حلال   پالی بھی کیا حرامی قصائی کے واسطے
ہو جائے صبح شام کنورکی میں دیکھوں سیر   اک چھیڑ تھی نکالی لڑائی کے واسطے
گوہر کی بیٹی مائیوں بیٹھی ہے لال خاں   کنگنا ہو موتیوں کا کلائی کے واسطے
اس کا قصور کیا ہے نہ کھلوائی ہوتی فصد   تعزیر کچھ نہ ہوا جی نائی کے واسطے
ہلکا لہو تھا آ گیا غش دیکھ کر لہو   آیا تھا کیا نگوڑا برائی کے واسطے
آئے گا آگے کچھ نہ کہو بیٹھے تیجے تم   جیا ہو بُرا نہ غیر کی جائی کے واسطے
بی آئینہ ہے دل نہ سکندر کو پھیر دیا   کیا کیا اڑائی خاک صفائی کیواسطے
سرسوتی نے اٹھایا تھا لوڈھے گیا غرور   سمجھاتی ہوں تمھیں بھی بھلائی کیواسطے

اے جان مائے جاڑے کے مہرن ہو کا بنتی
ابر شفق کا لا دو رضائی کے واسطے

منڈیا میں کالوں کوڑیا خانم کے یار کی   ٹیا سی جان جائے موئے نابکار کی
مرزا دماغ عرش پہ دولت قدم کا ہے   بیدل ہو تم تو وہ نہیں سنتی سوار کی

دیکھی زمیں نوج فلک سیر کھاؤں میں
کندن ہوئی فریفتہ میری اینہ جان
کوسا ہے تجکو سوت نے برچھی کا پھل ملے

باجی دوا بتا دو نشے کے اتار کی
رنگیں باتیں مسن کے موئے سادہ کار کی
اُن کو نصیب ہو اجی کوڑی کٹار کی

اے جانؔ اس روش سے شگفتہ ہیں میرے شعر
صحبت رہی نسیم کی برسوں بہار کی

جتنی باتیں سب آئیں نظر بھول گئے
ہے مثل صبح کے بھولے ہوئے جو شام کو آئیں
چڑیا آٹے کی بنائی ہے جو بنو کے لیے
وہ اُڑا ایسا زمانے سے رہے یاد نسیم

ماما یختنیوں کا کھانا وہ مگر بھول گئے
اُن کو بھولا نہ کبھی جانتے گھر بھول گئے
کیسے ابو ہو لگانا اجی پر بھول گئے
رکھنا سٹھی ہیں اجی سب غنچے بھی زر بھول گئے

جانؔ صاحب نہ رہی جبکہ کسی بات کی قدر
جو ہنر یاد مجھے تھے وہ ہنر بھول گئے

دم بدم جب وہ نابکار اُلجھے
خار ہو باجی مجھ کو گل پھولے
میرے پھندے میں ایک بھی نہ پھنسا
اُبنی کہتا ہے میری سنتا نہیں
ماما ان کی نہ آئے اب ڈولی
ایک جپ ٹالتی ہے لاکھ بلا

کیوں نہ دل اوہی بار بار اُلجھے
میرے گل سے جو لو بہار اُلجھے
پانچ بنو تھی جس سے چار اُلجھے
توم کا ہے ہوا گنوار اُلجھے
دوئی مزہ و رہی پر کہار اُلجھے
میں نہ بولوں کوئی ہزار اُلجھے

جانؔ صاحب برا نہ مانیں ہم
جس پہ مرتے ہیں لاکھ بار اُلجھے

خیر ہے نکلو تم مرے گھر سے
ہو کے حیران سنگے بیسر بوا

باز آئی میں روز کے شر سے
نکلی آتشنے والی ہے گھر سے

جانؔ صاحب تمہارے سر کی قسم
زور چلتا نہیں مقدر سے

گھر سے تجھ نحس کا قدم نکلے — یا نگوڑے مرا ہی دم نکلے
اے دوگانا خدا اگر کرے — رات کو کل محل سے ہم نکلے
مرثیہ سُن امام باندی اُٹھ — چلکے ماتم کریں علم نکلے
مردمردوں میں جب نہو تم سا — کیوں نہ ہمدم کا تم پہ دم نکلے
رکھوں اس گھر میں جاکے جب میں قدم — ننگے سر آپ کی حرم نکلے
لایا جو دانیال کل گیہوں — سیر میں پاؤں سیر کم نکلے
اپنا تم نے کہا کیا اے جانؔ
گھر سے رنڈی کے مرتے دم نکلو

دیوانی جاکے چھپ گئی کس کوہ قاف میں — ملتی نہیں اجی بڑی خانم کہیں مجھے
درگور تیری باتیں ہوں ایسی نہیں ہوں میں — اوباش جانتا ہے موی بدالیقین مجھے
اے جانؔ آسماں پہ بندی کا ہو دماغ
خالق حسینا بادیں گر دے زمیں مجھے

لڑکے الفن سے کیا خراب ہوئے — پڑھ کے فاضل بڑی کتاب ہوئے
اچھی کیا ہوں پیرو کی تیسے صحبت ہے — تھے خراب اور بھی خراب ہوئے
میٹھی باتیں مری لگیں کیوں زہر — کڑوے کس واسطے جناب ہوئے
جانؔ صاحب کی ہو نہ مٹی خراب
یا علی آپ بوتراب ہوئے

سوت کی بات کا معلوم جو بھیلو ہو جائے — میں وہ رسوا کروں سب لوگ کو نیں بد وہو جائے
کیبڑتے انگریزی نہ میں پہنونگی موتی خانم — ماں جو لولو ہو تو کیا بیٹی بھی لولو ہو جائے
آج باندی تجھے گھسواؤں گی وہ صندل سے — سر سے اور پاؤں تلک جسم یہ الّو ہو جائے
تو تو دن رات پڑا رہتا ہے گھر رنڈی کے — کیوں نہ اوباش نگوڑے تری جورو ہو جائے
ایسے اُجڑے کی یہی گھات کرو آبادی — گوشت الو کا کھلادے موا الو ہو جائے
نیک و بد مرد کو نظروں میں نہ تو تو لاکر — تیرا دیدہ نہ یہ مشہور ترازو ہو جائے

جان کعبے میں عمل تیرا ہوا اے ججن
جان صاحب سکے جو دل پر ترا قابو ہو جائے

باجی گرمی میں جہنم سے سوا گرمی ہے
تن بدن او ہی پھنکا جاتا ہے کیا گرمی ہے
آتشک ماؤ کے گھوڑے پہ ہے ان روزوں سوا
لو نہیں چلتی ہے معلوم ہوا گرمی ہے
بھن ہی جائیں جو چنے پھینک دوں مہتابی پر
کس قیامت کی بوا مہر نسا گرمی ہے
رنگ واسوخت کا ملتا ہے غزل سے ان کی
باجی آتش کی طبیعت میں بلا گرمی ہے
اس کے ہاتوں سے تو اے جان ہوا ناک میں دم
دیکھئے ہوتی یہ کس روز ہوا گرمی ہے

مرے جو حرف تھے قسمت کے وہ تحریر میں آئے
زمانے سکے بوا ضدی مری تقدیر میں آئے
میں دیوانی بہن لیلی کی اور مجنوں کی سالی ہوں
مرا منصب ہے غم جنگل نہ کیوں جاگیر میں آئے
چلی تو سمدھیانے ہو سمجھ کر بات کرنا تم
نہ بے ڈھب کوئی کلمہ اے بوا تقریر میں آئی
برا نقشا کروں اس کا قلم ہو ناک مانی کی
جو کچھ بھی نقص اے بنو مری تصویر میں آئے
کنوئیں میں گر کے مرجاؤں اٹھاؤں ہاتھ جینے سے
قسم اس سر کی باجی فرق گر توقیر میں آئے
زلیخا وہ تھی جو رسوا ہوئی یوسف کی چاہت میں
نہ مانوں حکم یہ قرآن یا تفسیر میں آئے
بوا مصری بدل مارا ہمارا قند شیریں آئے
مزا شکر کا اور رنگت نہ کیوں کر کھیر میں آئے
اتارے جن میں شیشے میں بڑی خانم نے انبر سے

کہ جو وحشی موئے جکڑے ہوئے زنجیر میں آئے
خطا کیا چیرے والے کی نہیں پرہیز کرتی ہو
نہ کیوں نرگس دوا کی پھر خلل تاثیر میں آئے
پنہاتے سوت کو گھتا مرادم دے کے لیجاتے
زناخی جان صاحب تھے اسی تدبیر میں آئے

مردوے کیوں ہوں میں تیری آشنا کے سامنے
تیرے بیری جائیں ایسی بیسوا کے سامنے

باجی اماں کب گئی ہیں منجھلی دیوارنی کے پاس
جس نے دیکھا ہو وہ کہہ دے میرے آ کے سامنے

اے دوگانا بس یہی باتیں مری سر چوٹ ہیں
مجھ کو بیٹھے تو اگر جھگڑے دوا کے سامنے

تو وہاں بیٹھی ہوئی کیا بڑبڑاتی ہے دوا
جو کہ کہنا ہو تجھے کہہ میرے آ کے سامنے

جیتے جی مرزا کو اپنا منہ نہ دکھلائی کبھی
باجی اماں سے گئیں قسمیں دلا کے سامنے

مان کہنا دل نہ دے اپنا پری خانم کو تو
ہوں گے اس سر کی قسم گوئیاں بلا کے سامنے

آتے ہی دھگڑے کے بیگم جان کو دیکھو کوئی
کیسی آ بیٹھی ہے جلدی بن بنا کے سامنے

جب نہ جاتی تھی تو اب جاؤنگی میں یاروں کے پاس
تو تو ہے کیا چیز کہہ دوں بادشاہ کے سامنے

جو بری باتیں خصم والی سے کرتے ہیں لوا
کیا جواب اس کا بھلا دیں گے خدا کے سامنے

ابکی میں چہلم کے دن نیچے کھڑے کرونگی
جا کے امرؤں کے نیچے کربلا کے سامنے

جان صاحب کی دوگانا بے حیائی کیا کہوں
کر دیا ہلکا مجھے منجھلی بوا کے سامنے

ہر طرح آپ کی منظور مجھے خاطر ہے
دل اجی مال ہے کیا جان تلک حاضر ہے

مجھ سے اور اس سے اجی کون نہیں باہر ہے
میں بھی تاجو ہوں جو وہ بھائی مرا ناصر ہے

دل نہ بھاری کرو کیا کرتے ہیں والی وارث
بیکسوں کا تو مری جان خدا ناصر ہے

آپ کے نام کا اس بندی نے چلا باندھا
حاضری لائی ہوں درگاہ سے یہ حاضر ہے

آج مرزا نے مجھے بھیجدیں صحنک، باجی
میلے سر سے نہیں جامہ بھی مرا طاہر ہے

کونسی بات سکندر سے چھپائی خضر و
کیا نہیں آئینہ کا اس کو نہیں ظاہر ہے

کھل گیا باتوں سے باطن ہے یا تو دشمن
دوستی و دوست کے دشمن کی اجی ظاہر ہے

وہ تو انسان ہے دن گھوڑے کے پھر جاتے ہیں
قدر ہو گی مری قدر و کی خدا قادر ہے

مہری زہرا کی سواری نہ اترنے پائے
کہدے ڈیوڑھی پہ اگر مہر لنسا حاضر ہے

ظلم کرتا ہے مری جان پہ ہر وقت موا
یہ ہالا کو ہے یہ فرعون ہے یہ نادر ہے

کھیل کی راہ سے مہتاب اجی ہار چکی
چال سے جیت لے بازی تو مری نادر ہے

لے چکا منہ میں ہے للو مری سو بار زباں
ہو گیا کب کا مسلماں یہ کیا کافر ہے

ہے میاں صدقے ہیں معشوق محل کر پرسوں
چھوٹی محبوب کا بچکانا ہوا ناظر ہے

جس کا جی چاہے وہ بہتان کرے بندی پہ
میرا اللہ تو حاضر ہے اجی ناظر ہے

مول لے لیتی ہیں گھر بیچ کے بی ہمسائی
حسن کی جنس کا ہاں کوئی اجی تاجر ہے

شکر ہر حال میں اللہ کا لازم ہے بوا
وہ ہو شیطان کہ جو اس کا نہیں شاکر ہے

اشتراصنوں سے اری او ہی تجھے کیا مطلب
جان صاحب ہو تجھے تو بھی کوئی شاعر ہے

آبرو تالاب پہ لاؤ دیا چھینٹا سب مجھے
مفت پانی پانی ہو کر گیا سقا مجھے

ایسی ہمسائی کو کیا کوسوں گھڑی کا ہل بہرے
جن کے گھر سے اسے پری خانم ہوا سودا مجھے

راہ کی خضر ونے کھوٹی یہ گئی لڑی کہاں
چھوڑنے جانا ہے یہ لو نکا طبق دریا مجھے

بی صنوبر کیب بڑھی تو ہاتھ کی میری زباں
بانس منڈی والیوں نے او ہی کیا لگا ہے مجھے

سوت مانی کی ملاؤں خاک میں تصویر کو
کیوں ورکھا نے الٰہی یہ بھاتا نہیں نقشا مجھے

میں بھی جیلا ہوں اے یوسف زلیخا سے سوا
یاد تھا جو کچھ وہ تیری چاہ میں بھولا مجھے

حق ہو جو مشکل بڑی آسان کی اللہ نے
بن گئی سولی بھی اے منصور خان کا ناب مجھے

چار بیٹے والا جس کو جان کے پیس پڑ گئی
کوڑیا خانم دیا اس نے نہ اک حبا مجھے

کیسا کیڑا جس سے زری ٹک بوا اٹھتی نہیں
وہ نکھٹو بے حیا جھڈو ملا بھڑوا مجھے

دن تو یہ کڑوے کسیلے آپ کے گھر آؤں میں
جان صاحب ایسا میٹھا ہے تمھارا کیا مجھے

کیا ناتا چھوڑے گاؤں کا در گور ہو چار — یا پوش سے مرے وہ نکوڑا کہیں رہے
یا ہوا کے کاندھے پہ تھا جن کے تخت کا — وہ تاج چتر والے نہ مسند نشیں رہے
دنیا سرا ہے لوگ مسافر عدم کے ہیں — کوئی نہیں رہے گا ز ناحق یقیں رہے
کر لو گے ہم کو چھوڑ کے تم اور اک اجی — اچھے رہے تمہیں نکہیں کے ہمیں رہے
اب کیا ہمنشیں خصم سے بڑھاپے میں آ ہوا — اٹھ رہنے کے دن وہ ہمارے نہیں رہے

اے جان کر تو مجھ سے لڑائی کے واسطے
باندھے کمر چڑھائے سدا آستیں رہے

لگا کے آگ اک دن تیرے شر سے — نکل جاؤں گی آتش باز گھر سے
مرا بچہ پھرا خالق کے گھر سے — جیا مر مر کے نرگس کی نظر سے
مری کنگن پہ جو غولا دے بگھلا — ہوا لوگو یہ لوہا موم زر سے
لگائی آنکھ بادامی سمجھ کر — بڑی نرگس نے چھوٹی خوش نظر سے
جو دیتا ہو زمانہ تو کہاں رو — مجھے تم لائے ہو عالم نگر سے
سگھڑ ہے سوت تو اپنے لیے ہے — مجھے کیا کام اجی اس کے ہنر سے

نہ جائے سوت کے گھر جان صاحب
گھٹا چھائے الٰہی مینہ وہ برسے

مہتاب دری کل ہو گئی بارہ دری سے — دس گز تھی بڑی چاندنی خانم کی دری سے
برا چھا ہے محتاج ملا گر تجھے بنو — ایسی ہی برات آئے گی ثابت ہے بری سے
ٹکسال چڑھے کیوں نہ چلن جب کہ ہوں کھوٹی — کی تو نے بدی اشرفی خانم سی کھری سے
خوش مجھ سے ہوں اک ایسا ندیں گوڑیا خانم — کیونکر نہ جلوں سوموں کی ہیں صفت بری سے
گو شکل مری اچھی ہے میں کیا کروں بھی — تقدیر تو بد تر ہے مری بھاگ بھری سے
چاہت سے سلیماں کی پری رنگ گئے بنو — بلقیس کچھ اچھی نہ تھی ہو تیں پری سے
تقدیر ہی پھلے یہ نہیں کیا کروں لوگو — کچھ فائدہ مجکو نہ ہوا ناموری سے
اے جان میں دل ٹھو ہوں لگا ہیں آئی — شیشہ مرا چوری گیا مینا نگری سے

ڈھونڈنے آپ کو بندی نہیں بے جا نکلی
ہے اجی چاہ میں یوسف کے زلیخا نکلی

پیچھے مجنوں کے سٹرن بن کے جو لیلیٰ نکلی
زل کا کہنا کیا گھر چھوڑ کے دکھیا نکلی

پنجہ کرنے کو جو رستم سے میں تیار ہوئی
پیٹ پکڑے ہوئے بس زال کی بڑھیا نکلی

بی دوگانا میں ادا فرض سے ہو کے ہوئی
بیاہ اچھا نہ ہوا کچھ نہ تمنا نکلی

جل کے اک دوزخی لونڈے نے کہا محفل میں
جان صاحب کی طرف ایک کی بڑھیا نکلی

میں اس چمن میں بند نہیں اب ہزار سے
طوطی ہوں ایک ہند کی بخشوں ہزار سے

قسمت کا کیوں گلا کروں پروردگار سے
سنو سے اگر بری ہوں تو اچھی ہوں چار سے

الفت کی او ہی دل کو کدورت نصیب ہو
شیشہ گھڑی کا پاتا ہے رونق غبار سے

لالی لبوں کی چوس لی لے کے مچھیاں
باز آئی ایسے آپ کے اخلاص پیار سے

ایسے نہیں ہیں شیخ اسد تیس مار خاں
جیتے جو بچے شیر کے بھیجیں شکار سے

نوج گھر میرے وہ نامرد نگوڑا آئے
خود نکل جاؤں جو اب کھوجڑے پیٹا آئے

سوت کے گھر سے مرے گھر نہ وہ آئے مردار
یا خدا آئے تو ایسے کا جنازا آئے

بے حیا چکنا گھڑا ٹکٹا نگوڑا جو ہو
اس موئے کو مرے ترکھے سے حیا کیا آئے

بے سبب مجھ سے نہ کیوں نیک قدم ہوں وہ خفا
جا بک اسوار ہی کرتے ہوئے کوڑا آئے

باجی اولاد میں مجنوں کے بری خانم ہے
ایک دیوانہ نہ کیوں کنبے میں ہوتا آئے

لاکھ بیگانوں کا بیگانہ ہو وہ اچھی بی
جو برے وقت میں بھی کام نہ اپنا آئے

مجھ زلیخا کی اگر چاہ ہے اس یوسف کو
نوج میں جاؤں وہی گھر مرے دوڑا آئے

پاس پیاسے کے کنواں دوڑ کے جاتا ہی نہیں
کیا غرض ہم کو غرض رکھتا ہی پیاسا آئے

دونوں بچے بھی ہیں دیوانے بری خانم کے
بن کے باہر سے عجوبہ ہیں تماشا آئے

مرتے مرتے ہوا جنگل میں کہا مجنوں نے
دہائی دینے کو مری قبر پہ لیلا آئے

جان صاحب میرا دل جانتا ہی کیا میں کہوں
دل کسی پر نہ مری جان کسی کا آئے

تمھارا مال ہے ہر وقت اختیار میں ہی | خبر نہ ہونا دولھن سے ابھی بخار میں ہی
بڑھاپا اونٹ سا ہو ڈیل عقل خاک نہیں | یہ سار بانی باندی کس قطار میں ہی
وہ اپنے منہ سے ملے پانچویں سواروں میں | وہ کس حساب میں کس گنتی کس شمار میں ہی

گلے میں کھٹکا ہے گلشن کے سیر گل کیا ہی
ستم کی ہولیاں گاتی اجی بہار میں سہے

بڑھیا کا جنیا مصیبت نئی ہے | نئے رنج کے ساتھ راحت نئی ہے
نہیں اب ہی اولاد سے پیٹ بھرتا | خدا جب یہ دولت دے دولت نئی ہی
پرانی حویلی کا ہے نام باقی | بگڑ کر بنی سب عمارت نئی ہے
سکندر نے آئینہ خضر کو بھیجا | نکالی یہ ملنے کی صورت نئی ہے
بلال اور قنبر قدیمی ہیں چیلے | دیئے مجھکو اُن کی عنایت نئی ہے

بڑھے کیوں نہ ہر وقت یوسف زلیخا
نیا دل لگایا ہے چاہت نئی ہے